ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصانیف مقبول افاضل الملت مولانا محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری شرح اردو صحیح البخاری

# فقہ محمدیہ کلاں ۱۳۱۷ھ

حصہ اول المقب بہ

# طریقہ احمدیہ ۱۸۶۹۹

بفرمایش خادم اہل اللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ ورزقہ اللہ ایمانا کاملا ورزقا واسعا

در مطبع محمدی واقع لاہور فقیر اللہ نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اطلاع ضروری

از مصنف کتاب ہذا مولانا محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری شرح بخاری اردو و ظفر المبین حصہ دوم وغیرہ

مخفی نہ رہے کہ اس سے پہلے بھی ایک کتاب مسمی بہ فقہ محمدیہ حصہ اول چھپی ہے لیکن اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کو اُسپر کئی وجہ سے ترجیح ہے وجہ اول یہ ہے کہ وہ نہایت تھوڑی سی اجزاء پر بخط جلی ختم ہے کل مسائل ضروری اُسمین نہین ہین اور یہ باوجود در آورد گنجان تحریر کے قریب تیرہ جزو پر ختم ہے جسمین بفضل کل مسائل عبادات مع دلائل صحیحہ درج ہین یہ اظہر من الشمس ہے جو اس سے زیادہ اسمین (۴۰) باب ہین وجہ دوم یہ کہ فقہ محمدیہ سابق کے بہت مسائل خلاف تحقیق ہین چنانچہ اول یہ ہے کہ اسکے صفحہ ۳ مین لکھا ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت نجاست کے پڑنے کے سبب سے اگر اُسکا رنگ بگڑ جاوے یا اُسکا مزہ خراب ہو جاوے یا اسمین سے بو آنے لگے تو وہ پانی ناپاک ہے انتہی حالانکہ یہ مسئلہ خلاف ہے اسلیے کہ قلتین کی حدیث اس سے بالکل باطل ہو جاتی ہے اور قید قلتین کی بالکل لغو ہو جاتی ہے حالانکہ مولف خود اسکا قائل ہے اور اُسکے بعد اُسنے قلتین کی قید جائز رکھی ہے اور نیز اُسکے صفحہ ۳ مین لکھا ہے کہ جو پانی کہ بقدر قلتین یعنے بقدر اڑھائی مشک کے ہو اُسمین وضو کرنا جائز ہے وضو کے اعضاء کا پانی اُسکے اندر گرنے سے ناپاک نہین ہوتا لیکن جنابت کی حالت مین سکے اندر بیٹھ کر نہانا منع ہے انتہی۔ حالانکہ یہ مسئلہ اسکا بھی بالکل غلط ہے اسلیے کہ قلتین کا مقدار پانچ مشک کے برابر ہوتا ہے اڑھائی مشک کے برابر نہین ہوتا اور نیز جو پانی کہ بقدر قلتین کے ہو اُسکے اندر جنابت کے سبب سے بیٹھ کر نہانا بھی درست ہے اور وہ پانی اس سے ناپاک نہین ہوتا بلکہ مستعمل بھی نہین ہوتا کہ دوسرے کو اُسکا استعمال کرنا درست نہ ہو بلکہ اگر پانی قلتین سے کم ہو اور کوئی اُسکے اندر بیٹھ کر نہاوے جنابت کے سبب سے تو بھی وہ پانی ناپاک نہین ہوتا بلکہ اُسکا غسل درست ہو جاتا ہے ہان البتہ وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے دوسرے کو استعمال کرنا اُسکا درست نہین ہوتا جیسے کہ فتح الباری کے صفحہ ۱۷۳ مین لکھا ہے اور نیز فقہ محمدیہ سابق کے صفحہ ۴ مین لکھا ہے کہ اگر استنجے کیلیے

تین ڈھیلے نہ ملین تو دو بھی کافی ہین انتہے ۔ حالانکہ یہ مسئلہ اُسکا بھی غلط ہی اسلیے کہ استنجے کے لیے تین ڈھیلون کا ہونا شرط ہے اور تین ہی کم کے ساتھ استنجا کرنا درست نہین جیسے کہ نیل الاوطار کے صفحہ ۱۲۹ اور فتح الباری کے صفحہ ۱۲۹ اور شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۱ مین لکھا ہی اور نیز اُسکے صفحہ ۵ مین لکھا ہی کہ عورتون کو پانی سے استنجا کرنا ضرور ہے انتہے حالانکہ یہ مسئلہ بھی اُسکا غلط ہی اسلیے کہ حدیثون مین عورت اور مرد مین کچھ فرق نہین بلکہ حدیثون کا عموم سب کو شامل ہے اور نیز مؤلف نیل الاوطار جلد اول کے صفحہ کا پتہ دیا ہے حالانکہ اس صفحہ مین اس بات کا کہین نام و نشان بھی نہین لکھا ہی شائق اسکا مطالعہ کری اور نیز اُسکے صفحہ ۵ مین لکھا ہے کہ جہان تک ممکن ہو طاق ڈھیلے لیوی اور جو طاق نہ لے تو گناہ نہین انتہے حالانکہ یہ مسئلہ اُسکا بھی غلط ہے اسلیے کہ لفظ حتی الامکان طاق کے وجوب کو چاہتا ہے اور نیز اُسکے صفحہ ۵ مین لکھا ہے کہ پیشاب کے وقت داہنے ہاتھ سے نازا پکڑنا اور داہنے ہاتھ سے پائخانے مین ڈھیلے پونچھنے درست نہین انتہے حالانکہ یہ مسئلہ اسکا بھی خلاف تحقیق ہے اسلیے کہ پیشاب کے وقت داہنے ہاتھ سے نازا پکڑنا اور استنجا کرنا جمہور علما کے نزدیک حرام نہین بلکہ مکروہ تنزیہی ہے جیسے کہ شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۱ مین لکھا ہے اور نیز فقہ محمدیہ سابق کے صفحہ ۶ مین لکھا ہی کہ اگر جوتی کو گندگی لگ جاوے تو زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہی انتہے حالانکہ یہ مسئلہ اُسکا بھی خلاف تحقیق ہے اسلیے کہ قسطلانی مین لکھا ہے کہ اگر گندگی تر ہو اور جوتی کو لگ جاوی تو بدون دھونے کے جوتا پاک نہین ہوتا نہ شافعیہ کے نزدیک اور نہ حنفیہ وغیرہ کے نزدیک اور بخاری مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اگر کوئی گندگی پر چلے اور گندگی تر ہو تو اسکو دھو ڈالے اور اگر خشک ہو تو دھونے کی حاجت نہین انتہے اور نیز اُسکے صفحہ ایضا مین لکھا ہے کہ اگر عورت کا دامن ناپاک جگہ پر چلنے سے ناپاک ہو جاوے تو مٹی پر چلنے سے پاک ہو جاتا ہے انتہے حالانکہ یہ مسئلہ اسکا بھی غلط ہی اسلیے کہ طیبی نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ اگر تر نجاست بدن یا کپڑے کو لگجاوی تو بدون دھونے کے پاک نہین ہوتا اور اسی طرح اکثر مسائل اسکے خلاف تحقیق ہین لیکن چند مسائل کو بطور نمونہ خروار کے لکھدیا کہ باقی کو اسپر قیاس کرنا چاہیے فان العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔

جوتی کو نجاست لگ کر پاک کرنیکا بیان

وجہ سوم یہ کہ یہ کتاب فقہ محمدیہ جدید اس بسط اور تفصیل اور تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ اگر
دونوں کا مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ فقہ محمدیہ سابق بہ نسبت اسکی کچھ چیز بھی نہیں کہ نہ تو اُسمین
کسی مسئلے کی توضیح ہے اور نہ کسی مسئلے کی تفصیل وجہ چہارم یہ کہ یہ فقہ محمدیہ سابق فقہ محمدیہ سے
پانچ چھ گنا زیادہ ہے اور سابق کے کل باب ۶۵ ہین اور اس کتاب جدید کے کل باب ۱۰۵
ہین اور ہر ہر باب مین اس قدر کوشش اور تصحیح کے ساتھ مسائل درج کیے گئے ہین کہ جسکے
پاس یہ کتاب ہوگی اسکو تمام عبادات کے کسی مسئلے کے پوچھنے کی حاجت نہ پڑیگی اور نہ کسی بڑی کتاب کے
دیکھنے کی ضرورت ہوگی الا ماشاء اللہ بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُس سے آدمی کی حاجت پوری
نہین ہوتی بلکہ بہت مسائل کی حاجت باقی رہتی ہے وجہ پنجم یہ کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید
مین ایسا کوئی مسئلہ نہین کہ وہ متروک العمل ہو بلکہ ہر مسئلہ اُسکا ائمہ دین مین معمول چلا آیا ہے
یا تو کل ائمہ مین یا اکثر ائمہ مین یا بعض مین بلکہ اُسکے مسائل کے ساتھ مذاہب صحابہ اور تابعین اور
اقوال ائمہ دین کے بیان کیے گئے ہین تا معلوم ہو کہ اُسکے سب مسائل معمول ہین متروک اور منسوخ
نہین جیسے کہ علماء سلف اور خلف کا دستور ہے اور نیز معلوم ہو کہ کون مسئلہ اسکا اتفاقی ہے
اور کون اختلافی ہے اور نیز ہر جگہ مین محقق مسئلے کو ترجیح دی اور غیر محقق کو مرجوح ٹھیرایا اور نیز
جو مسائل کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کے عبادات مین حدیث کے مخالف تھے انمین سے اکثر کو اپنے اپنے
موقع پر بیان کیا بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُسمین ان چیزون مین سے ایک چیز بھی نہین نہ تو
اُسمین مذاہب اصحاب اور تابعین کے منقول ہین اور نہ اقوال ائمہ دین کے اور نہ اُسمین صحیح اور ضعیف
کی کچھ تمیز ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسا مسئلہ اتفاقی ہے اور کون اختلافی ہے اور نہ یہ معلوم
ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کا عبادات مین کون کون مسئلہ مخالف ہے اور کون موافق ہے
وجہ ششم یہ کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کے سب مسائل باترتیب لکھے گئے ہین یعنے پہلے جائز چیزین لکھی گئی
ہین اور پھر ناجائز یا بالعکس اسکے الا ماشاء اللہ بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُسمین کسی باب کے مسائل
بھی باترتیب نہین لکھے گئے بلکہ سب غلط اور پیش و پس ہین کوئی مسئلہ کہین اور کوئی کہین وجہ ہفتم

یہ کہ اس کتاب جدید مین بعض بعض جگہہ مین بقدر ضرورت کے مخالفین کی دلیلون اور اعتراضون کے جواب بہت عمدہ اور دندان شکن دیے گئے بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُسمین ان باتون کا نام نشان نہین غرض کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کو فقہ محمدیہ سابق پر کئی وجہ سے فوقیت ہوگی کہ یہ کتاب اُس کتاب سابق سے چھ سات گنا زیادہ ہے کہ وہ بہ نسبت اسکی کچھہ بھی نہین اور اسکے پلہ مین اُسکا کچھہ بھی وزن نہین پس اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسکو نقد جان سے خرید کر اپنے گلے کا تعویذ بناوین تاکہ آخرت مین عذاب دوزخ سے نجات پاوین۔

# فہرست مطالب کتاب فقہ محمدیہ حصہ اول


| مطالب کتاب | صفحہ | مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|---|---|
| کتاب | | باب | |
| پاکی کے بیان مین۔ | ۹ | خون حیض کے ناپاک ہونے کے بیان مین | ۳۸ |
| باب | | باب | |
| پاخانے اور پیشاب کے بیان مین۔ | ″ | پاخانے اور پیشاب کے نجس ہونیکے بیان مین | ″ |
| باب | | باب | |
| استنجا کرنے کے بیان مین۔ | ۱۴ | آدمی کی منی کی بیان مین۔ | ۴۰ |
| باب | | باب | |
| احکام پانی کے بیان مین۔ | ۱۹ | متفرق نجاستون کے بیان مین۔ | ۴۲ |
| باب | | باب | |
| بچے اور جوٹھے پانی کے بیان مین۔ | ۲۳ | فضیلت وضو کے بیان مین۔ | ۴۳ |
| باب | | باب | |
| مستعمل پانی کے بیان مین۔ | ۲۵ | مسواک کرنے کے بیان مین۔ | ۴۴ |
| باب | | باب | |
| پاسنون کے بیان مین۔ | ۲۹ | وضو کی کیفیت کے بیان مین۔ | ۴۵ |
| باب | | باب | |
| نجاستون کے بیان مین اور انکے پاک کرنیکا | ۳۰ | وضو کی دعاؤن کے بیان مین۔ | ۵۴ |
| باب | | باب | |
| کتے کے نجس ہونے کے بیان مین | ۳۲ | مسح موزون کے بیان مین۔ | ۵۵ |
| باب | | باب | |
| مردار کے چمڑے کے بیان مین | ۳۵ | وضو توڑنے والی چیزون کے بیان مین۔ | ۵۸ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| اس بیان مین کہ بے وضو کیا چیز کرنی جائز ہے اور کیا نہین ہے۔ | ٦٤ |
| باب | |
| غسل واجب کے بیان مین۔ | ٦٤ |
| باب | |
| حکم جنبی کے بیان مین۔ | ٦٩ |
| باب | |
| غسل مسنون کے بیان مین | ٧٢ |
| باب | |
| غسل اور وضو کے پانی کے مقدار کے بیان مین | " |
| باب | |
| تیمم کے بیان مین۔ | ٧٣ |
| باب | |
| حیض کے بیان مین۔ | ٧٧ |
| باب | |
| نفاس کے بیان مین۔ | ٨٤ |
| باب | |
| استحاضہ کے بیان مین۔ | " |
| کتاب | |
| وضو کے بیان مین۔ | ٨٧ |
| باب | |
| نماز کے وقتون کے بیان مین۔ | " |
| باب | |
| اول وقت نماز پڑھنے کے بیان مین۔ | ٨٩ |
| باب | |
| قضا نمازون کے بیان مین۔ | ٩١ |
| باب | |
| نماز کی فضیلت کے بیان مین۔ | ٩٣ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| اذان کے بیان مین۔ | ٩٣ |
| باب | |
| اذان کے جواب کے بیان مین۔ | ٩٧ |
| باب | |
| اذان کی فضیلت کے بیان مین | ١٠٠ |
| باب | |
| مسجدون کے بیان مین۔ | " |
| باب | |
| نماز کی جگہون کے بیان مین۔ | ١٠٨ |
| باب | |
| قبلے کے بیان مین۔ | ١١٠ |
| باب | |
| ستر ڈھانکنے کے بیان مین | ١١١ |
| باب | |
| ستر کی طرف دیکھنے کے بیان مین | ١١٣ |
| باب | |
| سُترے کے بیان مین۔ | ١١٥ |
| باب | |
| کیفیت نماز کے بیان مین۔ | ١١٨ |
| باب | |
| نیت کے بیان مین۔ | " |
| باب | |
| تکبیر تحریمہ کے بیان مین۔ | " |
| باب | |
| تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کے بیان مین | ١٢٠ |
| باب | |
| ہاتھ باندھنے کے بیان مین۔ | ١٢١ |
| باب | |
| تکبیر تحریمہ کے بعد کیا چیز پڑھی جاوے | ١٢٢ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| نماز مین قرارت پڑہنے کے بیان مین۔ | ۱۲۴ |
| باب | |
| رکوع کے بیان مین۔ | ۱۳۲ |
| باب | |
| سجدہ کے بیان مین۔ | ۱۳۵ |
| باب | |
| التحیات کے بیان مین | ۱۳۷ |
| باب | |
| التحیات کے بعد درود پڑہنے کے بیان مین | ۱۳۹ |
| باب | |
| التحیات کے بعد دعا پڑہنے کے بیان مین | ۱۴۰ |
| باب | |
| نماز کے بعد مقتدیون کیطرف پہرنے اور ذکر کرنیکے بیان مین | ۱۴۲ |
| باب | |
| دعا کے وقت ہاتھ اٹہانے کے بیان مین | ۱۴۳ |
| باب | |
| نماز کے توڑنے والی چیزون کے بیان مین | ۱۴۴ |
| باب | |
| سجدہ سہو کے بیان مین۔ | ۱۴۸ |
| باب | |
| سجدۂ تلاوت کے بیان۔ | ۱۵۱ |
| باب | |
| اُن وقتون کے بیان مین جنمین نماز منع ہے | ۱۵۳ |
| باب | |
| جماعت اور انکی فضیلت کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| صفون کے برابر کرنے کے بیان مین۔ | ۱۵۶ |
| باب | |
| مقتدیون کے کہڑے ہونے کی جگہ کے بیان مین | ″ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| امامت کے بیان مین۔ | ۱۵۸ |
| باب | |
| مقتدی کے حق کے بیان مین۔ | ۱۶۲ |
| باب | |
| مقتدی پر امام کی متابعت کے واجب ہونے کے بیان مین۔ | ۱۶۳ |
| باب | |
| مسبوق کے بیان مین۔ | ۱۶۵ |
| باب | |
| ایک نماز کو دو بار پڑہنے کے بیان مین | ۱۶۶ |
| باب | |
| سنتون کے اور انکی فضیلت کے بیان مین | ″ |
| باب | |
| تہجد کی نماز کے بیان مین۔ | ۱۶۹ |
| باب | |
| وتر کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| سواری کی نماز کے بیان مین۔ | ۱۷۱ |
| باب | |
| تہجد کے اُٹہنے کے وقت دعا پڑہنے کے بیان مین۔ | ۱۷۲ |
| باب | |
| رات کی نماز کی ترغیب کے بیان مین۔ | ۱۷۳ |
| باب | |
| قنوت کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| عبادت مین میانہ روی کرنے کے بیان مین | ۱۷۴ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| تراویح کے بیان مین۔ | ۱۷۴ |
| باب | |
| چاشت کی نماز کے بیان مین۔ | ۱۷۵ |
| باب | |
| نفل نماز کے بیان مین۔ | ۱۷۶ |
| باب | |
| نماز استخارہ کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| نماز تسبیح کے بیان مین۔ | ۱۷۷ |
| باب | |
| نماز سفر کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| جمعہ کے بیان مین۔ | ۱۸۱ |
| باب | |
| جمعہ کے واجب ہونے کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| جمعہ کے دن کپڑے اور بدن کے ستھرا کرنے اور خوشبو لگانے اور جمعہ کی طرف اول وقت جانیکے بیان مین | ۱۸۲ |
| باب | |
| جمعہ کی نماز اور خطبہ کے بیان مین۔ | ۱۸۴ |
| باب | |
| نماز خوف کے بیان مین۔ | ۱۸۶ |
| باب | |
| نماز عید کے بیان مین۔ | ۱۸۸ |
| باب | |
| سورج گہن کی نماز کے بیان مین۔ | ۱۹۰ |
| باب | |
| نماز استسقا کے بیان مین۔ | ۱۹۱ |
| باب | |
| سجدۂ شکر کے بیان مین۔ | ۱۹۲ |

| مطالب کتاب | |
|---|---|
| کتاب | |
| جنازون کے بیان مین۔ | ۱۹۲ |
| باب | |
| بیماری کے ثواب کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| بیمار پرسی کے بیان مین۔ | ۱۹۴ |
| باب | |
| موت کی آرزو کرنے اور اُسکے ذکر کی فضیلت کے بیان مین۔ | ″ |
| باب | |
| اس بیان مین کہ جسکی موت قریب ہو اُسکے پاس کیا کہا جاوے۔ | ۱۹۵ |
| باب | |
| مردے کے نہلانے کے بیان مین۔ | ۱۹۶ |
| باب | |
| میت کے کفنانے کے بیان مین۔ | ۱۹۷ |
| باب | |
| جنازے کے ساتھ جانے کے بیان مین | ۱۹۸ |
| باب | |
| جنازے کی نماز کے بیان مین۔ | ۱۹۹ |
| باب | |
| مردے کے دفن کرنے کے بیان مین | ۲۰۲ |
| باب | |
| مردے پر رونے کے بیان مین۔ | ۲۰۳ |
| باب | |
| زیارت قبرون کے بیان مین۔ | ″ |
| اور اسمین سماع موتے کا ذکر ہے۔ | ″ |


تمت

کل ۱۰۱ ابواب ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد بعض احباب نے فرمایش کی کہ اگر کوئی کتاب فقہ حدیث کی کہ ہر ایک مسئلہ اسکا قرآن یا حدیث سے ثابت ہو اور ضروری مسائل عبادات اور معاملات کے لیئے کافی ہو لکھی جاوے تو نفع عام ہو لہذا اصحاح ستہ وغیرہ کی حدیثوں سے بہت عمدہ طور پر خلاصہ نکالکر یہ کتاب مسمی بہ **فقہ محمدیہ** لکھی گئی اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا حصہ اول میں مسئلے نماز روزے وغیرہ کے اور حصہ دوم میں مسئلے زکوۃ وغیرہ کے اور حصہ سوم میں مسئلے بیع شراء وغیرہ کے لکھے گئے اللہ تعالے اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہونچاوے آمین ثم آمین

## کتاب ہے طہارت اور پاکی کے بیان مین

**باب ہے پاخانے اور پیشاب کے بیان مین** جب کوئی آدمی پاخانے جاوے تو مستحب ہے کہ پردہ کرے یعنے کسی چیز کی آڑ میں چھپ کر پاخانے بیٹھے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے اور اگر کوئی آڑ نہ ملے تو چاہیئے کہ جمع کرے ایک ڈھیر بالو کا اور اسکی طرف پیٹھ کرکے پاخانے بیٹھے اسلیئے کہ شیطان کھیلتا ہے ساتھ مقعدوں بنی آدم کے یعنے لوگوں کے دلون مین خیال ڈالتا ہے کہ پاخانے بیٹھنے والے کی طرف دیکھین پس جو کوئی ایسا کرے یعنے پاخانے کے وقت پردہ کرے اسکو ثواب ہے اور جو نہ کرے اسکو عذاب نہین یعنے اگر کوئی آڑ نہ ملے تو صاف میدان مین بھی پاخانے بیٹھنا درست ہے گو لوگ اسکو دیکھتے ہون **ف** امام نووی رحمہ نے کہا کہ مستحب ہے پردہ کرنا وقت پاخانے کے ساتھ باغ کے یا کسی اونچی جگہ کے اور مانند اسکی کے اسطرح سے کہ غائب ہو

۱ یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے ابو داؤد نے اپنے باب سنن میں لکھا ہے

۲ مضمون شرح مسلم مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۱۲۵ میں ہے ۱۲

ساتھ اُسکے تمام بدن انسان کا دیکھنے والون کی نظرون سے اور یہ سنت مؤکدہ ہے انتہے اور
اسی طرح مستحب ہے کہ جب پائخانے کا ارادہ کرے تو بہت دور جاوے یہان تک کہ کوئی آدمی
اسکو نہ دیکھے اور اسی طرح جب پائخانے کے قریب جاوے تو مستحب ہے کہ بسم اللہ پڑھے کہ بسم اللہ
کہنے سے جنون کی آنکھین اندھی ہو جاتی ہیں آدمی کے ستر کو نہیں دیکھ سکتے اور بعد اُسکے
یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنے الٰہی پناہ مانگتا ہون میں
ساتھ تیرے ناپاک جنون اور جنیون سے اس واسطے کہ پائخانے کے وقت جن حاضر ہوتے ہین
اور آدمی کی ایذا کے لیے مستعد رہتے ہین جب یہ دعا پڑھے تو اُنکے شر سے محفوظ رہتا ہے
اور یہ حکم ہر جگہ کے لیے ہے خواہ عمارتون یعنے بنے ہوئے پائخانون میں حاضر ہو بیٹھے یا میدان
میں بیٹھے ہر جگہ دعا پڑھے **ف** پائخانے کے وقت یہ دعا پڑھنی مستحب ہے نزدیک سب
علماء کے لیکن پائخانون مین یہ دعا داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور میدان مین کپڑا اٹھانے
سے پہلے پڑھے اور یہی ہے مذہب جمہور کا۔ پھر جب پائخانے بیٹھنے لگے تو نہ اٹھاوے کپڑا اپنا
یہانتک کہ نزدیک ہو زمین سے پھر جب نزدیک ہو زمین سے تو پائخانے بیٹھے اپنے بائیں
پاؤن پر اور کھڑا کرے اپنے داہنے پاؤن کو یعنے اسلیئے کہ اُس سے پائخانہ بہت سہولت کے
ساتھ نکلتا ہے اور جب پائخانے سے فراغت پاوے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ
عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یعنے سب تعریف اللہ کو ہے کہ دور کی مجھ سے ایذا اور آرام دیا مجھ
کو یعنے اُسکے بند ہونے سے اور مستحب ہے پائخانے بیٹھنا اینٹون پر یعنے تاکہ بدن زمین
سے اونچا رہے اور گندگی نہ لگے **ف** اور یہی حکم ہے ہر جگہ کا کہ پاؤن رکھنے کی جگہ اونچی
ہو اور پائخانہ پھرنے کی جگہ نیچے ہو کہ ایسی جگہ مین پائخانہ پھرنا مستحب ہے۔ اور جائز ہے
پائخانہ بیٹھنا گھرون مین۔ اور جائز ہے واسطے عورتون کے باہر نکلنا رات کو واسطے
پائخانے کے طرف میدان کی اور نہین جائز ہے منہ کرنا طرف قبلے کی اور نہ پیٹھ کرنا طرف
اُسکی وقت پائخانے اور پیشاب کے لیکن یہ حکم صرف میدان کا ہے کہ پائخانے بیٹھنے والے
کی اور قبلے کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو اور اگر اُنکے درمیان کوئی آڑ ہو مانند دیوار اور بڑے پتھر
اور لکڑی وغیرہ کی تو پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جائز ہے

[1] حدیث ابی ایوب انصاری رضی کی مشکوٰۃ باب آداب الخلاء کے پہلے فصل مین ہے۔

ف اور یہی ہے مذہب[1] جمہور علماء کا کہ عمارتون مین پائخانے اور پیشاب کے وقت قبلے
کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح اور اسحاق رح کا اور
ایک قول امام احمد رح کا بھی یہی ہے اور یہی قول ہے زیادہ تر قریب طرف صواب کی سب قولون
میں سے کہ اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پائخانے
کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے یعنے خواہ میدان میں ہو یا عمارتون
مین یہ قول عائشہ اور عروہ اور ربیعہ اور داؤد کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پائخانے کے وقت قبلے
کی طرف منہ کرنا مطلق جائز نہین یعنے خواہ عمارتون مین ہو یا میدان مین ہو یہ قول امام ابو حنیفہ
کا ہے لیکن یہ قول مخالف ہے حدیث کے اور صحیح قول جمہور کا ہے جو پہلا گذرا ف امام
نووی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک پائخانے کے متعلق کے مسئلے[2] ہین اول یہ مسئلہ
کہ عمارتون مین پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا اس وقت جائز ہے
جبکہ آڑ سے تین گز کے برابر نزدیک ہو یا اس سے کم ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ پردہ کرنے والی چیز
اونچی ہو کہ اسکے نیچے کے بدن کو چھپا لیوے یعنے بقدر دو تہائی گز کے ہو اور اگر پائخانہ بیٹھنے والے کے
اور پردے کے درمیان تین گز سے زیادہ فاصلہ ہو اور یا پردہ دو تہائی گز کی سے کم ہو تو ایسی
حالت مین پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا بالکل جائز نہین اور دوسرا
یہ ہے کہ انکے نزدیک پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جو جائز ہے تو مراد اسے
یہ ہے کہ مکروہ نہین یہ قول جمہور کا ہے اور مختار یہ بات ہے کہ اگر عمارتون مین پائخانے کے وقت قبلے
سے منہ پھیرنے مین مشقت ہو تو مکروہ نہین والا اولے پرہیز کرنا ہے اس سے واسطے نکلنے کے اختلاف
علماء سے لیکن اسکو مکروہ نہین کہا جاتا اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جماع کے وقت قبلے کی
طرف منہ کرنا جائز ہے خواہ عمارتون مین ہو یا میدان مین ہو یہ مذہب ہمارا ہے اور یہی ہے مذہب
امام ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور داؤد ظاہری کا اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین ہے کہ
جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا درست ہے اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ پائخانے اور
پیشاب کے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اور یہی حکم ہے اسکی
طرف پیٹھ دینے کا اور پانچوان مسئلہ یہ ہے کہ اگر پائخانے اور پیشاب کے وقت

[1] بعضون نے عبارت یہی اضافہ کی ہے مذہب یہ ہے

[2] یعنی نووی نے صحیح مسلم کی شرح کے جلد اول کے صفحہ ۱۲۱ مین یہ ہے

وقت قبلے کی طرف مُنہ کرنے اور پیٹھ دینے سے پرہیز کرے تو استنجا کے وقت اسکی طرف مُنہ کرنا درست ہے انتہے اور نہین جائز ہے پائخانے بیٹھنا کنارے پانی کے کہ لوگ وہان سے پانی بہرتے اور غسل کرتے ہون اور نہ کنارے نہر جاری کے۔ اور اسی طرح نہین جائز ہے پائخانہ پہرنا راہ مین کہ لوگ وہان سے آتے جاتے ہون اور نہ سائے مین کہ لوگ اُسمین بیٹھتے ہون اور آرام پکڑتے ہین **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام خطابی نے کہا کہ مراد سائے سے وہ سایہ ہے کہ لوگ وہان اترتے ہون اور آرام پکڑتے ہون یعنے پس جس سائے مین لوگ نہ بیٹھتے ہون اُسمین پائخانے بیٹھنا درست ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہجورون کے باغ مین پائخانے بیٹھے اور اسمین کچھ شک نہین کہ کہجورون کا سایہ ہوتا ہے اور یہ منع اس واسطے ہے کہ اُس سے مسلمانون کو ایذا پہونچتی ہے ساتھ نجاست اور بو کے اور اسی طرح نہین جائز ہے پائخانے پہرنا نیچے درخت پہل دار کے۔ اور نہین جائز ہے پائخانے مین لے جانا اُس انگوٹھی کا کہ اُسمین اللہ کا نام یا قرآن کُھدا ہوا ہو بلکہ پائخانے کے وقت اُسکو اتار کر رکھہ جاوے۔ اور نہین جائز ہے کلام کرنا وقت پائخانے کے۔

**ف** لیکن اجماع ہے اسپر کہ پائخانے کی حالت مین کلام کرنا مکروہ ہے حرام نہین اور یہی حکم ہے پیشاب کا کہ اُس وقت بھی کلام کرنا مکروہ ہے لیکن اشارے سے کلام کرنا درست ہے بلا کراہت اور اسی طرح مکروہ ہے سلام کہنا اُس شخص پر کہ پائخانے بیٹھا ہو یا پیشاب کرتا ہو اور نہین لائق ہے جواب دینا اسکا **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے کہ سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ جو پیشاب کرنے والے کو سلام کہے وہ جواب کا مستحق نہین اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مکروہ ہے سلام کہنا پائخانے اور پیشاب بیٹھنے والے پر اور اگر سلام کہے تو اُسکا جواب دینا مکروہ ہے اور کہتے ہین کہ پائخانے بیٹھنے والے کو ہر قسم کا ذکر کرنا مکروہ ہے کہتے ہین کہ نہ سبحان اللہ کہے اور نہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ چھینکنے والے کو جواب دے اور نہ الحمد للہ کہے وقت چھینکنے کے اور نہ جواب دے اذان کا کہتے ہیں کہ اسی طرح جماع کے وقت بھی کوئی ذکر نہ کرے اور اگر ایسے وقتون مین چھینک مارے تو دل مین الحمد للہ کہے زبان نہ ہلاوے لیکن پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین اگر کوئی ایسی

حالت مین اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہین ہوتا اور اسیطرح پائخانے بیٹھنے والے کو بھی ہر طرح کا کلام کرنا مکروہ ہے لیکن ضرورت کا وقت اس سے مستثنے ہے کہ مثلاً اگر کوئی کسی اندھے کو دیکھے کہ کوئین مین گرنے لگا ہے یا کسی سانپ یا بچھو کو دیکھے کہ کسی انسان کو کاٹنے لگا ہے تو اس صورت مین اُسکو پائخانے اور پیشاب اور جماع کی حالت مین کلام کرنا جائز ہے مکروہ نہین بلکہ واجب ہے اور یہ جو ذکر کیا ہے ہم نے کہ پائخانے اور پیشاب اور جماع کی حالت مین اغنیا سے کلام کرنا مکروہ ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب اکثر علماء کا اور یہی محکی ہے ابن عباس رض اور عطا اور مجاہد اور عکرمہ رض سے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اختیار کی حالت مین بھی کلام کرنا درست ہے انتہے۔ اور جب کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ تلاش کرے واسطے اُسکے جگہہ نرم یعنے تاکہ کوئی چھینٹ اُسکے بدن یا کپڑے پر نہ پڑے اور لازم ہے کہ بچاوے اپنے تئین پیشاب سے اور اگر پیشاب اصل محل کے سوا کسی اور جگہہ بدن یا کپڑے پر پڑے تو واجب ہے دھونا اُسکا پانی سے ڈھیلون سے خشک کرنا کافی نہین اور مستحب ہے کہ پردہ کرے ساتھہ کسی چیز کے تاکہ کوئی آدمی اُسکے ستر کو نہ دیکھے اور جب پائخانے یا پیشاب بیٹھے تو نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھہ اپنے سے یعنے بلکہ اُسکو اپنے بائین ہاتھہ سے پکڑے کہ پیشاب کے وقت اُس کو داہنے ہاتھہ سے پکڑنا مکروہ ہے لیکن پیشاب کے سوا اور وقتون مین اُسکو داہنے ہاتھہ سے پکڑنا بھی درست ہے **ف** امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ پائخانے اور پیشاب کے وقت اپنے ذکر کو داہنے ہاتھہ سے پکڑنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا۔ انتہے۔ اور جب پیشاب کر چکے تو چاہیے کہ دو ہے ذکر اپنے کو تین بار یعنے تاکہ پیشاب کا قطرہ سوراخ مین باقی نہ رہے کہ اُس سے کپڑا اور بدن آلودہ ہو اور جائز ہے پیشاب کرنا نزدیک دوسرے آدمی کے کہ پیچھے کھڑا ہو یعنے اُسکی طرف پیٹھہ کرنا پیشاب کر کے درست ہے ساتھہ اس طرح کے کہ ڈھانکے پیٹھہ اپنی کو ساتھہ کنارے تہ بند کے۔ اور اسی طرح جائز ہے نزدیک ہونا بول کرنے والے سے۔ اور جائز ہے پیشاب کرنا کھڑے ہو کر یعنے جب کہ امن ہو اُس کی چھینٹون سے **ف** امام ترمذی رح نے کہا کہ یہی قول ہے ایک جماعت

اہل علم کا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درست ہے اور امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ ابن منذر نے کہا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے مین علماء کو اختلاف ہے حضرت عمر رض اور
ابن عمر رض اور زید بن ثابت اور سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ انہون نے کھڑے ہو کر
پیشاب کیا اور یہی روایت ہے انس رض اور علی رض اور ابی ہریرہ رض سے اور یہی فعل ہے ابن سیرین
اور عروہ کا اور ابن مسعود رض اور شعبی وغیرہ کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور امام
مالک رح نے کہا کہ جس مکان مین چھینٹون کے پڑنے کا خوف ہو اُسمین کھڑے ہو کر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اور جس مکان مین چھینٹون کے پڑنے کا خوف نہ ہو اُسمین مکروہ نہین انتہے
اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درست ہے بلا کراہت یعنے خواہ کوئی ہو یا
نہ ہو اور منع مین کوئی چیز ثابت نہین ہوئی انتہے اور اسی طرح جائز ہے پیشاب کرنا رات کو
باسن مین اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا غسل خانے مین یعنے اس لیے کہ غسل کرنے کے
وقت اُس کے دل مین وسوسہ پیدا ہوگا کہ شاید کوئی چھینٹ اڑ کر بدن یا کپڑے پر پڑ گئی ہو
ف اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا کہ غسل خانے مین پیشاب کرنا درست نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ اگر غسل خانے کا پانی جاری ہو تو اُسمین پیشاب کرنا درست ہے اور نہین
جائز ہے پیشاب کرنا مسجد مین اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا سوراخ مین یعنے تاکہ مبادا کوئی
جانور اُسمین سے نکل کر کاٹ کھاوے۔

## باب ہے استنجا کرنے کے بیان مین

جب کوئی پائخانے سے فراغت پاوے تو واجب ہے کہ پاک کرے قبل اور دبر اپنی کو خواہ
ڈھیلون سے ہو یا پانی سے یعنے اگر صرف ڈھیلون سے استنجا کرے بغیر پانی کے تو وہ بھی
کفایت کرتا ہے بعد اُسکے پانی کے ساتھ استنجا کرنے کی حاجت نہین رہتی اور اگر صرف
پانی سے استنجا کرے بغیر ڈھیلون کے تو وہ بھی کفایت کرتا ہے ف امام ترمذی
نے کہا کہ یہی قول ہے اکثر اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض وغیرہ سے
اور جو اُنکے بعد مین کہ فقط ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنا کفایت کرتا ہے اگرچہ نہ استنجا
کرے بعد اُسکے ساتھ پانی کے جب کہ صاف کر دے نشان پائخانے اور پیشاب کا اور ساتھ
اسی کے قائل ہین ثوری اور ابن مبارک اور شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح انتہے لیکن اگر

ڈھیلون سے استنجا کرے تو واجب ہے کہ تین ڈھیلون سے کرے تین سے کم نہ ہون اور اگر تین ڈھیلون سے صفائی حاصل نہ ہو تو واجب ہے استنجا کرنا ساتھ زیادہ کے تین سے یہان تک کہ صفائی حاصل ہو لیکن مستحب ہے اس وقت کہ طاق ڈھیلے لیوے یعنے پانچ ہون یا سات وغیرہ ہون ف اور یہی ہے قول امام شافعی رح اور احمد اور اہل حدیث کا کہ استنجے مین تین ڈھیلون کا ہونا شرط ہے اس سے کم ناجائز نہین ساتھ رعایت صفائی کے اور جب تین سے صفائی حاصل نہ ہووے تو تین سے زیادہ کے ساتھ استنجا کیا جاوے یہان تک کہ صفائی حاصل ہو اور مستحب ہے اس وقت کہ طاق ڈھیلے ہون واجب نہین واسطے زیادتی کے کہ ابوداؤد مین ہے کہ جو طاق ڈھیلے نہ لیوے اسکو کچھ گناہ نہین اور امام خطابی نے کہا کہ ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے مین دو چیزون کا ہونا شرط ہے ایک استنجے کے محل کا صاف ہونا اور دوسرا عدد کا شرط ہونا یعنے تین ڈھیلے ہون اس سے کم نہ ہون اور مقصود ساتھ تین پتھرون کے تین بار پونچھنا ہے اور یہ ایک پتھر کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اسکے تین کنارے ہون اور دلیل اسکی صحت پر یہ ہے کہ اگر کوئی کسی پتھر کے ایک کنارے کے ساتھ استنجا کرکے پھینکدے اور پھر دوسرا کوئی آدمی اسکی دوسری طرف کے ساتھ استنجا کرے تو درست ہے نزدیک سب علما کے اسمین کسی کو اختلاف نہین اٹھتے۔ اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب ہمارا یہ ہے کہ اگر ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرے تو ضرور ہے کہ نجاست کی ذات کو دور کرے اور ضرور ہے کہ تین بار پونچھے اس سے کم نہ پونچھے اور اگر ایک بار یا دو بار پونچھنے سے ہی نجاست کی ذات دور ہو جاوے تو پھر بھی تیسری بار پونچھنا واجب ہے یہ قول احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور کا ہے اور داؤد نے کہا کہ واجب فقط صفا کرنا ہے پس اگر صرف ایک ڈھیلے سے صفائی حاصل ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر کسی پتھر کے تین کنارے ہون اور اسکی تینون طرفون سے دبر کو تین بار پونچھے تو یہی کافی ہے اس واسطے کہ مراد تین ڈھیلون سے تین بار پونچھنا ہے لیکن تین ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنا افضل ہے ایک ڈھیلے سے کہ اسکے تین کنارے ہون اور اگر قبل اور دبر دونو کا استنجا کرے تو واجب ہے چھ بار پونچھنا یعنے ہر ایک کو تین تین بار پونچھے اور افضل یہ ہے کہ چھ ڈھیلون سے پونچھے یعنے تین سے قبل کو پونچھے اور تین سے دبر کو پونچھے

ف حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی مشکوٰۃ مین باب آداب الخلاء کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

ف یہ مضمون فتح الباری شرح صحیح بخاری کے صفحہ ۱۲۱ مین ہے ۱۲

ف یہ مضمون شرح صحیح مسلم للنووی کے صفحہ ۱۳۱ مین ہے ۱۲

اور اگر کسی ڈھیلے کے چھ کنارے ہون اور ہر ایک کو تین تین کنارون سے تین تین بار پونچھے
تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اگر کوئی کپڑا اسقدر ہو کہ اسکی ایک طرف کے ساتھ استنجا کرنے
سے دوسری طرف تری نہ پونچھے تو جائز ہے استنجا کرنا ساتھ ایک طرف اُسکی کے اور بعض
اہل ظاہر کہتے ہین کہ استنجے کے واسطے ڈھیلے متعین ہین اُنکے سوا اور کسی چیز سے استنجا کرنا
کافی نہین لیکن تمام علماء کا یہ مذہب ہے کہ کپڑے اور لکڑی سے بھی استنجا کرنا جائز ہے اور
مقصود اُس سے نجاست کا دور کرنا ہے اور یہ ڈھیلون کے سوا اور چیز سے بھی حاصل ہو سکتا ہے
اور دلالت کرتی ہے اسپر یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہڈی اور لید کے ساتھ
استنجا کرنے سے منع فرمایا اور اگر ڈھیلے متعین ہوتے تو ڈھیلون کے سوا اور سب چیزون سے
منع فرماتے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ جائز ہے استنجا کرنا ساتھ ہر جمی ہوئی چیز کے کہ پاک
ہو اور نجاست کی ذات کو دور کرنے والی ہو اور نہ حرمت والی ہو اور نہ کسی حیوان کی جز ہو
اور استنجے کے واسطے ایک جنس کا ہونا شرط نہین بلکہ جائز ہے کہ دبر کا استنجا ڈھیلون سے
کرے اور قبل کا استنجا کپڑے وغیرہ سے کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ استنجا کرے قبل یا دبر کا
ساتھ ایک ڈھیلے اور دو دھجیون کے انتہے۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ استنجے کے واسطے تین ڈھیلون
کا ہونا شرط نہین بلکہ مسنون بھی نہین جتنے ڈھیلون سے استنجا کرے درست ہے تین ہون یا کم
و بیش ہون حفت ہون یا طاق ہون لیکن قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے۔ اور اگر استنجے
کے وقت ذکر کو زمین سے پونچھ ڈالے تو یہ بھی درست ہے لیکن ضرور ہے کہ تین بار پونچھے۔
اور مستحب ہے استنجا کرنا ساتھ پانی کے یعنے بعد ڈھیلے لینے کے **ف** امام نووی نے کہا
کہ جمہور علماء سلف اور خلف کا اور اماموں اہل فتوی کا اجماع ہے اسپر کہ افضل جمع کرنا ہے درمیان ڈھیلون
اور پانی کے یعنے پائخانے کے بعد پہلے ڈھیلون سے استنجا کرے پھر بعد اُنکے پانی سے استنجا کرے اور اگر دونو
مین سے فقط ایک ہی چیز کے ساتھ استنجا کرے تو یہ بھی جائز ہے خواہ دوسری چیز موجود ہو یا نہ ہو پس فقط
ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہے اور بالعکس بھی درست ہے لیکن اگر صرف ایک
ہی چیز سے استنجا کرنا چاہے تو پانی کے ساتھ استنجا افضل ہے صرف ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے
سے واسطے کہ پانی محل معلوم کو حقیقۃً پاک کر دیتا ہے بخلاف ڈھیلون کے کہ اُنکے ساتھ استنجا

[1] مضمون اُنکو ابا... مطبوعہ مطبع مصطفائی کے صفحہ ۵۲ مین ہے ۱۲

[2] یہ حدیث ابن الاثیر و روزی شک کرنے کے فصل ہر کے صفحہ ۱۷۱ مین ہے اور حدیث ابن عباس رضی کی بلوغ المرام کے باب قضاء الحاجت مین ہے ۱۲

[3] یہ مضمون صحیح مسلم مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۲۱ مین ہے ۱۲

کرنا محل کو پاک نہین کرتا بلکہ وہ صرف نجاست کو ہلکا اور خشک کر دیتا ہے پس جائز ہے نماز
ساتھ اُس نجاست کے کہ نماز کے جائز ہونے کے لیے وہ نجاست معاف کی گئی ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ پانی سے استنجا کرنا جائز نہین یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے لیکن یہ قول
اُسکا مخالف ہے حدیث کے اور اجماع سلف اور خلف کے اور جائز ہے پائخانے کے وقت
ساتھ لے جانا پانی کا واسطے استنجے کے۔ اور جائز ہے خادم کو لے جانا پانی اور ڈھیلون
کا ساتھ مخدوم اپنے کے وقت پائخانے کے اور حاضر کرنا اُس چیز کا کہ استنجا کرے
وہ ساتھ اُس کے تاکہ نہ محتاج ہو طرف طلب اُسکی کی جبکہ فارغ ہو پائخانے سے۔
ف اور اسی طرح جائز ہے شاگرد کو یہ کہ لے جاوے پانی اور ڈھیلے ساتھ اوستاذ
اپنے کے اور اسی طرح جائز ہے پائخانے کے وقت ساتھ لے جانا لاٹھی کا کہ اُس کے
ایک کنارے لوہا لگا ہوا ہو یعنے تاکہ نماز کے وقت اُس سے سترہ بنا دے یا استنجے کے
لیے ڈھیلے اور کہاٹنے کے کام مین آوے وغیر ذلک۔ اور مکروہ ہے استنجا کرنا داہنے
ہاتھ سے بلکہ بائین ہاتھ سے کرے ف اور عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ دائین
ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین اور بعض
اہل ظاہر کہتے ہین کہ دائین ہاتھ سے استنجا کرنا حرام ہے لیکن یہ اختلاف اُسی وقت ہے
جب کہ ہاتھ کسی چیز کے ساتھ مباشر ہو مانند پانی وغیرہ کی اور اگر کوئی آلہ نہ ہو فقط ہاتھ
ہی کے ساتھ پائخانہ پونچھے بغیر پانی اور ڈھیلون کے تو یہ بالاتفاق درست نہین خواہ
دائین ہاتھ سے استنجا کرے یا بائین ہاتھ سے انتہے۔ اور امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ استنجے کے کسی کام مین
دائین ہاتھ سے مدد نہ لیوے پس اگر پانی کے ساتھ استنجا کرے تو دائین ہاتھ سے پانی
ڈالے اور بائین ہاتھ سے استنجا کرے اور اگر پتھرون کے ساتھ استنجا کرے اور دبر کا استنجا
ہو تو بائین ہاتھ سے استنجا کرے اور اگر قبل کا استنجا ہو اور پتھر کا زمین پر رکھنا یا پاؤن کے
درمیان رکھنا ممکن ہو تو بائین ہاتھ سے ذکر کو پکڑ کر پتھر پر استنجا کرے اور اگر پتھر اوٹھانے کی ضرورت
پڑے تو دائین ہاتھ سے پتھر اوٹھاوے اور بائین ہاتھ سے اُسپر استنجا کرے اور داہنے

۱ یہ حدیث بخاری مطبع انصاری کے صفحہ ۱۳۰ مین ہے ۱۲
۲ یہ حدیث فتح الباری مطبع انصاری صفحہ ۱۲۸ مین ہے ۱۲
۳ یہ حدیث مسلم کی بخاری مطبع انصاری صفحہ ۱۲۸ مین ہے ۱۲
۴ یہ حدیث ابی قتادہ کی بخاری مطبع انصاری صفحہ ۱۲۸ مین ہے ۱۲
۵ یہ مضمون فتح الباری مطبع انصاری صفحہ ۱۲۸ مین ہے ۱۲
۶ یہ مضمون شرح صحیح مسلم مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۳۰ مین ہے ۱۲

ہاتھ کو نہ ہلاوے اُنھے ۔ اور نہین جائز ہے استنجا کرنا ساتھ لید اور ہڈی کے اور نہین
حاصل ہوتی ساتھ اُنکے پاکی کہ جائز ہو ساتھ اُسکے نماز یہان تک استنجا کرے ساتھ
ڈھیلون یا پانی کے **ف** امام[1] نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ لید سے
استنجا کرنا اس واسطے منع ہے کہ وہ نجس ہے اور مراد اس سے جنس نجاست کی ہے یعنے
ہر نجاست کا یہی حکم ہے کہ اُس سے استنجا کرنا درست نہین پس اگر نجاست سے استنجا
کرے تو استنجا صحیح نہین ہوگا برابر ہے کہ نجاست جمی ہوئی ہو یا پتلی ہو بلکہ واجب ہے
استنجا کرنا بعد اُسکے ساتھ پانی کے اور نہین کافی ہے اُس وقت استنجا کرنا ساتھ ڈھیلون
کے اس واسطے کہ وہ جگہہ ناپاک ہوگئی ہے ساتھ نجاست اجنبی کے اور ہڈی سے استنجا کرنا
اس واسطے منع ہے کہ وہ جنون کے طعام مین سے ہے پس ملحق ہونگی ساتھ اُسکے سب چیزین
کھانے کی جنکو آدمی کھاتے ہین کہ اُنسے استنجا کرنا بطریق اولے درست نہین ہوگا اور
اسی طرح ملحق ہونگی ساتھ اُسکے سب چیزین حرمت والی مانند جزون حیوان کی اور ورق
کتابون علم وغیرہ کی کہ اُنسے بھی استنجا کرنا درست نہین ہوگا اور اگر کسی کھانے کی چیز
یا کسی حرمت والی پاک چیز سے استنجا کرے تو استنجا صحیح نہین ہوگا لیکن کافی ہے
بعد اسکے استنجا کرنا ساتھ ڈھیلون کے جبکہ پہلے استنجے سے نجاست نہ دور ہوئی اُنھے
اور اسی طرح کوئلے سے بھی استنجا کرنا درست نہین ۔ اور اُنکے سوا اور سب چیزون سے استنجا
کرنا درست ہے ۔ اور چھوٹے استنجے کا حکم بھی مانند بڑے استنجے کی ہے کہ افضل یہ ہے کہ
ڈھیلے اور پانی دونون سے کرے ۔ اور اگر صرف[2] ایک ہی چیز سے استنجا کرے تو یہ بھی کفایت
کرتا ہے لیکن صرف پانی کے ساتھ استنجا کرنا افضل ہے استنجا کرنے سے ساتھ تنہا ڈھیلون
کے ۔ اور اگر پیشاب[3] اصل محل کے سوا کسی اور جگہہ بدن یا کپڑے پر پڑے اور یا اصل محل
سے تجاوز کرکے اِدھر اُدھر پھیل جاوے تو واجب ہے دھونا اُسکا پانی سے اور اُسکو مٹی سے
خشک کرنا بالاجماع کافی نہین کذا قالہ الطیبی **ف** اور یہی حکم ہے سب نجاستون کا
کہ اُنسے پرہیز کرنا لازم ہے اگر بدن یا کپڑے پر کسی جگہہ پڑ جاوین تو واجب ہے دھونا اُنکا
پانی سے اور خشک کرنا اُسکا مٹی سے کافی نہین **ف** اور عورتون کے استنجے کا حکم

[1] یہ مضمون شرح صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور کے ص ۱۲۱ مین ہے ۱۲

[2] وحدیث ابی ہریرہ کی بخاری مطبوعہ انصاری کے ص ۱۴۰ مین ہے اور یہ حدیث دائرہ نزہۃ کی مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء کے فصل اول مین ہے ۱۲

[3] یہ حدیث اور مضمون فتح الباری مطبوعہ انصاری ص ۱۴۰ مین ہے ۱۲

بہی مانند استنجے مردون کے ہے یعنے افضل ہے کہ ڈہیلے اور پانی دونو سے استنجا کرین
اور اگر صرف ایک ہی چیز سے استنجا کرین تو یہ بہی کافی ہے لیکن صرف پانی سے استنجا
کرنا افضل ہے صرف ڈہیلون کے ساتہہ استنجا کرنے سے اور اگر پیشاب عورت کی شرمگاہ
سے تجاوز کرکے اِدہر اُدہر پہیل جاوے تو واجب ہے دہونا اُسکا پانی سے اور نہین کافی ہے
خشک کرنا اُسکا مٹی سے اور اسی طرح نہین جائز ہے عورت کو یہ کہ لگاوے داہنا ہاتہہ اپنا
قبل یا دبر اپنے کو وقت پائخانے اور پیشاب کے اور نہ استنجا کرنا داہنے ہاتہہ سے کما مر۔
اور جب کوئی پانی سے استنجا کرے تو مستحب ہے کہ بعد اُسکے اپنا بایان ہاتہہ اچھی طرح مٹی سے
مانجکر دہووے کہ اُس سے ہاتہہ خوب پاک وصاف ہوتا ہے گندگی کا اثر باقی نہین
رہتا اور اسی طرح اگر ڈہیلے لینے کے وقت ہاتہہ کو نجاست لگجاوے تو اُس وقت بہی
مستحب ہے کہ اُسکو مٹی سے ملکر دہووے اور نہین کفایت کرتا دور کرنا اُسکا بغیر پانی کے
یعنے اُسکو پانی سے دہونا ضرور ہے مٹی سے خشک کرنا کافی نہین۔ اور اگر ڈہیلے لینے کے
وقت ہاتہہ کو نجاست نہ لگے تو جب بہی اُسکو مٹی سے ملکر دہونا جائز ہے گو مستحب نہ ہو
لیکن پانی کے ساتہہ استنجا کرنے کے بعد ہاتہہ کو مٹی سے ملکر دہونا ہر حال مین مستحب ہے اور
اگر صرف پانی سے دہو ڈالے تو یہ بہی جائز ہے۔ اور اسی طرح جب غسل جنابت کے وقت اپنے ستر
کو دہووے تو اُس وقت بہی مستحب ہے کہ اپنے ہاتہہ کو مٹی سے ملکر دہووے۔ اور جب پانی سے
استنجا کرے تو مستحب ہے کہ بعد اُسکے اپنے بدن اور تہ بند پر ایک چہینٹا پانی کا دے یعنے اسلیے کہ
اگر بدن پر کچہہ تری معلوم ہو تو شبہہ نہ پڑے کہ شاید یہ پیشاب کا قطرہ ہے بلکہ جانے کہ یہ اُسی
پانی کی تری ہے **باب ہے احکام پانی کے بیان مین** جب پانی مقدار دو
قلون کے ہو (قلون ہجر کے سے کہ نام ہے ایک شہر کا عرب مین) یعنے بقدر پانچ مشک کے
ہو تو وہ پانی کثیر ہے یعنے اُسکا حکم بہت پانی کا ہے کہ کسی پلید چیز کے پڑنے سے ناپاک نہین
ہوتا بلکہ پاک ہے غسل اور وضو کرنا اُس سے جائز ہے خواہ اُسکے اندر بیٹہہ کر غسل اور وضو کرے
یا اُسکے کنارے بیٹہہ کر کرے اور خواہ غسل فرض ہو یا نفل ہو جب تک کہ نہ بگڑے رنگ اُسکا
یا مزہ اُس کا یا بو اُسکی **ف** اور یہی ہے قول امام شافعی رح اور امام احمد رح اور

اسحاق کا کہتے ہین کہ پانی جب مقدار دو قلتون کے ہو تو کوئی چیز اُسکو پلید نہین کرتی جبتک کہ نہ بگڑے رنگ اُسکا یا مزہ اُسکا یا بو اُسکی اور کہتے ہین کہ وہ پانی مقدار پانچ مشک کے ہوتا ہے۔ اور اگر نجاست کے پڑنے سے کوئی صفت اُسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی بالاتفاق ناپاک ہو جاتا ہے اسکو استعمال کرنا ہرگز درست نہین اور اگر پانی دو قلتون کے مقدار سے کم ہو تو وہ پانی قلیل کا حکم رکھتا ہے یعنے تھوڑا ہے کہ پلید چیز کے پڑنے سے فوراً ناپاک ہو جاتا ہے خواہ اُسکا رنگ و مزہ بگڑے یا نہ بگڑے اور جب تک کہ اُس مین کوئی نجاست نہ پڑے تب تک اُسکو استعمال کرنا درست ہے لیکن اُسکے اندر بیٹھ کر نہانا درست نہین بلکہ اُس کے کنارے بیٹھ کر اُس مین سے ہاتھ کے ساتھ پانی اُٹھا اُٹھا کر استعمال کرے اور اگر اُس کے اندر بیٹھ کر نہاوے یعنے جنابت سے تو اُسکا غسل درست ہوگا لیکن وہ پانی مستعمل ہو جاوے گا بعد اُسکے دوسرے کو استعمال کرنا اُسکا درست نہ ہوگا کما سیاتی اور اگر کسی ناپاک چیز کے پڑنے سے کوئی صفت اُسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا لیکن وضو کرنا اُس سے درست نہین مانند سرکہ وغیرہ پتلی چیزون کے اور اگر بہت دیر ٹھیرنے کی وجہ سے کوئی صفت اُسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی بھی ناپاک نہین ہو جاتا **ف** اکثر علماء کے نزدیک حکم ساتھ پاک اور ناپاک ہونے پانی کے موقوف ہے اوپر تغیر اور عدم تغیر اُسکے یعنے اگر نجاست کے پڑنے سے کوئی صفت اُسکی نہ بگڑے تو وہ پانی پاک ہے خواہ قلتین کے برابر ہو یا اُس سے کم ہو اور اگر کوئی صفت اُسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے خواہ قلتین کے برابر ہو یا کم ہو لیکن زیادہ تر صحیح اور قوی اس باب مین مقدار قلتین کا ہے اور جو حدیثین کہ پانی کے باب مین عام اور مطلق وارد ہوئی ہین وہ مخصوص اور مقید ہین ساتھ حدیث قلتین کے جیسے کہ امام شافعی رح وغیرہ کا قول ہے اور پانی مین پیشاب کرنے سے جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے قلیل پانی پر جو مقدار قلتین سے کم ہو کما سیاتی اور سونے سے اٹھکر پانی مین ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا جو حکم ہے تو وہ امر محمول ہے استحباب پر کما سیاتی انشاء اللہ تعالے اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا کھڑے پانی مین جو کہ جاری نہ ہو **ف** فتح الباری مین

رکھا ہے کہ یہ محمول ہے قلیل پانی پر یعنے جو کہ قلتین سے کم ہو اور برابر ہے کہ پیشاب آدمی کا ہو یا کسی اور حیوان کا انتہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ نہی بعضی پانیون مین واسطے تحریم کے ہی اور بعض مین واسطے تنزیہ کے ہے پس اگر پانی کثیر ہو اور جاری ہو تو اسمین پیشاب کرنا حرام نہین واسطے مفہوم اس حدیث کے ولیکن اوسے پرہیز کرنا ہے اس سے اور اگر پانی تہوڑا ہو اور جاری ہو تو مختار یہ ہے کہ اُس مین پیشاب کرنا حرام ہے اس واسطے کہ پیشاب اُسکو مکروہ اور ناپاک کر دیتا ہے اور یہی ہے مشہور قول امام شافعی رح وغیرہ کا اسلیے کہ دوسرا کوئی آدمی بے خبر اُسکو استعمال کرے گا حالانکہ وہ ناپاک ہے اور اگر پانی بہت ہو اور کہڑا ہو تو ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اُسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے حرام نہین اور اگر حرام کہا جاوے تو یہ بہی بعید نہین اسواسطے کہ اکثر محققین اہل اصول کے نزدیک نہی حرمت کو مقتضی ہے اور اُس مین یہ بہی ہے کہ آدمی اُس سے کراہت کرتا ہے اور اکثر اوقات اُسکے نجس ہونے تک نوبت پہونچتی ہے اور رفتہ رفتہ بالاجماع ناپاک ہو جاتا ہے واسطے بگڑ جانے اُسکے کے اور یا ناپاک ہو جاتا ہے نزدیک امام ابو حنیفہ رح وغیرہ کے کہ اگر کسی گڑہے مین اس قدر پانی ہو کہ اُسکی ایک طرف ہلانے سے دوسری دوسری طرف ہلجاوے تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے یعنے خواہ قلیل پانی ہو یا کثیر ہو اور اسیپر جو پانی کہ تہوڑا ہو اور کہڑا ہو سو ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ اُس مین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن مختار یہ ہے کہ اُسمین بہی پیشاب کرنا حرام ہے اسواسطے کہ وہ اُسکو ناپاک کر دیتا ہے اور اُسکی مائیت کو تلف کر دیتا ہے اور نیز کوئی غیر آدمی بے خبری سے اُسکو استعمال کریگا حالانکہ وہ نجس ہے اور ہماری اصحاب کہتے ہین کہ پانی مین جس طرح کہ پیشاب کرنا جائز نہین اُسی طرح اُسمین پائخانے پہرنا بہی جائز نہین بلکہ اُس سے بہی زیادہ تر قبیح ہے اور اسی طرح کسی باسن مین پیشاب کرکے پانی مین ڈالنا بہی درست نہین اور اسی طرح نہین جائز ہے پیشاب کرنا کنارے نہر کے کہ بہہ کر اُس مین چلا جاوے پس یہ سب ناجائز ہے اُس تفصیل سے جو اوپر گذری اور نہین خلاف ہے اسمین کسی کو علماء مین سے مگر جو محکے ہے داؤد سے کہ نہی خاص ہے پیشاب

۱۲ یہ مضمون صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۱۳۸ مین ہے

انسان کے کہ تھوڑا اُسمین کرے اور یہ کہ پانی مین پائخانے پھرنا حرام نہین اور اسی طرح باسن مین پیشاب کرکے پانی مین ڈالنا بھی حرام نہین اور اسی طرح نہر کے کنارے پیشاب کرنا بھی حرام نہین لیکن یہ قول اُسکا مخالف ہے اجماع کے اور اگر کوئی شخص استنجا کرنے کے لیے پانی مین غوطہ مارے اور پانی تھوڑا ہو کہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہے تو ایسے پانی مین غوطہ مارنا حرام ہے کہ اُس سے نجاست مین آلودہ ہونا اور پانی کا ناپاک ہونا لازم آتا ہے اور اگر پانی بہت ہو کہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہ ہوتا ہو اور جاری ہو تو اُس مین استنجے کے لیے غوطہ مارنا درست ہے اور اگر پانی بہت ہو اور کھڑا ہو تو اسمین بھی استنجے کے لیے غوطہ مارنا حرام نہین اور نہ اُسکی کراہت ظاہر ہوتی ہے انتہے اور نہین پلید ہوتا کھانا پانی ساتھ پڑنے اُس جانور کے کہ اُسکا لہو نہ ہو یعنے مانند مچھر اور مکھی وغیرہ کی پس جائز ہے کھانا اُسکا اور پینا اُسکا اور وضو کرنا اُس سے یعنے خواہ وہ پانی قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اسی طرح نہین پلید ہوتا پانی ساتھ پڑنے پر جانور مردار کے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام یعنے خواہ پانی قلتین کے برابر ہو یا کم ہو اور اسی طرح نہین پلید ہوتا پانی ساتھ پڑنے ہڈی مردار کے مانند دانت اور ہڈی ہاتھی وغیرہ کے **ف** اور اسی پر عمل ہے اکثر علماء سلف کا اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رح کا کہ انکے نزدیک سب جانورون کی ہڈیین پاک ہین اور یہی قول ہے امام مالک رح کا جبکہ ذبح کیا جاوے حرام جانور ساتھ بسم اللہ کے۔ اور پلید ہوجاتا ہے گھی پڑنے چوہے کے بیچ اُسکے لیکن اگر چوہا گھی مین مرجاوے یعنے اور گھی جما ہوا ہو تو چاہیے کہ اور جو گھی کہ اُسکے آس پاس ہو اُٹھا کر پھینک دیا جاوے کہ وہ ناپاک ہوجاتا ہے اور جائز ہے کھانا باقی گھی کا کہ وہ پاک ہے اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو سب گھی ناپاک ہوجاتا ہے اُسکا کھانا درست نہین **ف** اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو سب ناپاک نہین ہوتا بلکہ صرف وہی ناپاک ہوتا ہے جو اُسکے آس پاس ہو اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو سب ناپاک ہوجاتا ہے اُسکا کھانا ہرگز درست نہین اور یہی حکم ہے پانی کا کہ اگر چوہا اُسمین مرجاوے تو سب پانی ناپاک ہوجاتا ہے یعنے جب کہ کم ہو مقدار قلتین سے اور یہی حکم ہے ہر نجاست کا کہ پڑے گھی مین کہ اگر

۱ یہ حدیث مشکوٰۃ البیہ ابو ہریرہ انصار کے فضل مین ہے ۱۲

۲ یہ حدیث فتح الباری مطبع انصاری کے صفحہ ۱۰۱ اور صفحہ ۱۰۲ مین ہے

۳ یہ حدیث فتح الباری مطبع انصاری کے صفحہ ۱۰۱ مین ہے

۴ یہ حدیث اور یہ حدیث فتح الباری مطبع انصاری کے صفحہ ۱۰۱ مین ہے ۱۲

جما ہوا ہو تو صرف اُس پاس کا بھی ناپاک ہوتا ہے اور اگر پگھلا ہوا ہو تو سب ناپاک ہو جاتا ہے

## باب ہے جوٹھے اور بچے پانی کے بیان مین

آدمی کا جوٹھا پاک ہے اور جائز ہے استعمال[1] کرنا اُسکا مسلمان کا ہو یا کافر کا **ف** امام[2] نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسلمان پاک ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو اور اسپر زندہ پس اُسکے پاک ہونے پر تو سب مسلمانون کا اجماع ہو چکا ہے یہان تک کہ جب بچہ عورت کے فرج سے باہر نکلے اور اُسپر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے ساتھ اجماع مسلمانون کے اور اسپر مردہ پس اُسمین علماء کو اختلاف ہے اور امام شافعی رح کے اسمین دو قول ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی پاک ہے اور اسپر کافر پس حکم اسکا پاکی اور پلیدی مین مانند حکم مسلمان کے ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علماء کا سلف اور خلف سے اور یہ جو خدای تعالی نے فرمایا کہ مشرکین نجس ہین تو مراد اس سے نجاست اعتقاد اُنکے کی ہے یہ مراد نہین کہ اُنکے اعضا ناپاک ہین مانند پائخانے اور پیشاب کی اور جب ثابت ہوا کہ آدمی پاک ہے مسلمان ہو یا کافر تو پسینہ اُسکا اور لعاب اُسکا بھی پاک ہوگا برابر ہے کہ بے وضو ہو یا جنبی ہو یا حیض والی ہو یا نفاس والی ہو اور یہ سب پاک ہے ساتھ اجماع مسلمین کے اور یہی حکم ہے کہ چھوٹے لڑکون کے بدن اور کپڑون اور لعاب کا کہ وہ بھی پاک ہین یہان تک کہ یقین حاصل ہو ساتھ نجاست کے پس جائز ہے نماز پڑھنی اُنکے کپڑون مین اور جائز ہے کھانا ساتھ اُنکے پتلی چیز سے جبکہ ڈبو دین اُس مین ہاتھ اپنے اور دلائل اُسکے سنت اور اجماع امت سے مشہور ہین انتہے اور نیز جب بلی اور گدھے وغیرہ کا جوٹھا پاک ہے تو آدمی کا جوٹھا بطریق اولے پاک ہوگا گو وہ کافر ہو اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا بچے پانی غیر کے کا یعنے اگر کسی باسن مین قلتین سے کم پانی ہو اور اُس مین سے کوئی شخص ہاتھ کے ساتھ پانی اٹھا اٹھا کر کناری استعمال کرے یعنے غسل یا وضو کرے تو جو پانی کہ اُسکے غسل اور وضو سے باقی بچے وہ پانی مستعمل نہین ہوتا کہ دوسرے کو اُسکا استعمال کرنا درست نہ ہو بلکہ وہ پانی پاک ہے دوسرے آدمی کو اُسکا استعمال کرنا درست ہے پس جائز ہے عورت کو وضو کرنا ساتھ اُس پانی کے کہ بچے وضو مرد کے سے اور جائز ہے وضو کرنا ساتھ اس پانی کے کہ بچے وضو عورت کے سے

[1] یہ حدیث بخاری کی اور بعضون نے بیہقی کی روایت کی ہے انصاری مطبع مین ہے ۱۲

[2] یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اور ابن عباس کی اور بعضون نے بیہقی سے مطبع نولکشوری کے صفحہ ۱۶۲ مین ہے ۱۲

[3] بعضون اور حدیث فتح الباری کے صفحہ ۱۳۰ مین ہے اور بیہقی سے مطبع نولکشوری صفحہ ۱۳۰ مین ہے ۱۲

ف امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ایک[1] نہانا مرد اور عورت کا اکٹھے
ایک برتن سے ایک وقت مین پس جائز ہے یہ ساتھ اجماع سب مسلمانون کے واسطے
ان حدیثون کے جو اس باب مین آئی ہین اور اسی طرح عورت کو مرد کے بچے پانی کا استعمال
کرنا بھی بالاجماع جائز ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین اور اسی طرح مرد کو عورت کے بچے
پانی کا استعمال کرنا بھی جائز ہے نزدیک ہمارے اور نزدیک مالک اور ابو حنیفہ رح اور جمہور علما
کے برابر ہے کہ عورت نے اسکو تنہا استعمال کیا ہو یا کسی کے ساتھ ملکر استعمال کیا ہو اور
یہی ایک قول ہے امام احمد رح کا اور ایک قول انکا اور داؤد کا یہ ہے کہ اگر عورت نے اسکو
تنہا استعمال کیا ہو تو مرد کو اسکا استعمال کرنا درست نہین اور مختار وہی ہے جو کہا جمہور نے
واسطے ان حدیثون صحیحہ کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کے ساتھ غسل کیا
اور ہر ایک نے دوسرے کے بچے پانی کو استعمال کیا اور ثابت ہو چکا ہے دوسری حدیث مین
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بی بیون کے بچے پانی کے ساتھ غسل کیا روایت
کی یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ
حدیث حسن صحیح ہے اور حدیث نہی کی محمول ہے کراہت[2] تنزیہی پر اور یا مراد اس سے
وہ پانی ہے کہ بعضا سے گرے کہ اسکو استعمال کرنا درست نہین اور یا وہ حدیث ضعیف
ہے انتہے اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس پانی کا کہ بچے کافر سے مرد ہو یا عورت
اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا پانی اہل کتاب[3] کا بغیر تحقیق کے ف امام شافعی
کے نزدیک مشرک کے پانی سے بھی وضو کرنا درست ہے جبکہ نہ معلوم ہو اسمین کوئی نجاست
اسکے اور جوٹھا بلی کا پاک ہے اور جائز ہے وضو کرنا ساتھ جوٹھے اسکے کے ف یعنی
جبکہ کم ہو مقدار قلتین سے اور یہی قول ہے اکثر اصحاب اور تابعین کا اور جو انکے بعد ہین
مثل شافعی اور اسحاق کے کہ بلی کے جوٹھے کا کچھ ڈر نہین اور جائز ہے کھانا پینا اسکا اور اسیطرح
گدھی کا جوٹھا بھی پاک ہے[4] ف اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ کا اور اسی طرح پاک ہے جوٹھا کل
درندے چارپایون کا اور جائز ہے استعمال کرنا اسکا واسطے غسل اور وضو وغیرہ کے
یعنے خواہ قلتین کے برابر ہو یا کم ہو کذا قالہ الشوکانی اور اسی طرح پاک ہے[5] وہ پانی

[1] یہ حدیث اور مضمون شرح مسلم کا مطبع انکشوری مصر ۱۲۸۸ مین ہے ۱۲
[2] یہ مضمون فتح الباری مطبع انصاری مصر ۱۲۸۸ مین ہے ۱۲
[3] یہ مضمون فتح الباری مطبع انصاری مصر ۱۲۸۸ مین ہے ۱۲
[4] یہ حدیث عائشہ رض سے ہے ۱۲
[5] یہ حدیث ابو داؤد کی مشکوٰۃ باب آداب الخلاء کے فصل ۲ مین ہے ۱۲
[6] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب احکام کے فصل ۲ مین ہے ۱۲
[7] یہ حدیث ابو داؤد کی مشکوٰۃ باب ایسا پانی مین ہے ۱۲

کر پڑے اُسمین مکھی اور مر جاوے یا غوطہ دے اُسکو جائز ہے وضو کرنا ساتھ اُسکے اور اسی
طرح جائز ہے وضو کرنا ساتھ گرم پانی کے کہ آگ سے گرم کیا ہوا ہو **ف** سب علماء کا اتفاق
ہے اسپر کہ گرم پانی سے وضو کرنا جائز ہے مگر مجاہد سے منقول ہے کہ جائز نہین۔ اور اسی
طرح جائز ہے وضو کرنا ساتھ پانی دریا یعنے سمندر کے **ف** امام ترمذی رحمہ نے کہا کہ یہی
ہے قول اکثر فقہاء کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے کہ دریا کے پانی کا استعمال
کرنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکو استعمال کرنا مکروہ ہے۔ لیکن نہین جائز ہے وضو
کرنا ساتھ نچوڑ کھجور کے اور نہ ساتھ نشے والی چیز کے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہی
ہے قول امام شافعی اور احمد اور اسحاق اور جمہور علماء کا کہ نچوڑ کھجور کے ساتھ وضو کرنا کسی
حال مین درست نہین یعنے خواہ پانی ملے یا نہ ملے اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ نچوڑ کھجور کے
ساتھ وضو کرنا درست ہے جبکہ نہ ملے پانی اور باہر ہو شہر سے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے آیۃ
فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا کی کہ وہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اگر پانی
نہ ملے تو تیمم متعین ہے اور چونکہ نچوڑ کھجور کا پانی نہین اسلیئے اُس سے وضو کرنا درست نہین اور
نچوڑ کھجور کے ساتھ وضو کرنے کے حدیث بالاتفاق ضعیف ہے اور یا محمول ہے اُس پانی پر
کہ نہ بگڑی ہو کوئی صفت اُسکی لیکن جائز ہے پینا نچوڑ کھجور کا جب تک کہ نہ پہونچے
حد نشے کو اور اسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا سرکہ وغیرہ پتلی چیزون سے کہ انکو بھی
پانی نہین کہا جاتا اور اسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا ساتھ اُس پانی کے کہ سورج کی
گرمی سے گرم ہوا ہو۔ اور اسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا ساتھ جوٹھے کتے کے یعنے
جبکہ پانی کم ہو مقدار قلتین سے اگرچہ نہ بگڑی کوئی صفت اُسکی

## باب ہی مستعمل پانی کے بیان مین

صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نہاوے کوئی ٹھیرے ہوئے پانی مین راوی نے کہا
کہ کسطرح کرے ای ابو ہریرہ کہا پانی اٹھا اٹھا کر کنارے پر استعمال کرے شیخ امام ابن حجر رح
فتح الباری مین لکھا ہے کہ اگر کسی حوض یا باسن مین قلیل پانی ہو یعنے کم ہو قلتین سے اور اُسکے
اندر جیٹھ کر کوئی غسل کرے یعنے بغیر اسکے کہ اسمین سے ہاتھ کے ساتھ پانی اوٹھا اوٹھا کر

کنارے استعمال کرے تو وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اسی طرح جو پانی کہ وضو کے
وقت اعضا سے گرے یا اُتر باقی رہے وہ بھی مستعمل ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین کہا ہے کہ علما ہمارے اصحاب وغیرہ کہتے ہین کہ کھڑے پانی مین نہانا مکروہ ہے خواہ تھوڑا ہو یا
بہت اور اسی طرح مکروہ ہے نہانا نہر جاری مین امام شافعی نے کہا کہ جنبی آدمی کو کوئین
مین نہانا مکروہ ہے خواہ جاری ہو یا کھڑا ہو اور اسی طرح کھڑے پانی مین جو کہ جاری نہو بھی
نہانا مکروہ ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا ہو اور یہ مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین پس اگر اُسمین
جنابت کے سبب سے نہاوے تو آیا پانی مستعمل ہوتا ہے یا نہین سو اسمین تفصیل ہے اور وہ
ہے کہ اگر پانی قلتین کے برابر یا زیادہ ہو تو وہ پانی مستعمل نہین ہوتا اگرچہ غسل کرین اُس
مین کئی جماعتین مختلف وقتون مین اور اگر پانی قلتین سے کم ہو اور جنبی بغیر نیت
غسل کے اُسمین غوطہ مارے اور پھر جب پانی کے تلے ہو تو غسل کی نیت کرے تو اُسکا
غسل صحیح ہے اور وہ جنابت سے پاک ہو جاتا ہے لیکن وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے
اور اگر کوئی اُس پانی مین مثلاً گھٹنون تک اترے اور پھر باقی بدن کے ڈبونے سے پہلے
غسل کی نیت کرے تو وہ پانی فوراً مستعمل ہو جاتا ہے دوسرے کو استعمال کرنا
اُسکا درست نہین ہوتا اور وہ شخص جنابت سے پاک ہو جاتا ہے گھٹنون تک جنابت سے
تو بالاتفاق پاک ہو جاتا ہے اور باقی بدن بھی صحیح اور مختار مذہب پر پاک ہو جاتا ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ باقی بدن اُسکا جنابت سے پاک نہین ہوتا لیکن صحیح قول پہلا ہے
کہ باقی بدن بھی جنابت سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ اُس وقت ہے جبکہ سر سے پاؤن
تک پانی کے اندر غوطہ مارے پانی مین نکلنے سے پہلے اور اگر گھٹنون تک پانی مین اترے
اور پھر پانی سے باہر نکل آوے اور پھر بعد اُسکے اُس پانی مین سے غسل کرنا چاہیے تو یہ
بالاتفاق درست نہین اور اگر بعد اسکے اُس پانی سے غسل کرے تو جنابت سے بالاتفاق
پاک نہین ہوگا اور اگر پانی قلتین سے کم ہو اور دو آدمی یکبارگی اُسمین غوطہ مارین پھر
یکبارگی غسل جنابت کی نیت کرین تو دونو جنابت سے پاک ہو جاوینگے اور پانی مستعمل
ہو جاویگا اور اگر ایک دوسرے سے پہلے نیت کرے تو پہلے نیت کرنے والا جنابت سے

بعضون نے شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۱ مین

پاک ہو جاوے گا اور دوسرا ساتھی اُسکا جنابت سے پاک نہین ہوتا کہ وہ پانی بہ نسبت اُسکے
مستعمل ہو جاتا ہے صحیح مذہب پر اور اگر دونو اُسمین گھٹنون تک اُترین اور یکبارگی غسل
جنابت نیت کرین تو گھٹنون تک جنابت سے دونو پاک ہو جاتے ہین اور باقی بدن اُنکے سے
جنابت دفع نہین ہوتی انتہے اور حکم پانی مستعمل کا یہ ہے کہ وہ پانی پاک ہے اگر کپڑے پر یا
بدن پر پڑ جاوے تو کپڑا اور بدن اُس سے ناپاک نہین ہوتا .....

..... اور اسی طرح اگر
کوئی اُسکو قصداً اپنے بدن یا کپڑے پر ملے تو بھی کچھ مضائقہ نہین اور یہی حکم ہے اُس
پانی کا کہ اُسمین کلی کرکے ڈالی گئی ہو کہ وہ بھی پاک ہے اگر بدن یا کپڑے پر پڑ جاوے تو کچھ
مضائقہ نہین بلکہ جائز ہے پینا اُس پانی کا اور ملنا اُسکا بدن اور کپڑے پر واسطے حاصل
کرنے تبرک کے اور یہی حکم ہے اُس پانی کا کہ اُس مین لب ملی ہوئی ہو **ف** شیخ
ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ سب اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ جو پانی کہ وضو کے
وقت اعضا سے بدن یا کپڑے پر گرے یا اعضا پر باقی رہے وہ پانی پاک ہے پس یہ
قوی دلیل ہے اسپر کہ مستعمل پانی پاک ہے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ مستعمل پانی
پاک کنندہ نہین پس اگر کوئی اُس سے غسل یا وضو کرے تو اُسکا غسل اور وضو صحیح
نہین ہوتا اور اُس سے پاکی حاصل نہین ہوتی - اور یہی حکم ہے اُس پانی کا کہ دھوئے
جاوین ساتھ اُسکے بال آدمی کے کہ وہ بھی پاک ہے اور پاک کنندہ نہین لیکن جائز ہے
وضو کرنا ساتھ پانی مسواک کے یعنے اگر کوئی مسواک کا سر پانی مین ڈبو کر مسواک کرے
اور پھر بعد اُسکے اُسی پانی سے وضو کرے تو درست ہے کہ مسواک ڈبونے سے پانی
مستعمل نہین ہوتا - اور اسیطرح اگر پانی قلتین سے کم ہو اور اسمین سے ہاتھ کے ساتھ
پانی اُٹھا اُٹھا کر کنارے استعمال کرے تو باقی پانی مستعمل نہین ہوتا بلکہ پاک ہے غسل اور
وضو کرنا اُس سے جائز ہے لیکن مستحب ہے کہ پانی کے باسن کو جھکا کر پہلے اپنے
ہاتھ کو تین بار دھو لیوے اور اگر پانی اُٹھانے کے لیئے اس مین بے دھوئے ہاتھ ڈالے
تو بھی کچھ مضائقہ نہین اور پانی اُس سے مستعمل نہین ہوتا مگر یہ شرط ہے کہ جنابت

کے سوا اُس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص نیند سے اُٹھے تو مستحب ہے کہ پانی مین ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھون کو تین بار دھو لیوے بے دھوئے ہاتھ پانی مین ڈالنے مکروہ ہین اس لیئے کہ احتمال ہے کہ سوتے وقت ہاتھ کسی ناپاک جگہہ مین لگ گیا ہو لیکن اگر بے دھوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو اُس سے پانی مستعمل نہین ہوتا **ف** امام شافعی رح اور جمہور علماء کے نزدیک پانی مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے مستحب ہین اور امام احمد رح کے نزدیک واجب ہین لیکن اگر بے دھوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو پانی مستعمل نہین ہوتا۔ اور امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے بہت مسائل معلوم ہوتے ہین جو ثابت ہین بیچ مذہب ہمارے اور مذہب جمہور کے ایک یہ کہ اگر پانی قلتین سے کم ہو تو نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ نجاست قلیل ہو اور پانی کی کسی صفت کو نہ بگاڑے اس واسطے کہ جو سوتے وقت ہاتھ کو نجاست لگے اور نظر نہ آوے وہ بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے اور عرب کے پاس قلتین بہت چھوٹے ہوتے تھے بلکہ اُنکے قریب بھی نہ ہوتے تھے دوم یہ کہ پانی کے پاس مین بے دھوئے ہاتھ ڈالنے مکروہ ہین اور اس پر سب کا اجماع ہے لیکن جمہور علماء متقدمین اور متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین اور اگر کوئی بے دھوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو پانی ناپاک نہین ہوتا پھر مذہب ہمارا اور محققین کا یہ ہے کہ یہ حکم تین بار ہاتھ دھونے کا سونے سے اٹھنے کے ساتھ خاص نہین بلکہ معتبر اسمین شک ہے کہ شاید ہاتھ کو نجاست لگ گئی ہو پس جبکہ ہاتھ کی نجاست مین شک ہو تب بھی بے دھوئے ہاتھ پانی مین نہ ڈالنے مکروہ ہونگے برابر ہے کہ رات کے سونے سے اُٹھے یا دن کے سونے سے اُٹھے یا سونے کے سوا اور کسی طرح سے شک پڑے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور امام احمد رح سے حکایت ہے کہ اگر رات کو سونے سے اُٹھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر دن کو سونے سے اُٹھے تو مکروہ تنزیہی ہے اور یہی ہے قول داؤد ظاہری کا لیکن یہ قول سخت ضعیف ہے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علت نہی کی شک فرمایا ہے اور شک

عام ہے خواہ سونے سے پیدا ہو یا جاگنے سے اور خواہ رات کے سونے سے ہو یا دن کے
سونے سے اور یہ سب اُسی وقت ہے جبکہ ہاتھ کی نجاست مین شک ہو اور اگر ہاتھ کی پاکی مین
یقین ہو تو ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک بے دھوئے ہاتھ پانی مین ڈالنے مکروہ
نہین بلکہ اُسکو اختیار ہے کہ خواہ اُس مین دھو کر ہاتھ ڈالے یا بے دھوئے ڈالے اور
ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر باسن بڑا ہو کہ اُسکو اُٹھانا اور جھکانا ممکن نہ ہو اور کوئی
چھوٹا باسن اُس مین پانی اُٹھانے کے لیئے موجود نہ ہو تو اُس وقت ہاتھ دھونے کا
طریق یہ ہے کہ مُنہ کے ساتھ پانی اُٹھا کر ہاتھون کو دھووے اور یا پاک کپڑے کا کنارہ
بھگو کر اُس سے ہاتھون کو دھووے اور یا کسی غیر سے مدد چاہے انتہے اور اسی طرح
اگر بڑے باسن مین سے چھوٹے باسن پاک کے ساتھ پانی اُٹھاوے بغیر اسکے کہ ہاتھ پانی
مین ڈالے تو یہ مکروہ نہین اور اگر ہاتھ مین نجاست کا یقین ہو تو اُس وقت بے دھوئے ہاتھ
پانی مین ڈالنے حرام ہین اگر پانی مین ہاتھ ڈالے تو پانی ناپاک ہو جاویگا۔ اور جائز ہے
غسل کرنا ساتھ پانی زمزم کے اور جائز ہے استعمال کرنا اُسکا واسطے رفع حدث کے۔

## باب ہی باسنون کے بیان مین

جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا تغار سے اور
لگن سے اور پیالے سے اور طشت سے اور مشک سے اور چھاگل سے اور لاکھے باسن سے اور روغنی
باسن سے اور کدو کے تونبے سے۔ اور اسی طرح جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا تانبے کے
باسن سے اور پیتل کے باسن سے اور لکڑی کے باسن سے اور پتھر کے باسن سے اور مردار کے
چمڑے کے باسن سے یعنے جبکہ رنگا ہوا ہو اسلیئے کہ مردار کا چمڑا جب رنگا جاوے تو پاک
ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا شیشے اور لوہے اور مٹی وغیرہ
ہر قسم کے باسنون سے اور جائز ہے استعمال کرنا انکا کھانے پینے مین ہر طرح سے لیکن
نہین جائز ہے استعمال کرنا چاندی سونے کے باسنون کا اور نہین جائز ہے غسل کرنا
اُنسے اور نہ وضو کرنا لیکن اگر کوئی باسن رجکا استعمال کرنا جائز ہے ٹوٹ جاوے اور اُسکو
چاندی کی تار سے باندھا جاوے تو اُس سے وضو کرنا درست ہے۔ اور اسی طرح نہین جائز
ہے غسل کرنا اور وضو کرنا مردار کے چمڑے کے باسنون سے جو رنگا ہوا ہو یعنے اس واسطے

کہ مردار کا چمڑا ناپاک ہے۔ اور اسی طرح نہین جائز ہے استعمال کرنا باسنون اہل کتاب کا
یعنے اس واسطے کہ وہ ناپاک ہین کہ وہ انمین خنزیر پکاتے ہین اور شراب پیتے ہین اور یہی
حکم ہے سب کفار کا اور اُن لوگون کا کہ اپنے باسنون مین نجاستین ڈالکر کھانے پکانے
ہین مانند مردار وغیرہ کی کہ انکے باسنون کو استعمال کرنا بالکل درست نہین لیکن اگر انکے باسنون
کے سوا اور کوئی باسن نہ ملے تو انکو دہو کر استعمال کرنا درست ہے اور بے دہوئے انکو استعمال کرنا
درست نہین لیکن کافرون کے جس باسن مین پلیدی کا احتمال نہ ہو اُسکو بے دہوئے استعمال
کرنا درست ہے

## باب ہے بیچ بیان نجاستون کے اور پاک کرنے انکے

کے نہین جائز ہے پیشاب کرنا مسجد مین اور نہ پائخانے پھرنا **ف** اور یہی حکم ہے کل
نجاستون کا کہ مسجد مین کسی نجاست کا ڈالنا درست نہین اور اگر مسجد نجاست کے پڑنے سے
ناپاک ہو جاوے تو واجب ہے پاک کرنا اُسکا ساتھ پانی کے اور پاک کرنے کے لیئے پانی معین ہے
اور یہی حکم ہے کل زمین کا کہ اگر زمین نجاست کے پڑنے سے پلید ہو جاوے اور اُسکا پاک کرنا
مطلوب ہو تو واجب ہے کہ اُسکو پانی سے پاک کیا جاوے اور معین ہے پاک کرنا اُسکا
ساتھ پانی کے یعنے پانی کے سوا اور کسی رقیق اور پتلی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی اور نہ
اُس سے پاکی حاصل ہوتی ہے **ف** شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک
نجاستون کے پاک کرنے کے لیئے پانی معین ہے کہ اُسکے سوا کسی پتلی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر پتلی چیز سے نجاست دور ہو جاتی ہے مانند سرکہ وغیرہ کی لیکن یہ
قول انکا مخالف ہے حدیث کو۔ اور اسی طرح نہین پاک ہوتی زمین ساتھ سورج اور ہوا کے یعنے
زمین کی نجاست ہوا اور سورج کے ساتھ خشک ہونے سے دور نہین ہوتی بلکہ ضرور ہے پاک
کرنا اُسکا ساتھ پانی کے اور نہین شرط ہے واسطے پاک ہونے زمین کے کھودنا اُسکا بلکہ پانی
کا بہا دینا اُسپر کافی ہے **ف** اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ پاک ہونے کے لیئے زمین کا
کھودنا شرط نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر زمین سخت ہو تو اُسکا کھودنا ضرور ہے اور اگر نرم ہو
تو کھودنا ضرور نہین بلکہ اُسپر پانی کا بہا دینا کافی ہے لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسی طرح نہین شرط ہے واسطے پاک ہونے زمین کے خشک کرنا اُس پانی کا

لہ حدیث ابی قتادہ کی بلوغ المرام کے باب الآنیہ مین ہے ۱۲

لہ یہ حدیث عمرو بن حصین کی بلوغ المرام کے باب الآنیہ مین ہے ۱۲

لہ یہ حدیث انس بن مالک کی صحیح مسلم کے کتاب الطہارۃ مین ہے ۱۲

لہ یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ اور ابو ہریرہ کی صحیح مسلم کے کتاب الطہارۃ مین ہے ۱۲

لہ یہ حدیث عائشہ اور ابو ہریرہ کی فتح الباری کے کتاب الطہارۃ مین ہے ۱۲

کہ زمین پر بہایا گیا ہو یعنے ساتھہ دھجی وغیرہ کے بلکہ صرف پانی بہادینے سے زمین پاک ہوجاتی ہے خواہ وہ پانی خشک ہو یا نہ ہو اور جو پانی کہ دھونے کے بعد کسی چیز کے نچوڑنے سے باہر آوے وہ پاک ہے گو وہ غسالہ نجاست کا ہے اور یہی حکم ہے اس تری کا کہ دھونے کے بعد زمین پر باقی رہے کہ وہ بھی پاک ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسمین علماء کو اختلاف ہے اور ہمارے اصحاب کے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ وہ پاک ہے اور دوم یہ کہ اگر جگہ پاک ہونے کے بعد جدا ہووے تو پاک ہے اور اگر جگہ پاک ہونے سے پہلے جدا ہووے تو وہ پاک نہین اور سوم یہ کہ وہ پلید ہے اور صحیح قول دوم ہے لیکن یہ سب اختلاف اسی وقت ہے کہ وہ غسالہ متغیر نہ ہو اور اسکا رنگ بدلا نہ ہو اور اگر اسکا رنگ متغیر ہوا ہو تو وہ بالاجماع ناپاک ہے برابر ہے کہ اسکا رنگ بگڑا ہو یا مزہ بگڑا ہو یا بو بگڑی ہو اور برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت ہو انتہے اور یہی ہے حکم کپڑے اور باسن وغیرہ کا کہ اگر نجاست سے ناپاک ہوجاوے تو واجب ہے پاک کرنا اسکا ساتھہ پانی کے اور نہین کفایت کرتا دھونا اسکا ساتھہ غیر پانی کے کسی پتلی چیز سے اور نہین حاصل ہوتی ہے ساتھہ اسکے پاکی اور اسی طرح نہین کافی ہے خشک کرنا اسکا مٹی سے **ف** طیبی نے کہا کہ اسپر اجماع ہے کہ اگر پائخانے اور پیشاب کی جگہ کے سوا اور کسی جگہ مین بدن یا کپڑے پر نجاست لگجاوے تو اسکو مٹی سے خشک کرنا کافی نہین بلکہ اسکو پانی سے دھونا واجب ہے اور اسی طرح نہین دور ہوتی پلیدی اسکی ساتھہ خشک ہونے اسکے کے ہوا سے اور سورج سے۔ اور اسی طرح نہین شرط ہے کپڑے کے پاک ہونے مین نچوڑنا اسکا بلکہ صرف دھونے سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے گو ابھی پانی اسکے اندر ہو پس جائز ہے نماز پڑھنی ساتھہ اسکے حالت تری مین گو ابھی خشک نہ ہوا ہو اور اسی طرح جو پانی کہ کپڑا دھونے کے بعد نچوڑنے سے باہر آوے وہ بھی پاک ہے جیسے کہ اوپر گذرا اور اگر کپڑا دھونے کے بعد پلیدی کا نشان اسمین باقی رہے تو کچھہ حرج نہین بشرطیکہ اسکی ذات دور ہوجاوے **ف** پلید چیز کے دھونے اور پاک کرنے کے لیے فرض ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا مستحب ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سات بار دھونے کا حکم فقط کتے کے جوٹھے کے ساتھہ خاص ہے اور سب

نجاستون کے پاک کرنے کے لیئے یہ حکم نہین اور نہ اُن مین کوئی عدد شرط ہے بلکہ واجب
اُنہین صاف اور پاک کرنا ہے پس اگر نجاست حکمی ہو اور وہ وہ ہے کہ ذات کے ساتھ نجاست
نہ رکھتی ہو مانند پیشاب وغیرہ کی تو واجب دہونا اُسکا ایک بار ہے اس سے زیادہ واجب
نہین لیکن مستحب ہے دہونا اُسکا دوسری بار اور تیسری بار واسطے فرمانے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی سونے سے جاگے تو نہ ڈالے ہاتھ اپنا باسن مین یہان تک کہ
دہووے اسکو تین بار اور اگر نجاست عینیہ ہو یعنے وجود رکھتی ہو مانند خون وغیرہ کی تو
واجب ہے دور کرنا اُسکی ذات کا اور مستحب ہے دہونا اُسکا بعد دور کرنے ذات اسکی کے
دوسری بار اور تیسری بار اور کپڑے کا نچوڑنا اصح مذہب مین شرط نہین اور اگر نجاست
عینی کے دہونے کے بعد اُسکا رنگ باقی رہے تو کچھ ضرر نہین بلکہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے
اور اگر نجاست کا مزا اُسمین باقی رہے تو کپڑا پاک نہین ہوتا بلکہ ناپاک رہتا ہے پس
واجب ہے دور کرنا اُسکے مزے کا اور اگر اُسمین بو باقی رہے تو اُسمین امام شافعی کے
دو قول ہین ایک یہ کہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور دوم یہ کہ کپڑا پاک نہین ہوتا اور کہا کہ جو نجاست
خشکی ہو اُسکو بھی تین بار دہونا مستحب ہے اور نہین تاثیر کرتا اُس مین چھڑکنا پانی کا اور
کہا کہ نجاست کے پانی مین پڑنے اور پانی کے نجاست پر پڑنے کے درمیان فرق ہے
اور وہ یہ ہے کہ اگر نجاست پانی مین پڑی تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور اگر پانی نجاست پر پڑے
تو نجاست کو دور کر دیتا ہے

## باب ہے کتے کے نجس ہونے کے بیان مین

اگر کتا کسی باسن مین سے پانی پی جاوے تو چاہیے کہ پھینک دے اُس پانی کو اور دہووے
اس باسن کو سات بار یعنے پہلی بار اُسکو مٹی سے مانجے اور پھر چھ بار اُسکو پانی سے دہووے
ف یعنے اسلیے کہ کتا نجس اور ناپاک ہے جس باسن سے پانی پیوے وہ پانی اور باسن
ناپاک ہو جاتا ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ..... اس
حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ کتا نجس اور ناپاک ہے اور یہی ہے قول امام شافعی وغیرہ کا اور نیز اسمین
دلیل ہے اسپر کہ جس چیز سے کتا کھا جاوے وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے اور یہ کہ اگر وہ کھانا
پتلا ہو تو اُسکا کھانا حرام ہے اس واسطے کہ اُسکا پھینک دینا اُسکا ضائع کرنا اُسکا ہے

سلہ بحوالہ شرح صحیح مسلم نووی کے صفحہ ۱۲۰ مین ہے

سلہ بحوالہ بخاری و صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۰ مین ہے

سلہ بحوالہ شرح صحیح مسلم نووی کے صفحہ ۱۲۰ مین ہے

پس اگر وہ پاک ہوتا تو اوس کے پھینکدینے کا حکم نہوتا اس لئے کہ مال کا ضائع کرنا درست نہین
یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا کہ جس چیز سے کتا کہا جاوے وہ چیز ناپاک ہوجاتی
ہے برابر ہے کہ اُس کتے کا پالنا درست ہو یا نہو اور برابر ہے کہ وہ کتا گاؤن مین رہنے والا ہو
یا جنگل مین رہنے والا ہو اور امام مالک کے اس مین تین قول ہین ایک یہ کہ جو ٹہا کتے کا پاک ہے اور
ایک یہ کہ ناپاک ہے اور ایک یہ کہ جس کتے کے پالنے کی اجازت ہے اوسکا جوٹہا پاک ہے اور
جس کی اجازت نہین اوسکا جوٹہا ناپاک ہے اور کہا کہ یہی حکم ہے کتے کے ہاتھ پاؤن وغیرہ
کل اعضا کا کہ اگر کوئی عضو اوسکا پانی مین پڑجاوے یا کسی پاک چیز کو تری کی حالت مین لگجاوے
تو وہ چیز ناپاک ہوجاتی ہے پس واجب ہے دہونا اوسکا سات بار اور یہی حکم ہے اوسکے
پیشاب اور پائخانے اور خون اور پسینے اور لعاب اور بالون وغیرہ کا کہ اگر کوئی جزو اونمین
سے پانی مین پڑجاوے یا کسی پاک چیز کو تری کی حالت مین لگ جاوے تو وہ چیز بہی
ناپاک ہوجاتی ہے واجب ہے دہونا اوسکا سات بار ایک بار مٹی سے اور چھے بار پانی سے
اور اگر کسی باسن سے دو کتے پانی پی جاوین اور یا ایک کتا ایک باسن سے کئی بار پکا پیوے
تو اوسمین ہمارے اصحاب کے تین قول ہین صحیح یہ قول ہے کہ سات بار دہونا سب کے لئے
کافی ہے اور ایک یہ قول ہے کہ ہر دفعہ کے لئے سات سات بار دہووے اور ایک یہ ہے
کہ اگر ایک کتے نے کئی بار پانی پیا ہو تو سب کے لئے سات بار دہونا کافی ہے اور کئی کتون نے
ایک برتن سے پیا ہو تو ہر ایک کے لئے سات سات بار دہووے اور جس باسن مین سے کتے
نے پانی پیا ہو اگر اوسمین کوئی اور نجاست پڑجاوے تو کفایت کرتا ہے سب کے لئے سات بار
دہونا اور آٹھوین بار فقط پانی سے صرف بانجنے کے قائم مقام نہین ہوسکتا اور اسی طرح اگر اوس
باسن کو سات بار دہونے کے مقدار پانی مین ڈبو رکھے تو وہ بہی قائم مقام مٹی کے نہین
ہوسکتا اور اسی طرح صابون اور اشنان اور مانند اس کی اصح مذہب مین قائم مقام مٹی کی نہین
ہوسکتے تنہا مٹی موجود ہو یا نہو اور اگر نجاست کتے کا خون یا پائخانہ ہو اور نہ دور ہو ذات اوسکی
مگر ساتھ دہونے چھے بار کے مثلاً تو آیا یہ ایک بار شمار کی جاوے گی یا چھے بار یا بالکل ایک بار
بہی نہ سو اسمین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ ایکبار شمار کی جاوے گی اور خنزیر پس

لہ یہ مضمون صحیح مسلم مطبوعہ ذاکٹوری کے صفحہ ۱۳۶ مین ہے ۱۲

حکم اوسکا مانند حکم کتے کے ہے سب چیزون مین یعنی اوسکے جوٹھے کو بھی سات بار دہونا چاہیے
یہی ہے مذہب ہمارا اور اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ خنزیر کے جوٹھے کو سات بار دہونے
کی حاجت نہین یعنی بلکہ فقط ایک بار دہونا بھی کافی ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور
یہی قوی ہے از روے دلیل کے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مٹی سے مانجنے کا طریق
یہ ہے کہ مٹی کو پانی سے ملایا جاوے یہانتک کہ میلا ہو جاوے اور نہین فرق ہے اسمین کہ
مٹی کو پانی مین ڈالا جاوے یا پانی کو مٹی مین ڈالا جاوے اور ایسی پلید جگہ کو مٹی سے ملنا بس
کافی نہین اور ہاتھ کا باسن مین داخل کرنا واجب نہین بلکہ کافی ہے کہ باسن مین ڈالکر اوسکو
ہلاوے اور مستحب ہے کہ باسن کو مٹی سے مانجنا اخیر بار سے پہلے ہوتا کہ اخیر بار دہونے سے
باسن پاک و صاف ہو جاوے اور اگر پانی قلتین کے برابر ہو اور اوسمین سے کتا پانی پی
جاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر پانی قلتین سے کم پانی ہو تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور
اگر تھوڑے پانی یا کھانے مین سے کتا پی جاوے یا کھایا جاوے اور پھر وہ پانی یا کھانا کسی کپڑے
یا بدن کو لگ جاوے یا کسی اور باسن مین ڈالا جاوے تو وہ کپڑا یا بدن یا باسن ناپاک ہو جاتا ہے
واجب ہے دہونا اوسکا سات بار ایک بار مٹی سے اور چھ بار پانی سے اور اگر کھاتا جما ہوا ہو اور کتا
اوسمین سے کھا جاوے تو جس جگہ کو کتا منہ مارے اور جو اوسکے آس پاس ہو اوسکو اوٹھا کر
پھینکدیا جاوے اور باقی کو کام مین لایا جاوے کہ وہ پاک ہے اوسکو کام مین لانا درست
ہے جیسے کہ حکم ہے چوہے کا کہ جمے ہوئے گھی مین مر جاوے کہ اوس کے آس پاس کے گھی کے
سوا باقی گھی کو کھانا اور کام مین لانا درست ہے انتہے اور یہی حکم ہے کتے شکاری کا کہ شکار
کو مار ڈالے کہ اوسکے منہ مارنے کی جگہ کے سوا اوس کے سارے گوشت کو کھانا درست ہے
بلکہ منہ مارنے کی جگہ کو بھی دہو کر کھانا درست ہے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے
کہ یہی حکم ہے رقیق اور پتلی چیز کا کہ اگر اوس مین سے کتا کھاوے تو وہ چیز کل ناپاک ہو
جاتی ہے اور یہی حکم ہے ہر نجاست کا کہ وہ اپنے اصل محل سے تجاوز کر کے اپنے پاس
پاس کی چیز مین تاثیر کر جاتی ہے بشرط کہ وہ چیز رقیق اور پتلی ہو یعنی اگر پتلی نہو تو اپنے
آس پاس کی چیز مین تاثیر نہین کرتی اور اسیطرح اگر پلیدی کسی پتلی چیز کی ایک جزو مین

یہ مضمون فتح الباری کے صفحہ ۱۳۱ مین ہے ۱۲

پڑ جاوے تو وہ چیز سب ناپاک ہوتی ہے انتہی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دہونا واجب ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب
مالک اور احمد اور جمہور علماء کا اور امام ابو حنیفہ کہتے کہ کتے کے جوٹھے کو تین بار دہونا واجب
ہے اور نیز شافعیہ کہتے ہین کہ پہلی بار مٹی سے مانجنا بھی واجب ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ
فقط سات بار دہونا واجب ہے مٹی سے مانجنا واجب نہین اور کہتے ہین کہ سات بار دہونا بھی
تعبدی ہے نجاست کی وجہ سے نہین اس لئے کہ کتا اُن کے نزدیک پاک ہے لیکن یہ
قول مالکیہ اور حنفیہ کا مخالف ہے ظاہر حدیث کے اور آٹھوین بار دہونے کی حدیث مقدم ہے
سب اقوال پر لیکن مراد اوسمین آٹھوین بار کے مانجنے سے پہلی بار کا مانجنا ہے تاکہ سب
حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور کوئی حدیث بیکار نہ رہے اس لئے کہ آٹھ بار کا دہونا ساتھ
مانجنے پہلی بار کے مستلزم نہین اور نیز اگر آٹھوین بار مٹی سے مانجا جاوے تو نانوین بار پانی
سے دہونے کی پھر حاجت پڑتی ہے واسطے تہرای کے پس ضرور ہے محمول کرنا اوس کا
پہلی بار کے مانجنے پر تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے واللہ اعلم اور اگر کتا مسجد کے اندر
چلا آوے تو اوس سے مسجد ناپاک نہین ہوتی اور نہ اوسکا دہونا واجب ہے باب ہے
مردار کے چمڑے کے بیان مین مردار کا چمڑہ جو رنگا ہوا نہو نجس اور ناپاک ہے
نہین جائز ہے استعمال کرنا اوسکا ساتھ کسیطرح کے نہ خشک چیزون مین اور نہ تر چیزون
مین اور نہ نفع اوٹھانا اوس سے ساتھ بیع و شرا وغیرہ کے لیکن مردار کا چمڑہ جب کہ رنگا
جاوے تو پاک ہو جاتا ہے ظاہر مین بھی اور باطن مین بھی اور جائز ہے استعمال کرنا اوسکا
خشک چیزون مین بھی اور تر چیزون مین بھی اور جائز ہے نفع اوٹھانا اوس سے ساتھ بیع
شرا وغیرہ کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مردار کا چمڑہ
رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہین اس مین علماء کو اختلاف ہے سات قولون پر ایک یہ
کہ ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے مگر کتے اور خنزیر کا اور جو کہ خنزیر یا کتے
اور غیر سے پیدا ہوا ہو اور رنگنے سے چمڑے کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی
پاک ہو جاتا ہے اور جائز ہے استعمال کرنا اوس کا خشک چیزون مین بھی اور تر چیزون مین

بہی اور برابر ہے کہ اوس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو یہ قول امام شافعی رح
کا ہے اور یہی مروی ہے حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور دوم یہ کہ کسی جانور
کا چمڑا رنگنے سے پاک نہین ہوتا یہ قول حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور عایشہؓ کا ہے اور یہی مشہور
قول ہے امام احمد کا اور امام مالک کا بہی ایک قول یہی ہے اور سوم یہ کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے
اوس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور جسکا گوشت حرام ہے اوس کا چمڑا رنگنے سے پاک
نہین ہوتا یہ قول ابن مبارک اور اوزاعی اور اسحاق وغیرہ کا ہے چہارم یہ کہ ہر جانور کا چمڑا
رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کا پاک نہین ہوتا یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ پنجم
یہ کہ ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے مگر یہ کہ چمڑے کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے اور باطن
پاک نہین ہوتا اور اوسکا خشک چیزون مین استعمال کرنا جائز ہے اور تلی چیزون مین
استعمال کرنا جائز نہین اور اوس کے اوپر نماز پڑہنی جائز ہے اور اُس کے اندر نماز پڑہنی
جائز نہین یہ قول مشہور امام مالک کا ہے ششم یہ کہ ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو
جاتا ہے یہانتک کہ کتے اور خنزیر کا بہی اور چمڑے کا ظاہر بہی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بہی
یہ قول داود ظاہری کا ہے اور ابو یوسف سے بہی یہی قول محکی ہے ہفتم یہ کہ مردار کے
چمڑے کے ساتھ نفع اوٹہانا جایز ہے اگرچہ رنگا گیا ہو اور جائز ہے استعمال کرنا اوس کا
خشک چیزون مین بہی اور تر چیزون مین بہی یہ قول زہری کا ہے اور نہین جائز
ہے نظر کرنی طرف اس کی اور پہر کہا کہ ابن عباسؓ کی حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب
اکثر علماء کے کہ رنگنے سے چمڑے کا ظاہر بہی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بہی پس جائز ہے
استعمال کرنا اوسکا تر چیزون مین پہر کہا کہ جائز ہے رنگنا چمڑے کو ساتھ ہر چیز کے کہ چمڑے
کو فضلون سے صاف پاک کر دے اور اوسکو بگڑنے نہ دے مانند کیکر اور جہیل انارون وغیرہ پاک
دواؤن کی اور سورج مین خشک کرنیسے دباغت حاصل نہین ہوتی اور ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے
ہین کہ سورج مین خشک ہونیسے بہی دباغت حاصل ہو جاتی ہے اور نہین حاصل ہوتی ہے
دباغت نزدیک ہمارے مٹی سے اور بالو سے اور نمک سے اور ایسے ناپاک دواؤن سے دباغت
حاصل ہوتی ہے یا نہین سو اس مین دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ دباغت حاصل ہو جاتی ہے

ف مردار کے چمڑے کے بیان مین اور اسمین چار قول ہین مع تفصیل

ہے لیکن دباغت کے بعد دہونا اوس کا واجب ہے بلا خلاف اور اگر پاک چیز سے دباغت
دی جاوے تو بعد اوس کے پانی سے دہونے کی حاجت ہے یا نہین اس مین بھی دو قول
ہین اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ دباغت کسی فاعل کے فعل کی محتاج نہین بلکہ اگر ہوا سے چمڑا
اوڑکر رنگنے کی جگہ مین جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے اور جب چمڑا دباغت سے پاک ہو
جاوے تو اوس سے نفع اوٹھانا بالاجماع جائز ہے اور آیا اوسکا بیچنا بھی جائز ہے یا نہین
اس مین امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ اوس کی بیع شرا صحیح ہے اور
آیا اوسکا کہانا جائز ہے یا نہین اس مین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ اوسکا کہانا کسی حال
مین درست نہین اور جب کہ چمڑا دباغت سے پاک ہو جاوے تو آیا جو بال کہ اسکے اوپر
ہون وہ بھی پاک ہوتے ہین یا نہین اس مین امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ
قول ہے کہ رنگنے سے بال پاک نہین ہوتے اسواسطے کہ دباغت بالون مین اثر نہین کرتی
بخلاف چمڑے کے کہ اوس مین اثر کر جاتی ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مردار کے چمڑے
کو رنگنے سے پہلے تر چیزون مین استعمال کرنا درست نہین اور خشک چیزون مین استعمال
کرنا درست ہے ساتھ کراہت کے انتہی لیکن زیادہ تر صحیح سب قولون مین دوسرا قول ہے
کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اوس کا چمڑا بھی رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور جسکا گوشت
حلال نہین اوسکا چمڑا بھی رنگنے سے پاک نہین ہوتا اس لئے کہ مقدام سے روایت ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درندے چارپایون کے چمڑے کو پہننا اور اُنپر سوار ہونا
درست نہین اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگون
مین چیتے کا چمڑا ہو اُن کے نزدیک فرشتہ نہین آتا ف منتقی مین لکھا ہے کہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ جن جانورون کا گوشت نہین کہایا جاتا اونکے چمڑے کو خشک چیزون مین استعمال
کرنا درست نہین (یعنی پس تر چیزون مین استعمال کرنا اونکا بطریق اولے درست نہوگا) اور
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن جانورون کا گوشت نہین کہایا جاتا اونکا چمڑا ذبح کرنے اور رنگنے
سے پاک نہین ہوتا انتہی اور یہی ہے مذہب اوزاعی اور ابن مبارک اور ابی ثور اور اسحاق بن
راہویہ کا + اور اسیطرح جس مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اوسکے سینگ اور بال اور

نہ بدن بھی پاک ہین نفع اوٹھانا اُن سے جائز ہے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا اور اسیطرح
جس جانور کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو اگر اوسکو ذبح کیا جاوے تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک
اور جمہور علما کے نزدیک اوس کے بال بھی پاک ہین اور اوسکا چمڑا بھی پاک ہے اگرچہ نہ رنگا
گیا ہو اور شافعیہ کہتے ہین کہ جس جانور کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو اگر اوسکو ذبح کیا جاوے تو ذبح
کرنے سے اوسکا چمڑا پاک نہین ہوتا انتہی **باب ہے خون حیض کے ناپاک
ہونے کے بیان مین** ❖ حیض کا لہو نجس اور ناپاک ہے اگر کپڑے کو لگجاوے
تو کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے پس اگر حیض کا لہو عورت کے کپڑے کو لگ جاوے تو چاہیے
کہ اول اوسکو کسی چیز سے کھرچے پھر اوسکو تھوڑا تھوڑا پانی ڈالکر اونگلیون سے ملے تاکہ خون
کا اثر اچھی طرح دور ہوجاوے پھر اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے دھووے پھر اُس مین
نماز پڑھے کہ اوس سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے اور اگر کھرچنے اور دھونے سے خون کا نشان
دور نہووے تو کچھ حرج نہین لیکن مناسب ہے کہ اوس نشان کو کسی زرد چیز سے بدل ڈالے
ف اور یہی ہے حکم ہر خون کا کہ وہ نجس ہے اگر کپڑے کو لگ جاوے تو کپڑا ناپاک
ہوجاتا ہے پس واجب ہے دھونا اوسکا بغیر دھونے کے اُس مین نماز پڑھنی درست نہین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ لہو
نجس اور ناپاک ہے یعنی اگر کپڑے یا بدن کو لگجاوے تو واجب ہے دھونا اوسکا ساتھ
پانی کے اور نہین کفایت کرتا دھونا اُس کا ساتھ پتلی چیزون کے مانند سرکہ وغیرہ کی کہ
اوسمین مامور بہ کا ترک کرنا لازم آتا ہے اور نہین شرط ہے اُس مین کوئی عدد معین بلکہ واجب
اُس مین پاک اور صاف کرنا ہے خواہ ایک بار سے ہو یا زیادہ سے لیکن اگر ایکبار دھونے
کے ساتھ کپڑا پاک ہوجاوے تو مستحب ہے تین بار دھونا ❖ اور یہی حکم ہے کل نجاستون کا
کہ پانی کے سوا اور کسی پتلی چیز سے دور نہین ہوتین اس لئے کہ تمام نجاستین خون کی برابر ہین
اس مین اور اُن مین بالاجماع کچھ فرق نہین ❖ **باب ہے پیشاب اور
پاخانے کے نجس ہونے کے بیان مین** ❖ پیشاب آدمی کا نجس ہے اور
ناپاک ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب علما معتبرین کا

اجماع ہے اسپر کہ پیشاب آدمی کا نجس ہے برابر ہے کہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو انتہی اور یہی
حکم ہے آدمی کے پائخانے کا کہ وہ بھی نجس اور ناپاک ہے اگر کسی جگہ بدن یا کپڑے
وغیرہ کو لگجاوے تو کپڑا اور بدن ناپاک ہوجاتا ہے واجب ہے دہونا اوسکا اور یہی حکم ہے
پیشاب لڑکے شیر خوار کا کہ ہنوز طعام نہ کہاتا ہو کہ وہ بھی ناپاک ہے لیکن اگر کپڑے یا بدن
وغیرہ کو لگجاوے تو اوسکا دہونا ضرور نہین بلکہ صرف پانی چھڑکنا اُس پر کافی ہے اور
اگر لڑکا طعام کہاتا ہو تو واجب ہے دہونا پیشاب اس کے کا صرف پانی چھڑکنا اُس پر
کافی نہین لیکن لڑکی کا پیشاب اگر کپڑے یا بدن کو لگجاوے تو واجب ہے دہونا اُس کا
ہر حال مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے لڑکے شیر خوار کے پیشاب کا دہونا
واجب نہین بلکہ اُسپر پانی چھڑکنا کافی ہے اور اسمین علماء کو اختلاف ہے کہ لڑکی اور لڑکے کا
پیشاب کس طور سے دہویا جاوے صحیح اور مشہور اور مختار یہ قول ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر
پانی چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی نہین بلکہ واجب ہے دہونا اوسکا
مانند اور نجاستون کی اور یہی مذہب ہے اکثر اصحاب اور تابعین کا اور جو اُن کے بعد ہین مانند
احمد اور اسحاق کے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دہویا
جاوے جب تک کہ نہ طعام کہاتے ہون اور جب طعام کہاتے ہون تو دونون کا پیشاب دہویا
جاوے اور یہی قول ہے حضرت علیؓ اور عطا اور حسن بصری اور زہری اور ابن وہب وغیرہم
کا امام نووی نے کہا کہ یہی ہے مذہب ایک جماعت سلف کا اور اہل حدیث کا اور دوسرا
قول یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے یہ قول اوزاعی کا ہے
اور یہی ہے محکی شافعی اور مالک سے اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونون مین سے کسی کے پیشاب پر
پانی چھڑکنا کافی نہین یعنی بلکہ واجب ہے دہونا دونون کا اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور اہل
کوفہ کا اور مشہور قول امام مالک کا یہی ہے امام نووی نے کہا کہ یہ دونون قول شاذ اور ضعیف
ہین یعنی اور صحیح پہلا قول ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاوے اور لڑکی کے
پیشاب کو دہویا جاوے پھر کہا کہ جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف علماء کا صرف لڑکے کے پیشاب کے
دہونے کی کیفیت مین ہے کہ کس طور سے دہویا جاوے اور نہین اختلاف ہے کسیکو

اوسکے ناپاک ہونے مین اور ہمارے بعض اصحاب نے لڑکی کے پیشاب کے ناپاک ہونے پر اجماع
نقل کیا ہے اور کہا کہ اسکے ناپاک ہونے مین کسی کو اختلاف نہین مگر داود ظاہری کو امام خطابی وغیرہ
نے کہا کہ جو لوگ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی کہتے ہین وہ اس وجہ سے نہین
کہ اوسکا پیشاب پاک ہے بلکہ اسوجہ سے کہ اوس کی نجاست ہلکی ہے تھوڑے دہونے سے
بھی دور ہو جاتی ہے پھر کہا کہ اوسپر پانی چھڑکنے کے یہ معنی ہین کہ اوسپر پانی ڈالا جاوے اسقدر
کہ بہنے اور ٹپکنے تک نوبت نہ پہونچے بخلاف اور چیز کے کہ اگر اوسپر پانی ڈالا جاوے تو شرط
ہے کہ اسقدر پانی ڈالا جاوے کہ بہنے اور ٹپکنے تک نوبت پہونچے اگرچہ اوسکا نچوڑنا شرط نہین ہے
یہی معنی ہین صحیح اور مختار انتہی ملخصًا اور اسیطرح اور سب جانورون کا پائخانہ اور پیشاب
بھی ناپاک ہے خواہ اون کا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو ف اور یہی مذہب ہے امام
شافعی اور جمہور علما کا کہ سب جانورون کا پائخانہ اور پیشاب ناپاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا
جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو اور امام احمد اور ایک جماعت سلف کے نزدیک جس جانور کا گوشت
کہایا جاتا ہو اوسکا پائخانہ اور پیشاب پاک ہے اور یہی مذہب ہے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن
حبان وغیرہ کا اور جس جانور کا گوشت نہ کہایا جاتا ہو اوس کا پائخانہ اور پیشاب سب کے
نزدیک ناپاک ہے لیکن شعبی اور ابن علیہ وغیرہ کے نزدیک آدمی کے پیشاب کے سوا سب جانورون کا
پیشاب پاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو نہ کہایا جاتا ہو لیکن زیادہ تر صحیح قول جمہور کا ہے کہ ہر جانور کا
پائخانہ اور پیشاب ناپاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو **باب ہے آدمی کی
منی کے بیان مین** ❖ انسان کی منی پاک ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگجاوے تو اوسکا دہونا
واجب نہین بلکہ صرف اوسکا کھرچ ڈالنا کافی ہے خواہ منی تر ہو یا خشک ہو سب کا یہی حکم ہے لیکن
مستحب ہے دہونا اوسکا واسطے صفائی اور ستھرائی کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ علما کو انسان کی منی مین اختلاف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ انسان کی منی ناپاک ہے لیکن ابو حنیفہ
کے نزدیک اگر خشک ہو تو اوسکا کھرچ ڈالنا کافی ہے اور یہی ہے ایک روایت امام احمد سے اور
امام مالک کہتے ہین کہ واجب ہے دہونا اوسکا خواہ تر ہو یا خشک ہو اور لیث کہتے ہین کہ منی پاک
ہے لیکن نماز کا دوہرانا اوس سے واجب نہین اور حسن کہتے ہین کہ اگر کپڑے مین ہو تو نماز

دوہرانا واجب نہین اگرچہ بہت ہو اور اگر بدن مین ہو تو نماز کا دوہرانا واجب ہے اگرچہ تھوڑی
ہو اور بہت کا یہ مذہب ہے کہ منی پاک ہے یعنے برابر ہے کہ تر ہو یا خشک یہی قول
ہے حضرت علیؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور ابن عمرؓ اور عائشہؓ اور داؤد کا اور یہی مذہب
ہے امام شافعی اور اصحاب حدیث کا اور یہی صحیح روایت ہے امام احمد سے انتہے
اور امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بہت فقہا کا مانند سفیان ثوری اور اسحاق کی کہ منی
پاک ہے اگر کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو اوس کا کھرچ ڈالنا کافی ہے اگرچہ نہ دہووے
اوسکو اور کہتے ہین کہ منی کو دہونے کی حدیث استحباب پر محمول ہے یعنی منی کو
پانی سے دہونا مستحب ہے واجب نہین انتہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ منی پاک
ہے پلید نہین جیسے کہ پہلے گذرا کہ اگر پلید ہوتی تو کھرچنا اوسکا کافی نہوتا جیسے کہ خون کا
کھرچنا کافی نہین بلکہ واجب ہے دہونا اوسکا بالاجماع اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ مرد کی منی پاک ہے اور عورت کی منی پلید ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ مرد اور عورت دونون کی منی پلید ہے اور صواب یہ ہے کہ دونون کی منی پاک ہے
اور جب کہ منی پاک ٹہری تو آیا اوس کا کہانا بہی درست ہے یا نہین اس مین دو قول
ہین زیادہ تر ظاہر یہی قول ہے کہ اوسکا کہانا درست نہین اس لئے کہ وہ متعذر ہے
اور خبائث اور محرمات مین داخل ہے جنکو اللہ نے حرام کیا اور آدمی کے سوا اور
جاندارون کی منی کہ اون مین سے کتے اور سور کی منی کے ناپاک ہونے مین تو کسیکو اختلاف
نہین اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ کتے اور
خنزیر کے سوا اور سب جانورون کی منی پاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو نہ کہایا
جاتا ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب کی منی پلید ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جو جانور کہایا
جاتا ہو اوس کی منی پاک ہے اور جو نہ کہایا جاتا ہو اوسکی منی ناپاک ہے اور یہی کہا کہ علما
کی ایک جماعت نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ عورت کے شرمگاہ کی
رطوبت بہی پاک ہے اور اس مین اختلاف مشہور ہے زیادہ تر صحیح یہی قول ہے کہ وہ پاک
ہے انتہی ملخصا لیکن آدمی کی مذی پاک نہین بلکہ ناپاک ہے اگر بدن یا کپڑے

وغیرہ کو لگجاوے تو واجب ہے دہونا اوسکا بدون دہونے کے کپڑا پاک نہین ہوتا ف
امام ترمذی نے کہا کہ یہی ہے قول امام شافعی اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کا کہ مذی
ناپاک ہے واجب ہے دہونا اوسکا اور بعضے کہتے ہین کہ فقط پانی چھڑکنا اوس پر کافی ہے
اور یہی قول ہے امام احمد کا انتہی اور جس طرح کہ آدمی کی منی پاک ہے اوسی طرح اوسکا
سینڈھ اور کہکہار بھی پاک ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو بدن اور کپڑا
اوس سے ناپاک نہین ہوتا اور نہ دہونا اوسکا واجب ہوتا ہے اور اسیطرح اگر وہ پانی مین پڑجاوے
تو پانی اوس سے ناپاک نہین ہوتا اور یہی حکم ہے منہ کی لب اور آنکھ کے پانی کا کہ وہ بھی
پاک ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگجاوے تو کچھ مضایقہ نہین ف اور یہی مذہب ہے
سب علما کا کہ کہکہار اور تھوک پاک ہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لب جب منہ سے
جدا ہو تو ناپاک ہوجاتی ہے لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث اور اجماع کے انتہی
اور یہی حکم ہے اونٹنی کی لب کا کہ وہ بھی پاک اگر بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو کچھ مضایقہ
نہین اور نہ اوسکا دہونا واجب ہے

## باب ہے متفرق نجاستون کے بیان مین

اگر کوئی جوتے سے نجاست پر چلے اور نجاست خشک ہو تو اوس کو مٹی سے مل ڈالے
کہ مٹی پر ملنے سے جوتا پاک ہوجاتا ہے اور اوسکو پہن کر مسجد مین آنا اور نماز پڑھنا درست
ہے اور ننگے پاؤن والا پلیدی پر چلے اور پلیدی تر ہو تو واجب ہے دہونا پاؤن کا
اور نہین کفایت کرتا ملنا اوسکا مٹی سے اور اگر پلیدی خشک ہو تو نہ پاؤن کو دہونا واجب ہے
اور نہ مٹی سے ملنا ضرور ہے بلکہ اوسکو اوسی حال سے ننگے پاؤن مسجد مین آنا اور نماز
پڑھنا درست ہے اور یہی حکم ہے مینھ کا کہ اگر مینھ مین پلیدی پر چلے اور بعد اوس کے
پاک راہ ہو تو پاک جگہ پر چلنے سے پلیدی دور ہوتی ہے مسجد مین آنے کے لئے پاؤن کو
دہونا ضرور نہین اور اگر بعد اوسکے پاک راہ نہو تو پاؤن کو دہونا ضرور ہے اور یہی حکم ہے
کپڑے کا کہ اگر پلیدی پر پڑے اور پلیدی تر ہو تو واجب ہے دہونا اوسکا پانی سے اور اگر
پلیدی خشک ہو تو دہونا کچھ ضرور ہے ف امام طیبی نے کہا کہ اجماع ہوچکا ہے اسپر کہ
اگر کپڑے کو نجاست لگجاوے تو بدون دہونے کے پاک نہین ہوتا اور حدیث

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کپڑے کو نجاست لگجاوے تو مٹی سے بھی پاک ہوجاتا ہے پس یہ
حدیث محمول ہے خشک نجاست پر کہ چلتے وقت کپڑے کے دامن کے ساتھ لگ پڑے
اور مٹی سے پاک ہونا اوسکا بطریق مجاز کے ہے۔ اور شراب ناپاک ہے۔ اور اسیطرح گدھے
کا گوشت بھی نجس ہے اور ناپاک ہے پس جس باسن مین شراب پیا جاوے یا گدھے کا گوشت
پکایا جاوے وہ باسن ناپاک ہوجاتا ہے واجب ہے دھونا اوسکا پانی سے بے دھوئے
اوسکو استعمال کرنا درست نہین۔ اور یہی حکم ہے مجوس وغیرہ کفار کے باسنون کا کہ وہ ناپاک
ہین ضرورت کیوقت اونکو دھوکر استعمال کرے بے دھوئے اونکو استعمال کرنا درست نہین اور
واجب دھونا اون کا ایکبار ہے اور مستحب ہے دھونا اوس کا تین بار جیسے کہ اوپر گذرا اور یہی
حکم ہے پیشاب اور پائخانے وغیرہ ہر نجاست کا کہ اگر کسی باسن مین پڑجاوے اور یا
کسی جگہ بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو واجب ہے دھونا اوسکا ایک بار ہی اور مستحب ہے دھونا
اوس کا تین بار اور اگر زیادہ تہرائی کے لئے اوسکو مٹی سے مانجے تو یہ بھی درست ہے بلکہ افضل
ہے ۔ باب ہے فضیلت وضوء کے بیان مین وضوء کرنے کا بہت بڑا
ثواب ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضوء کرے یعنی وضوء کے فرض سنت مستحب سب بجالاوے
تو اوس کے تمام بدن سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ اوس کے ناخونون کے نیچے سے بھی
نکل جاتے ہین اور قیامت کے دن اوس کے وضوء کے اعضا یعنی ہاتھ اور ہاتھ پاؤن روشن
ہونگے نشان وضوء کے سے اور پہچانا جاویگا درمیان لوگون کے جیسے کہ پہچانا جاتا ہے گھوڑا
پنج کلیان درمیان سیاہ گھوڑون کے۔ اور مستحب ہے زیادتی کرنی محل فرض سے یعنی مثلاً
ہاتھون کو مونڈھون تک دھونا اور پاؤن کو گھٹنون تک دھونا اس لئے کہ جہانتک وضوء کا
پانی پہونچے گا قیامت کے دن ہاتھ پاؤن وہانتک روشن ہونگے فقط اور یہی ہے مذہب
ابوہریرہ اور ابن عمر کا اور ایک جماعت سلف کا اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا اور بعضے مالکیہ کہتے ہین
کہ اصل محل فرض سے زیادتی کرنی مستحب نہین لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث کے
اور اسیطرح جو مسلمان کہ اچھی طرح وضوء کرے یعنی اوسکے فرض سنت مستحب سب بجالاوے
اور پہر دو رکعتین نفل پڑہے کہ متوجہ ہو اونپر ظاہر اور باطن سے تو واجب ہوتی ہے واسطے

اوس کے بہشت ۔ اور اسی طرح وضو پر وضو کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے کہ جو شخص
وضو پر وضو کرے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین باب ہے مسواک
کرنے کے بیان مین ٭ مسواک کرنا سنت ہے وقت ہر نماز کے یعنی جب مسواک
سے ایک نماز پڑھ چکے تو دوسری نماز کے ابتدا مین پھر مسواک کرے اگرچہ پہلا وضو باقی ہو
اور اسیطرح سنت ہے مسواک کرنا ساتھ ہر وضو کے اور موجب ثواب عظیم ہے اسلئے
کہ مسواک سے نماز پڑھنی ستر حصے افضل ہے اوس نماز سے کہ اوس مین مسواک نہ کی ہو۔
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے کسی حال مین واجب
نہین نہ نماز مین اور نہ غیر نماز مین ساتھ اجماع علماء معتبرین کے پھر کہا کہ مسواک کرنا ہر وقت
مستحب ہے لیکن پانچ وقتون مین زیادہ تر مستحب ہین اول نماز کے وقت برابر ہے کہ وضو
کرے یا تیمم کرے یا کچھ بھی نہ کرے یعنی نہ پانی پاوے اور نہ مٹی دوم وضو کے وقت سوم
قرآن پڑھنے کے وقت چہارم سونے سے اوٹھنے کے وقت پنجم منہ مین بو پیدا ہونے
کیوقت اور منہ مین بو یا تو طعام اور پانی کے ترک کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور یا بودار چیز کے کھانے سے
پیدا ہوتی ہے اور یا بہت دیر تک چپ رہنے سے پیدا ہوتی ہے اور یا بہت کلام کرنے سے
اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ روزہ دار کو زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے تاکہ روزے
کی بو منہ سے دور نہو اور مستحب ہے کہ پیلو کی لکڑی سے مسواک کرے اور اگر اوسکے سوا کسی
اور چیز سے مسواک کرے جو کہ منہ کی بو کو دور کرے تو یہ بھی درست ہے مانند کپڑے سخت
اور سعد اور اشنان کی اور اسی طرح مستحب ہے مسواک کرنا وقت سونے کے اور جب کہ اوٹھے
سونے سے خواہ رات کو ہو یا دن کو اور اسیطرح مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ نکلے طرف نماز
فجر کی ۔ اور اسی طرح مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ کھڑا ہو رات کو واسطے تہجد کے اور اسیطرح
مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ داخل ہو اپنے گھر مین خواہ رات کو یا دن کو ۔ اور مستحب ہے
کہ دانتون کی چوڑائی پر مسواک کرے نہ لمبائی پر یعنے تاکہ دانتون سے خون نہ نکلے
اور مستحب ہے کہ پہلے منہ کی داہنی طرف سے مسواک کرنا شروع کرے ۔ اور
اگر لکڑی کے مسواک نہو تو اوس کے بدلے اونگلی سے مسواک کرنا بھی کفایت کرتا ہے

اور جائز ہے مسواک کرنا زبان پر اوس کی لمبائی کی طرف سے اور جائز ہے آواز کرنا وقت
مسواک کے مانند آواز قے کرنے والے کے اور جائز ہے مسواک کرنا ساتھ مسواک غیر
کے اوس کے اذن سے لیکن مستحب ہے کہ اوسکو پہلے دھو لیوے پھر استعمال کرے
اور جائز ہے مسواک کرنا روزے مین ف امام شافعی کے نزدیک روزیدار کو زوال
کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے ف اور جاننا چاہیئے کہ مسواک کرنے مین ثواب کے
سوا اور بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ اوس سے منہ پاک ہوتا ہے اور بو دفع ہوتی ہے
اور ایک یہ کہ اوس سے آنکھین روشن ہوتی ہین اور ایک یہ کہ اوس سے دانت مضبوط
ہوتے ہین اون مین کوئی بیماری پیدا نہین ہوتی۔ باب ہے وضوء کی کیفیت کے
بیان مین نماز کے لئے وضوء کرنا فرض ہے بدون وضوء کے نماز درست نہین ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اس پر کہ نماز کے
صحیح ہونے کے واسطے طہارت شرط ہے یعنے بدون وضوء کے نماز درست نہین
اور اس مین اختلاف ہے کہ ہر نماز کے لئے وضوء کرنا فرض ہے یا کہ صرف اوسی شخص پر فرض
ہے جسکا وضو ٹوٹ جاوے سو بعضے کہتے ہین کہ ہر نماز کے لئے وضوء فرض ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ پہلے فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ نہین مشروع ہوا وضوء مگر
واسطے اوسی شخص کے کہ ٹوٹ جاوے وضوء اوسکا لیکن ہر نماز کے لئے تازہ وضوء
کرنا مستحب ہے اور اس پر اجماع ہے سب اہل فتوے کا بعد اسکے کسی کو اسمین اختلاف نہین
یعنی ہر نماز کے لئے وضوء کرنا مستحب ہے اور پھر کہا کہ اجماع ہے سب امت کا اسپر کہ بے
وضوء نماز پڑھنی حرام ہے اگر پانی نہو تو تیمم سے پڑھے اور برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل ہو
یا سجدہ تلاوت اور شکر کا ہو یا نماز جنازے کی ہو مگر شعبی سے روایت ہے کہ جنازے کی نماز
بیوضوء درست ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اجماع کے مخالف ہے اور اگر کوئی جان بوجھ کر
بیوضوء نماز پڑھے بغیر کسی عذر کے تو گنہگار ہوتا ہے اور کافر نہین ہوتا نزدیک ہمارے
جمہور علماء کے اور امام ابی حنیفہ سے حکایت کی گئی ہے کہ بیوضوء نماز پڑھنے سے آدمی کافر
ہوجاتا ہے اور یہ سب اسوقت ہے کہ بلا عذر بیوضوء نماز پڑھے اور اگر کسی عذر سے بے

بیوضو نماز پڑھے اور اپر جو شخص کہ معذور ہو کہ نہ پانی پاوے اور نہ مٹی پاوے تو اس مین
امام شافعی کے چار قول ہین اور وہی چار قول ہین واسطے علمائے صحیح تر یہ ہے کہ اوسی
حال سے نماز پڑھ لے اور جب پانی پاوے تو واجب ہے دوہرانا اوس کا دوم یہ کہ اوسکو
اس حال سے نماز پڑھنی حرام ہے اور واجب ہے قضا اوس کی سوم یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنی اوسی
حال سے اور واجب ہے قضا اوس کی چہارم یہ کہ نماز پڑھنی اور قضا واجب نہین اور یہی
قول ہے قوی از روے دلیل کے انتہے + اور وضو کی کیفیت یہ ہے کہ جب وضو کا ارادہ
کرے تو پہلے دل مین نیت کرے یعنی یہ کہ مین نماز کے لئے وضو کرنے لگا ہون ف
اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا کہ وضو کیواسطے نیت شرط ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ وضو کے
لئے نیت شرط نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور منقوض ہے ساتھ اسکے کہ
اس سے لازم آتا ہے کہ تیمم مین بھی نیت شرط نہو حالانکہ حنفیہ تیمم مین نیت کو شرط کہتے ہین
اور پھر نیت کے بعد بسم اللہ کہے ف وضو کے ابتدا مین بسم اللہ کہنی سنت ہے نزدیک
ائمہ اربعہ کے واجب نہین مگر امام احمد سے ایک قول مین وجوب بھی منقول ہے اور اسحاق
کہتے ہین کہ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے تو وضو درست نہین ہوتا پھر کرے اور اگر بھول
چھوٹ جاوے تو کچھ مضایقہ نہین لیکن حق یہ ہے کہ وضو کے ابتدا مین بسم اللہ کہنا سنت
ہے واجب نہین اگر پڑھے تو ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو عذاب نہین + پھر بسم اللہ کے بعد
اپنے دونون ہاتھ دھووے تین بار ف امام نووی نے کہا کہ اتفاق ہے سب علما کا
پھر کہ وضو کے ابتدا مین دونون ہاتھ کا دھونا سنت ہے انتہے اور پھر اوہاتھون سے تہیلیان
مین بالاتفاق یعنی پہونچون تک ہاتھ دھووے اور خلال کرے ہاتھون کی انگلیون کا اور
اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسکو ہلاوے یعنی تاکہ اوسکی تلے کی جگہ خشک نہ رہے اور سنت ہے
دھونا اونگلیان کے جوڑون کا یعنی تاکہ اونکے اندر میل نہ رہے + اور جب ہاتھ دھو چکے تو
بعد اوسکے ایک چلو پانی سے کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے یعنی آدھی چلو سے کلی کرے
اور آدھا ناک مین ڈالے اور مستحب ہے کہ مبالغہ کرے استنشاق مین یعنی ناک کے اندر نہایت
تک پانی پہونچاوے مگر یہ کہ ہو روزہ دار پھر بائین ہاتھ سے ناک جھاڑے اور اسیطرح

تین بار کرے یعنے ایک چلو پانی لیکر اوسی سے کلی کرے اور اوسی سے ناک مین لیوے اور اگر
کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے لئے جدا جدا پانی لیوے یعنی تین چلو سے تین بار کلی کرے
اور تین چلو سے تین بار ناک مین پانی لیوے تو یہ بھی درست ہے لیکن ایک چلو سے
کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا افضل ہے ف امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کہتے
ہین کہ فقط ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک مین پانی لینا کافی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر
ایک کے لئے جدا جدا پانی لینا اچھا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ اگر ایک چلو سے دونون
کو کرے تو جائز ہے لیکن ہر ایک کے لئے جدا پانی لینا افضل ہے اور حدیث فصل کی یعنی ہر
ایک کے لئے جدا جدا پانی لینے کی ضعیف ہے لیکن تطبیق مقدم ہے جہانتک کہ ممکن ہو یعنی پس محمول
ہوگی جواز پر یعنی ہر ایک کے لئے جدا جدا پانی لینا بھی درست ہی لیکن افضل جمع کرنا دونون کا
ہے ایک چلو مین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق
کے واجب ہونے مین علما کو اختلاف ہے چار مذہبون پر پہلا مذہب امام مالک اور
شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو مین بھی اور غسل مین بھی اور یہی قول ہے حسن بصری اور
زہری اور حکم اور قتادہ اور ربیعہ اور یحیی اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی ایک روایت ہے
امام احمد اور عطا سے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو مین بھی اور
غسل مین بھی بدون انکے وضو اور غسل درست نہین ہوتا یہ مشہور قول امام احمد کا ہے اور
یہی مذہب ہے ابن ابی لیلے اور حماد اور اسحاق بن راہویہ کا اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ
وہ دونون غسل مین واجب ہین اور وضو مین واجب نہین یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور انکے
اصحاب کا ہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری کا اور چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک مین پانی
لینا غسل مین اور وضو مین واجب ہے اور کلی کرنا دونو مین سنت ہے یہ مذہب ابی ثور اور
ابی عبیدہ اور داود ظاہری کا اور ابی بکر بن منذر کا ہے اور یہی ایک قول امام احمد کا ہے
اور جب کلی کر چکے اور ناک مین پانی ڈال چکے تو پھر دونون ہاتھ سے اپنا منہ دھووے
تین بار اور مستحب ہے کہ ملکر کنارہ آنکھ کا کہ متصل ناک کے ہے + اور آنکھون کے اندر پانی
پہونچاوے اور ایک چلو پانی کا لیکر ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے نیچے اور پھر نیچے کیطرف دھووے

نو کلا ان ڈالکر ڈاڑھی کا خلال کرے ف اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا کہ ڈاڑھی کا خلال کرے
اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور احمد نے کہا کہ اگر ڈاڑھی کا خلال کرنا بھول جاوے تو کچھ
مضائقہ نہین کہ وضو درست ہو جاتا ہے اور امام اسحاق نے کہا کہ اگر جان بوجھ کر چھوڑے
تو نماز دوہراوے اور اگر بھول کر چھوڑے تو نماز کا دوہرانا واجب نہین ۔ اور جب منہ
دھو چکے تو پھر اپنا داہنا ہاتھ دھووے تین بار کہنی سمیت اور پہلے ہاتھ دھونا پہونچے
کیطرف سے شروع کرے اور پھر اوسکو کہنی کیطرف دھووے اور اسیطرح اگر ہاتھ پر پانی
بہاوے تو پہلے پہونچے کیطرف سے بہاوے اور پھر اسی طرح اپنا بایان ہاتھ دھووے
تین بار کہنی سمیت امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جمہور علما متفق ہین اسبات
پر کہ وضو مین دونون کہنیون اور ٹخنون کا دھونا فرض ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کہتے
ہین کہ فرض نہین لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث اور اجماع کے اور پھر کہا کہ اگر
کسی آدمی کے دو منہ پیدا ہون اور برابر ہون تو سب کا دھونا واجب ہے اور اسیطرح اگر کسی آدمی کے
تین ہاتھ یا تین پاؤن پیدا ہون اور برابر ہون تو سبکا دھونا واجب ہے اور اگر زائدہ ہاتھ کم ہو اور
محل فرض مین پیدا ہوا ہو تو واجب ہے دھونا اوسکا بھی ساتھ اصلی ہاتھ کے اور اگر کہنی سے اوپر
پیدا ہوا اور محل فرض کے مقابل نہوا ہو تو اوسکا دھونا فرض نہین اور اگر محل فرض کے برابر ہوا ہو
تو اوسکا دھونا واجب ہے اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ واجب نہین اور اگر کسی آدمی کا
ہاتھ کہنی کے اوپر سے کاٹا جاوے تو اوسپر باقی ہاتھ کا دھونا واجب نہین لیکن باقی ہاتھ کا
دھونا مستحب ہے تاکہ وہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے اور کہنی اور پہونچے کے درمیان سے
کاٹا جاوے تو باقی ہاتھ کا واجب ہے اور جب دونون ہاتھ کہنیون تک دھو چکے تو پھر مسح
کرے سر اپنے کا اور مستحب ہے کہ پہلے آگے کیطرف سے شروع کرے یعنی اسطرح پر کہ بالون کی اوگنے
کی جگہ سے شروع کرکے دونون ہاتھ سر کے آگے سے پیچھے کو لیجاوے یہانتک کہ پہونچے پچھلی طرف
سر کے جڑھ گردن تک اور پھر اونکو پیچھے سے آگے کیطرف لاوے یہانتک کہ پہونچے اوسجگہ تک
کہ شروع کیا تھا اوس سے اور اگر مسح سر کا اون پچھلی طرف سے شروع کرے تو یہ بھی درست ہے ف
اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد اور اسحاق کا کہ مسح سر کا پہلے آگے کیطرف سے شروع کرے

بعض کہتے ہین کہ اول پیچھے کیطرف سے شروع کرے اور یہی قول ہے بعض اہل کوفہ کا
اور مستحب ہے سر کا مسح کرنا ایک بار ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ
امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علمائے کے نزدیک سنت سر کا مسح ایک بار ہے اس سے
زیادہ نہ کرے انتہے اور امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے کہ سر کا مسح تین بار کرے
اور اسکے موافق ایک حدیث بھی آئی ہے جو فتح الباری مین مذکور ہوئی اور اسیطرح مستحب ہے
کہ سارے سر کا مسح کرے اور اگر بعض سر کا مسح کرے تو یہ بھی درست ہے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب علما کا اجماع ہے اسپر کہ سر کا مسح کرنا فرض ہے لیکن قدر
فرض مین اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہین کہ واجب وہ چیز ہے کہ اوسپر مسح کا نام اطلاق
کیا جاوے اگرچہ ایک بال ہو اور امام مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے
سر کا مسح کرنا فرض ہے یعنی بعض سر کا مسح کافی نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فرض چوتھائی
سر کا مسح ہے + لیکن اگر بعض سر کا مسح کرے تو امام شافعی وغیرہ کے نزدیک
مستحب ہے کہ باقی اپنی پگڑی پر مسح کرے تاکہ سارے سر کا مسح پورا ہو جاوے اور نہین فرق
ہے اسمین کہ پگڑی کو وضو سے باندھا ہو یا بے وضو باندھا ہو اور یہی حکم ہے ٹوپی کا انتہے
مافی النووی + اور اسیطرح جائز ہے مسح کرنا صرف پگڑی پر بغیر سر کے ف امام ترمذی
نے کہا کہ یہی ہے قول اکثر اہل علم کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ سے
اگر فقط پگڑی پر مسح کرے اور سر پر نہ کرے تو کفایت کرتا ہے اور یہی قول ہے حضرت
ابو بکر اور عمر اور انس کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین اوزاعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور
اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہ لیکن یہ شرط ہے کہ اوتارنا اسکا مثل ہو مانند موزے
کی اور طریق اوس کا یہ ہے کہ مضبوط اور محکم ہو مانند پگڑیون عرب کی انتہے لیکن امام
ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علمائے کے نزدیک فقط عمامہ پر مسح کرنا جائز نہین انتہے
اور مستحب ہے کہ مسح سر کے لئے نیا پانی لیوے ف اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا کہ
مسح سر کے لئے نیا پانی لیوے اور پھر مسح سر کے بعد اسیطرح نیا پانی لیکر دونون کانون
کا مسح کرے اسطرح جسکو شہادت کی دونو اونگلیون سے کانون کے اندر کا مسح کرے

اور سورا خون مین پھیرے اور انگوٹھون نے کانون کے باہر کا مسح کرے ف اور یہی
ہے مذہب امام شافعی کا کہ کانون کے مسح کیواسطے جدا پانی لیوے اور یہی قول ہے بعض
اہل علم کا اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور احمد کہتے ہین کہ کان سر سے جدا نہین بلکہ سر کے
مسح کا پانی کانون کیواسطے کافی ہے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور
اسحاق کا لیکن پہلا قول زیادہ ترصیح ہے اور اگر مسح سر کیواسطے جدا پانی نہ لیوے بلکہ ہاتھون
کی باقی تری سے سر کا مسح کرے تو یہ بھی کافی ہے ۔ اور جب سر کا مسح کر چکے تو پھر اپنے
پاؤن کو دہووے تین بار ٹخنون سمیت یعنی پہلے اپنا داہنا پاؤن دہووے اور پھر اپنا
بایان پاؤن دہووے تین تین بار ۔ اور خلال کرے پاؤن کی اونگلیون کا ساتھ خنصر یعنے
چھوٹی اونگلی بائین ہاتھ کی ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے
کہ وضو مین اپنے پاؤن کی اونگلیون کا خلال کرے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا
اور سنت ہے کہ پاؤن کو پہلے اونگلیون کیطرف سے شروع کرے پھر ٹخنون کیطرف
دہوتا جاوے جیسے کہ اوپر گذرا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے
سب علما کا اسپر کہ وضو مین منہ اور دونون ہاتھون اور پاؤن کو دہونا اسی طرح سے کہ کوئی
جگہ خشک نرہے فرض ہے اور اجماع ہے اسپر کہ واجب ہے وضو مین دہونا پاؤن کا اور نہین
کافی ہے مسح کرنا اوپر اون کے اور روافض کہتے ہین کہ فرض پاؤن کا مسح ہے اور یہ اون کی خطا
ہے اور نصوص صریح ہین اسمین کہ واجب پاؤن مین دہونا اونکا ہے اور اسیطرح سب اصحاب کے ناقل
وضو مین متفق ہین اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون پاؤن کو دہویا انتہے اور
سنت وضو مین شروع کرنا داہنی طرف سے ہے یعنی سنت ہے کہ پہلے اپنا داہنا ہاتھ دہووے
اور پھر بایان ہاتھ دہووے اور اسیطرح سنت ہے کہ پہلے اپنا داہنا پاؤن دہووے اور پھر
اپنا بایان پاؤن دہووے اور اگر پہلے بایان ہاتھ یا بایان پاؤن دہووے تو وضو صحیح ہو جاویگا
لیکن فضیلت فوت ہو جاویگی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے
سب علما کا اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ اور داہنے پاؤن کو پہلے دہونا سنت ہے اگر ترک
کرے تو فضیلت فوت ہوگی اور وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کہتے ہین کہ پہلے داہنے کو

دہونا واجب ہے اور اونکے قول کا کچھ اعتبار نہین اور پھر کہا کہ ہاتھ پاؤن کو پہلے دہونا
اگرچہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے یہی قول ہے امام شافعی کا اور پھر کہا کہ بعضے اعضا ایسے
ہین کہ اونکو پہلے دہونا مستحب نہین اور وہ دونون کان ہین اور دونون ہتھیلیان اور دونون
رخسارے بلکہ یکبارگی اکٹھے دہوے جاوین اور اگر دونون کو اکٹھے دہونا مشکل ہو جیسے کہ
مقطع کے حق مین ہے جسکے دونون ہاتھ کٹے ہون تو پہلے داہنے کو دہویا جاوے انتہی اور
واجب ہے استیعاب تمام اجزا محل فرض کا یعنی وضو مین محل فرض کے تمام اجزا کا دہونا واجب ہے
اسطرح سے کہ وضو کے اعضا سے ذرہ کی برابر بھی کوئی خشک نہ رہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اگر اعضاء وضو مین سے کوئی تھوڑی چیز
بھی خشک رہجاوے تو اوسکا وضو صحیح نہین ہوتا اگرچہ اوسکو معلوم نہو اور اگر کوئی شخص تیمم
مین بعض منہ کو چھوڑ دے تو اوسمین اختلاف ہے پس مذہب ہمارا اور جمہور کا یہ ہے کہ اوسکا
تیمم صحیح نہین ہوتا جیسے کہ اوسکا وضو صحیح نہین اور امام ابو حنیفہ کے اس مین تین قول ہین ایک یہ کہ
اگر آدھے منہ سے کم چھوڑے تو درست ہے اور دوسرا یہ کہ اگر درہم سے کم چھوڑے تو
درست ہے اور تیسرا یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑے تو درست ہے + اور جائز ہے تفریق
کرنی اعضاء وضو مین چنانچہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے وضو کیا سوا اپنے منہ اور ہاتھون کو دہویا پھر غسل کیا اور پھر غسل کے بعد اپنے پاؤن کو دہو
کنارے ہو کر ف وضو کے اعضا مین تفریق دو طرح سے ہوتی ہے ایک یہ کہ وضو کے درمیان
کوئی غیر کام کرے سو اوسکے دوسرا یہ کہ اعضا کو پے در پے نہ دہووے بلکہ جب ایک
عضو خشک ہو جاوے تو پھر دوسرے کو دہووے جیسے کہ پہلے ایک پاؤن کو دہووے جب وہ خشک ہو جاوے
تو پھر دوسرے کو دہووے سو وضو کے اعضا مین دونو طرح کی تفریق کرنی درست ہے اور
یہی مذہب ہے امام بخاری وغیرہ کا اور امام مالک کہتے ہین کہ وضو مین موالات یعنی اعضا کو
پے در پے دہونا واجب ہے + اور اسیطرح غسل مین بھی اعضا کو پے در پے دہونا واجب
نہین اور جب کہ غسل مین موالات واجب نہوئی تو وضو مین بطریق اولے واجب
نہوگی + اور اسیطرح جائز ہے آگے پیچھے دہونا اعضاء وضو کا یعنی مثلاً پہلے اپنا بایا

ہاتھ دہووے اور پیچھے داہنا ہاتھ دہووے یا پہلے بایان پاؤن دہووے اور پیچھے داہنا پاؤن
دہووے ف اور یہی ہے مذہب سب علما کا کہ وضو مین ترتیب واجب نہین اور شیخ موفق نے
مغنی مین کہا کہ ترتیب کے نا واجب ہونے مین کسی کو اختلاف نہین لیکن امام شافعی وغیرہ کے
نزدیک ترتیب واجب ہے لیکن سنت ہے کہ سب اعضا کو بترتیب دہووے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا
اور جایز ہے دہونا وضو کے اعضا کو ایک ایک بار بھی اور دو دو بار بھی اور تین تین بار بھی
لیکن ایک ایک بار دہونا کفایت کرتا ہے اور دو دو بار دہونا افضل ہے اور تین تین بار
دہونا اوس سے بھی افضل ہے ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے
کہ وضو کے اعضا کو ایک ایک بار دہونا کافی ہے اور دو دو بار دہونا افضل ہے اور تین تین بار
دہونا اوس سے بھی افضل ہے ف اور وضو کے اعضا کو تین تین بار سے زیادہ دہونا بھی
جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے اور یہی صحیح تر قول ہے شافعیہ کا۔ اور اسیطرح جائز ہے ایک
وضو مین دہونا بعض اعضا کا ایک ایک بار اور بعض کا دو دو بار اور بعض کا تین تین بار اور جائز
ہے تخفیف کرنی اعضا وضو مین یعنی وضو کے اعضا کو زیادہ نہ ملنا درست ہے۔ اور جائز
ہے وضو مین مدد لینی دوسرے آدمی سے اسطرح پر کہ دوسرا آدمی اس کے اعضا پر پانی
ڈالے اور یہ وضو کرے۔ اور اسیطرح جائز ہے منگوانا پانی کا دوسرے سے واسطے
وضو کے ف لیکن نہین مستحب ہے وضو کروانا دوسرے سے اسطرح پر کہ وہی پانی ڈالے
اور وہی اوس کے اعضا کو دہووے اور جائز ہے باوضو رہنا ہمیشہ۔ اور جائز ہے پڑھنا کئی نمازون
کا ایک وضو سے جب تک کہ وضو نہ ٹوٹے لیکن مستحب ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ
ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے واجب نہین اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے
ہین کہ مستحب ہے تازہ وضو کرنا اور وہ یہ ہے کہ وضو پر وضو کرے بغیر ٹوٹنے پہلے وضو کے
اور تازہ وضو کے مستحب ہونے مین کئی وجہ ہین۔ صحیح تر یہ ہے کہ وہ مستحب اوس کے حق مین ہے کہ
نماز پڑھے ساتھ اوسکے برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل اور دوسری یہ کہ نہین مستحب ہے مگر واسطے
اوس شخص کے کہ اوس کے ساتھ فرض نماز پڑھے تیسری یہ کہ مستحب ہے واسطے اوس شخص

کے کہ کرے ساتھ اوسکے وہ چیز کہ بغیر وضو کے درست نہین مانند چھونے قرآن کی اور سجدے
تلاوت کی ۔ اور چوتھی یہ کہ وضو پر وضو کرنا ہر حال مین مستحب ہے اگرچہ اوس کے ساتھ کوئی
چیز نہ کرے بشرط کہ دونون وضو کے درمیان اتنا فاصلہ واقع ہو کہ اوسکے ساتھ تفریق ہو
اور غسل پر غسل کرنا صحیح مذہب مین مستحب نہین اور تیمم پر تیمم کرنا بھی مستحب ہے یا نہین اس مین دو قول ہین
صحیح تر یہ ہے کہ مستحب نہین اور صورت اوس کی زخمی اور بیمار وغیرہ مین ہے کہ اون کو پانی
ہوتے تیمم کرنا درست ہے ۔ اور جائز ہے پونچھنا اعضا کا بعد وضو کے کپڑے وغیرہ
سے ف اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ
سے اور جو اونکے بعد ہین کہ وضو کے بعد بدن کو رومال وغیرہ پونچھنا درست ہے اور میمونہ
کی حدیث مین آیا ہے کہ غسل کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس رومال لایا گیا سو آپ نے
اوسکو پھیر دیا اور بدن کو نہ پونچھا تو شاید اس موقع پر آپ کا بدن نہ پونچھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ
کپڑا بہت میلا ہوا تھا اور یا اسواسطے کہ غسل اور وضو کے بعد بدن کو کپڑے سے
پونچھنا لوگ واجب نہ سمجھ لین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم لکھا ہے کہ غسل اور وضو
کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچھنا مستحب ہے یا نہین اس مین ہمارے اصحاب کے پانچ قول
ہین ایک یہ کہ مستحب ہے کہ نہ پونچھے اور نہین کہا جاتا کہ پونچھنا مکروہ ہے دوسرا یہ کہ بدن کو
پونچھنا مکروہ ہے تیسرا یہ کہ پونچھنا اور نہ پونچھنا برابر ہے اور یہی قول ہے جسکو ہم اختیار کرتے
ہین اسواسطے کہ منع اور استحباب کی کوئی دلیل نہین چوتھا یہ کہ وہ مستحب ہے کہ اوس سے بدن کا
میل دور ہوتا ہے پانچوان یہ کہ گرمی مین مکروہ ہے اور جاڑے مین مکروہ نہین اور اصحاب کو
بھی اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ بدن پونچھنے مین کچھ ڈر نہین یہ قول انس بن مالک
اور ثوری کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے یہ قول ابن عمر اور ابن ابی لیلے کا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ وضو مین مکروہ ہے اور غسل مین مکروہ نہین یہ قول ابن عباس کا ہے اور بدن کا پونچھنا
کئی اصحاب سے مروی ہے لیکن امام ترمذی نے کہا کہ اس باب مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
کوئی چیز ثابت نہین انتہی ملخصاً اور اگر غسل اور وضو کے بعد ہاتھ سے پانی جھاڑے تو یہ بھی
درست ہے ۔ اور مکروہ ہے وضو مین زیادہ خرچ کرنا پانی کا قدر ضرورت سے ۔ اور مکروہ ہے

مارنا پانی کا منہ پر مانند طمانچہ کی باب ہے وضو کی دعاؤن کے بیان مین جب
کوئی وضو کا ارادہ کرے تو پہلے بسم اللہ پڑھے اور جب ہاتھ دہووے تو یہ دعا پڑھے
بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی شروع اللہ کے نام سے اور
سب تعریف واسطے اللہ کے ہے نہین طاقت پہرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر ساتھ
توفیق اللہ کے + اور جب استنجا کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
یعنی الٰہی بچا ستر میرے کو اور آسان کر کام میرا + اور جب کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے تو یہ
دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّيْ حُجَّتِيْ وَلَا تُحَرِّمْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ یعنی الٰہی سکہا مجکو دلیل میری
اور نہ حرام کر مجہپر بو بہشت کی + اور جب منہ دہووے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ
وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ یعنی الٰہی روشن کر منہ میرا اوس دن کہ روشن ہونگے منہ
اور جب بازؤن کو دہووے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ یعنی الٰہی
دے مجکو کتاب میری میرے داہنے ہاتہہ مین + اور جب سر کا مسح کرے تو یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ رَحْمَتَكَ وَجَنِّبْنِيْ عَذَابَكَ یعنی الٰہی ڈہانک ہمکو ساتھ رحمت اپنی کے اور
بچا ہمکو عذاب اپنے سے + اور جب پاؤن کو دہووے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ
يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ یعنی الٰہی ثابت رکھ میرے قدم کو اوس دن کہ پہسلین گے اوس مین
قدم + ان دعاؤن کا اسقدر ثواب ہے کہ اگر کوئی بندہ انکو وضو کے ساتھ پڑھے تو جو قطرہ کہ
اوسکے اعضا سے گرے اللہ تعالی ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ ستر زبان سے
خدا کی تسبیح کہتا ہے اور اوس تسبیح کا ثواب قیامت تک اوس آدمی کو ملتا ہے + اور جب
وضو سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ + اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ
اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ + یعنی گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لایق عبادت
کی نہین وہ اکیلا ہے نہین کوئی شریک اوسکا الٰہی کر مجکو توبہ کرنیوالون مین سے اور
کر مجکو پاک ہونیوالون مین سے + اس لئے کہ جو شخص اچہی طرح وضو کرے یعنی اوس کے فرض
سنت مستحب سب بجا لاوے اور پہر یہ دعا پڑھے تو اوس کے لئے بہشت کے آٹہون دروازے

۱ بعد تسمیہ بسم اللہ کے مشکوٰۃ کے فصل ۲ کے ملا مین ہے ۱۲

۲ بعد وضو کے مشکوٰۃ کے کتاب الطہارت کے باب فصل ۲ مین ہے ۱۲

دروازے کھولے جاتے ہین جس دروازے سے چاہے اوس مین داخل ہے ۔ باب ہے

## موزون پر مسح کرنے کے بیان مین

۔ وضو کے وقت موزون پر مسح کرنا جائز ہے خواہ گھر مین ہو یا سفر مین ہو ف ابن مبارک نے کہا کہ موزون پر مسح کرنا بالاتفاق جائز ہے اور امام ابن عبد البر نے کہا کہ فقہائے سلف سے اسبات مین کسی کو اختلاف نہین مگر امام مالک سے مگر صحیح روایت اوس سے بھی یہی ہے کہ موزون پر مسح کرنا درست ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علماء معتبرین کا اجماع ہے اس پر کہ موزون پر مسح کرنا جائز ہے سفر مین بھی اور حضر مین بھی برابر ہے کہ کوئی حاجت ہو یا نہو یہان تک کہ جو عورت ہمیشہ گھر مین رہتی ہو اوسکو بھی مسح کرنا جائز ہے اور شیعہ اور خوارج کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنا درست نہین اور نہین اعتبار ہے اون کے خلاف کا اور امام مالک سے اس مین کئی روایتین آئی ہین مشہور یہی ہے کہ اون پر مسح کرنا جائز ہے مانند قول جمہور کی اور پھر کہا کہ اس مین علما کو اختلاف ہے کہ پاؤن کا دھونا افضل ہے یا موزون پر مسح کرنا افضل ہے سو ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ پاؤن کا دھونا افضل ہے موزون پر مسح کرنے سے اور یہی مذہب ہے بہت اصحاب کا اور یہی قول ہے حضرت عمر کا اور ابن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور بعضے تابعین کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنا افضل ہے یہ قول شعبی اور حکم اور حماد کا ہے اور امام احمد کے اسمین دو قول ہین مشہور یہ ہے کہ مسح کرنا افضل ہے دوسرا یہ کہ دونو برابر ہین اسکو اختیار کیا ہے ابن منذر نے انتہی اور شرط جائز ہونے مسح موزون کی یہ ہے کہ اونکو طہارت کاملہ پر پہنا ہو یعنی پہلے وضو کو کامل اور پورا کرے اور جب وضو سے فارغ ہو تو پھر اونکو پہنے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ نہین جائز ہے مسح کرنا موزون پر مگر جبکہ پہنا ہو اونکو طہارت کاملہ پر یعنی جب تمام وضو سے فارغ ہو تو اوس وقت اونکو پہنے اور پھر کہا کہ علما کو اس مین اختلاف ہے پس ہمارا مذہب یہ ہے کہ شرط ہے کہ اونکو طہارت کاملہ پر پہنا ہو یہانتک کہ اگر اول داہنا پاؤن دھووے اور اوس مین موزہ پہنے پہلے دھونے بائین پاؤن کے اور پھر بائین پاؤن دھووے اور اوسمین موزہ پہنے تو داہنے پاؤن مین موزہ پہننا درست نہین پس واجب ہے کہ اوسکو اوتار کر پھر پہنے اور بائین موزے کے

اوتارنے کی کچھ حاجت نہین کہ وہ پورے وضوء کے بعد پہنا گیا ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک
اور احمد اور اسحاق کا (اور یہی قول ہے جمہور کا) اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جائز
ہے کہ پہنے موزے کو بغیر وضوء کے اور کامل کرے وضوء کو بعد اوس کے یعنی اگر اول داہنا پاؤن
دہووے اور اوسمین موزہ پہنے پہلے دہوئے بائین پاؤن کے اور پہر بایان دہووے اور اوسمین موزہ
پہنے تو درست ہے اور مسح کرنا اوسپر جائز ہے انتہی اور فتح الباری مین ہے کہ داؤد کہتے ہین کہ اگر
موزے کے پہننے کے وقت اوس کے پاؤن پر پلیدی نہو تو اوسکو مسح کرنا درست ہے اور اگر تیمم
کرکے اونکو پہنے تو اوسکو موزون پر مسح کرنا اونکے نزدیک درست نہین اور مخالف ہے اونکے
اصبح اور اگر وضوء کی نیت سے دونون پاؤن سب اعضائے سے پہلے دہووے اور پہر موزے
پہنے پہر باقی وضوء پورا کرے تو امام شافعی وغیرہ کے نزدیک اونپر مسح کرنا درست نہین کہ اونکے
نزدیک وضوء مین ترتیب واجب ہے اور حنفی کے نزدیک ترتیب واجب نہین اونکے نزدیک بہی اونپر مسح
کرنا درست نہین اسواسطے کہ طہارت متجزی اور ٹکڑے ٹکڑے نہین ہوتی انتہی کما فی الفتح۔
احمد مدت جائز ہونے مسح کی واسطے مقیم کے (جو مسافر نہو) ایک دن رات ہے اور واسطے مسافر
کے تین دن رات ہین ف امام نووی نے شرح صحیح مین لکہا ہے کہ اس مین دلیل واضح ہے واسطے
مذہب جمہور کے کہ مسح کی مدت معین ہے کہ مقیم ایک دن رات مسح کرے اور مسافر تین دن رات تک
مسح کرے یعنی مقیم کو ایک دن رات سے زیادہ اور مسافر کو تین دن رات سے زیادہ مسح کرنا درست
نہین اور یہی ہے مذہب ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور جمہور علما کا اصحاب سے اور جو
اُن کے بعد ہے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی کوئی مدت معین نہین جب تک چاہے مسح
کئے جاوے تین دن ہو یا کم و بیش اور پہر کہا کہ امام شافعی اور بہت علمائے کے نزدیک ابتدا مدت
مسح موزے کی وضوء کے ٹوٹنے کے وقت سے ہے بعد پہننے موزون کے نہ وقت پہننے سے
اور نہ وقت مسح سے یعنی مثلاً ایک شخص نے فجر کو وضوء کرکے موزے پہنے اور اوسکا وضوء ٹوٹا ظہر
کو تو ظہر سے ایک دن رات شمار کرے یعنی اوسکو اگلے دن کی ظہر تک موزون پر مسح کرنا جائز ہے اور پہننے
کے وقت سے ایک دن رات شمار نہ کرے اور طریق مسح موزے کا یہ ہے کہ ہاتہ کی سب
انگلیان پانی سے تر کرکے پاؤن کی اونگلیون کے سرون سے پنڈلی کی جڑ تک

پاؤن کی اونگلیون کے سرون سے پنڈلی کی جڑ تک ایک بار کھینچے اور کھینچنے کے وقت انتہا
کی اونگلیون کو کشادہ رکھے ۔ اور ٹوٹ جاتا ہے مسح اوس چیز سے کہ ٹوٹتا ہے اوس سے
وضوء ۔ اور ٹوٹ جاتا ہے مسح اوتارنے موزون کے سے پیچھے ٹوٹنے وضو کے اور
اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے مسح جنابت سے یعنی جماع کرنے سے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اگر کوئی مسح موزے کی مدت گذرنے سے پہلے جنبی ہو تو اوسکو موزون
پر مسح کرنا درست نہین اور اگر نہاوے اور پاؤن کو موزون مین دہووے تو اوس کی
جنابت دور ہو جاتی ہے اور اوس کی نماز درست ہوتی ہے اور اگر اوسکے بعد اوسکا وضو
ٹوٹ جاوے تو اوسکو موزون پر مسح کرنا درست بلکہ واجب ہے کہ اوسکو اوتار ڈالے
اور وضو کرکے پہر اوسکو پہنے اور اگر اوسکا پاؤن موزے مین ناپاک ہو جاوے اور اوسکو
موزے کے اندر دہووے تو اوسکو اوسکے بعد موزون پر مسح کرنا درست ہے یعنی اسلئے کہ
جنابت سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور نجاست سے نہین ٹوٹتا انتہی اور اسیطرح سے ٹوٹ جاتا ہے
مسح گذرنے مدت مسح کی سے یعنی مقیم کو ایک دن رات اور مسافر کو تین دن رات سے
زیادہ مسح کرنا جائز نہین + اور نہین ٹوٹتا مسح موزیکا پائخانے سے اور نہ پیشاب سے
اور نہ سونے سے + اور جائز ہے مسح کرنا موزے کے نیچے کی طرف بہی ف امام
شافعی نے کہا کہ موزے کی نیچے کیطرف مسح کرنا سنت ہے اور اوسکی اوپر کیطرف مسح کرنا واجب
ہے اور اختلاف ائمہ مین ہے کہ سنت ہے کہ موزیکے اوپر کیطرف بہی مسح کرے اور نیچے کیطرف
بہی مسح کرے یہ قول امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا ہے اور امام احمد نے کہا کہ سنت
ہے کہ فقط موزے کے اوپر کیطرف مسح کرے اور اگر فقط اوپر کیطرف مسح کرے تو بالاتفاق
درست ہے اور اگر فقط نیچے کیطرف ہی مسح کرے اور اوپر کیطرف مسح نہ کرے تو یہ بالاتفاق درست
نہین اور مشہور قول امام ابو حنیفہ کا ہے مانند قول امام احمد کی انتہی ایسا ہی لکھا ہے حاشیہ
مشکوۃ مین اور امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے کئی اصحاب اور تابعین کا کہ موزون کے اوپر اور نیچے
دونون طرف مسح کرنا درست ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور اسحاق کا ف
فتح الباری مین لکھا ہے کہ موزون پر مسح کرنا خاص ہے ساتھ وضو کے غسل کو اسمین کچھ دخل نہین یعنی غسل مین

موزون پر مسح کرنا درست نہین جیسے کہ اوپر گذرا **فائدہ ثانیہ** اگر کوئی مدت مسح کی گذرنے سے
پہلے او مسح کے بعد موزے اوتارے تو امام احمد اور اسحاق وغیرہ کے نزدیک وضو پھر
کرے اور کوفے والے کہتے ہین کہ دونون پاؤن کو دھووے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن مالک
اور لیث کا مگر یہ کہ مدت دراز ہو اور حسن اور ابن ابی لیلی اور ایک جماعت کہتے ہین کہ پاؤن کا دھونا
اوسپر واجب نہین **ف** ابی بن عمارہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موزون پر تین دن سے
زیادہ کا مسح کرنا بھی درست ہے سو امام نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق
اہل حدیث کے یعنی پس صحیح حدیثون کے مقابلہ مین اس سے استدلال کرنا درست نہین +
اور اسیطرح جائز ہے مسح کرنا جرابون پر **ف** امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بہت
اہل علم کا کہ جرابون پر مسح کرنا درست ہے جبکہ گاڑھی ہون اور ساتھ اسی کے قائل ہین سفیان
ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق انتہی **باب ہے وضو کے توڑنے
والی چیزون کے بیان مین** + جسکا وضو ٹوٹ جاوے اوس کی نماز قبول
نہین ہوتی یہانتک کہ وضو کرے + اور ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس چیز سے کہ نکلے آگے کی
راہ سے یعنی پیشاب سے اور منی سے اور مذی سے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ
اور احمد اور جمہور کا کہ وضو واجب ہے + اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو حیض سے اور نفاس سے
اور استحاضہ سے اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس چیز سے کہ نکلے پیچھے کی راہ سے یعنی
یعنی پاخانے سے اور ہوا سے اور کرم سے کہ نکلے دبر سے اور مانند جون کی کہ نکلے ذکر سے
کے **ف** امام نخعی اور حماد بن سلمہ کہتے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے
امام مالک کا لیکن امام مالک کہتے ہین کہ اگر اوس کے ساتھ کوئی نجاست ہو کہ اوس سے بدن آلودہ ہو
تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے ابن مبارک اور شافعی اور اسحاق کا - اور اسیطرح ٹوٹ
جاتا ہے وضو ہاتھ لگانے شرمگاہ کے سے یعنی خواہ اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دے یا اپنی دبر کو
ہاتھ لگا دے دونو سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے بہت اصحاب اور تابعین کا
اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور احمد اور اسحاق اور یہی حکم ہے غیر کے ذکر کا کہ اگر
کوئی غیر کے ذکر کو ہاتھ لگا دے تو اوس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے - اور اسیطرح اگر عورت

اپنے قبل یا دبر کو یا غیر کے قبل اور دبر کو ہاتھ لگا دے تو اوسکا بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر
درمیان کوئی پردہ ہو تو شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹتا ف اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے حنیفہ کا لیکن یہ حدیث
منسوخ ہے اور یا محمول ہے اسپر کہ درمیان کوئی پردہ ہو۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو
ہاتھ لگانے عورت کے سے اور بوسہ لینے اوس کے سے ف اور یہی قول ہے امام
مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق (اور جمہور) کا کہ اگر کوئی عورت کا بوسہ لے
تو اوسکا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
اور تابعین سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ عورت کے بوسہ لینے سے وضو نہین ٹوٹتا لیکن امام
ترمذی نے کہا کہ وضو کے نہ ٹوٹنے مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی۔ اور اسیطرح ٹوٹ
جاتا ہے وضو قے کرنے سے یعنی جس سے منہ بھر جاوے ف اور یہی ہے قول بہت اہل کا اصحاب
اور تابعین سے کہ قے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو اونٹ کی گوشت
کھانے سے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام احمد اور اسحاق کے
نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے یحیی بن یحیی اور
ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے امام بیہقی نے اور یہی حکایت کیا گیا ہے
اہل حدیث سے مطلقا اور یہی ہے محکی ایک جماعت صحابہ سے اور پھر کہا کہ اکثر علما کا مذہب
یہ ہے کہ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے حضرت ابوبکر اور عمر اور
عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور
ابو امامہ اور جمہور تابعین کا اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور سارے
اصحاب کا اور پھر کہا کہ قوی تر مذہب یہی ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اگرچہ جمہور کا مذہب اوسکے مخالف ہے۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو لیٹ کر سو جانے
سے لیکن بیٹھے بیٹھے سونے اور کھڑے سونے سے وضو نہین ٹوٹتا یعنی اگر پھر جھک
جاوے اور خراٹے آنے لگے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ اس مسئلے مین علما کو اختلاف ہے کئی مذہبون پر ایک یہ کہ سونے سے کسی حال مین وضو

نہین ٹوٹتا یہ ہے حکایت کیا گیا ابی موسی اشعری اور سعید بن مسیب اور ابی مجلز اور حمید اور شعبہ
سے دوم یہ کہ سونا وضو کو ہر حال مین توڑ دیتا ہے یعنی خواہ کھڑے سووے یا بیٹھے یا لیٹ کر
اور یہی ہے مذہب حسن بصری اور مزنی اور ابی عبید اور اسحاق بن راہویہ کا اور یہی قول ہے
ابن منذر کا اور یہی قول غریب ہے امام شافعی کا اور کہا کہ یہی روایت ہے ابن عباس اور انس
اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سوم یہ کہ بہت سونے سے ہر حال مین وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور تہوڑے سے سونے سے کسی حال مین وضو نہین ٹوٹتا یعنی نہ کھڑے یا نہ بیٹھے نہ لیٹ
کر یہ مذہب زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک کا ہے اور امام احمد کا بہی ایک قول یہی ہے
چہارم یہ کہ اگر نمازیون کی شکل پر سووے مانند رکوع کرنے والے کی اور سجدہ کرنیوالے کی
اور کھڑے ہونیوالے کی اور بیٹھنے والے کی تو اوس سے وضو نہین ٹوٹتا برابر ہے کہ نماز
مین ہو یا نہو اور اگر پہلو پر لیٹ کر سووے یا چت لیٹ کر سووے تو اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور داؤد کا اور یہی ایک قول ہے غریب امام شافعی کا پنجم
یہ کہ سونا وضو کو نہین توڑتا مگر سونا رکوع کرنیوالے کا اور سجدہ کرنیوالا یہ روایت امام احمد سے ہے
ششم یہ کہ فقط سجدہ کرنیوالے کا سونا وضو کو توڑتا ہے یعنی اسکے سوا اور کوئی سونا
وضو کو نہین توڑتا ہفتم یہ کہ نماز کے اندر سونے سے کسی حال مین وضو نہین ٹوٹتا اور نماز
کے باہر سونے سے ہر حال مین وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ قول ضعیف امام شافعی کا ہے ہشتم یہ
کہ اگر سونے مین اوس کی مقعد اپنی جگہ پر قائم رہے تو اوسکا وضو نہین ٹوٹتا اور اگر اوس
کی مقعد اپنی جگہ پر قائم نرہے بلکہ ہلجاوے تو اوسکا وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ سونا تہوڑا ہو یا بہت
ہو اور برابر ہے کہ نماز کے اندر ہو یا نماز سے باہر ہو یہ مذہب امام شافعی کا ہے اور اُن کے نزدیک
فی نفسہ حدث نہین بلکہ اسواسطے کہ وہ دلیل ہے ہوا کے نکلنے پر اور اس باب مین بہت حدیثین
وارد ہو چکی ہین کہ ان اقوال کیواسطے اون سے استدلال کیا جاتا ہے اور مین نے اُن
کی تطبیق اور وجہ دلالت کی شرح مہذب مین بیان کی ہے اور پہر کہا کہ سب علما کا اتفاق ہے
کہ اگر دور ہووے عقل دیوانہ ہونیسے یا بیہوش ہونیسے یا مست ہونیسے ساتھ شراب یا نبیذ
یا بہنگ کے یا دوا سے تو اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے برابر ہے کہ تہوڑا ہو یا بہت ہو اور برابر ہے

کر اوس کی مقعد اپنی جگہ مین قائم رہے یا نہ رہے اور کہا کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو لیٹ کر سونے سے نہین ٹوٹتا تھا یہ آپ کا خاصہ ہے انتہی اور صحیح تر سب قولون مین قول چہارم ہے کہ بیٹھے اور کہڑے سونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین ثوری اور ابن مبارک اور احمد انتہے + اور یہی حکم ہے اونگھہ کا یہی کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا یعنی اگر پہلو پر لیٹا ہوا ہو + اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو مُردے کے نہلانے اور اوس کے اوٹھانے سے ف امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بعض اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ سے کہ میت کے نہلانے سے غسل واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وضو واجب ہے یہ قول امام احمد کا ہے اور امام مالک اور شافعی کہتے ہین کہ غسل واجب نہین مستحب ہے انتہے اور ٹوٹ جاتا ہے وضو غیبت کرنے سے۔ لیکن نہین ٹوٹتا ہے وضو خون کے نکلنے سے یعنی اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اوس سے وضو نہین ٹوٹتا اگرچہ جاری ہو خون سر سے پاؤن تک ف اور یہی قول ہے حسن بصری اور طاؤس اور محمد بن علی اور عطا اور اہل حجاز کا کہ خون کے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی ہے قول فقہا سبعہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور مالک اور ابراہیم نخعی کا + اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر آدمی کے بدن سے خون جاری ہو تو اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے انتہی اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو نکسیر پھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کی ہے۔ اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو غشی سے اور بیہوشی سے یعنی جبکہ حواس قائم ہون اور جبکہ اوس مین حواس قائم نہ رہین تو اوس سے بالاجماع وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو کہانے گوشت بکری کے ف اور یہی حکم ہے سب حلال جانورون کے گوشت کا سوا گوشت اونٹ کے کہ اون کے کہانے سے بھی وضو نہین ٹوٹتا اور یہی حکم ہے ہر چیز کا کہ پکائی جاوے ساتھ آگ کے کہ اوسکے کہانے سے بھی وضو نہین ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے اور جو اون کے پیچھے ہین کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک

اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم[1] مین لکھا ہے کہ پہلے زمانے مین اس مسئلے مین اختلاف تہا اور اب سب کا اجماع ہے اسپر کہ آگ کی پکی چیز کے کہانے سے وضو نہین ٹوٹتا + اور اسیطرح نہین[2] ٹوٹتا وضو ستو کے کہانے سے لیکن مستحب ہے کلی کرنا بعد کہانے اوس کے کے + اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو دودہ کے پینے[3] سے لیکن مستحب ہے کلی کرنا بعد کہانے اوس کے کے ف اور یہی ہے مذہب بعض اہل علم کا کہ دودہ کے پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم[4] مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ دودہ پینے سے کلی کرنا مستحب ہے اور علما کہتے ہین کہ اگر دودہ کے سوا کوئی اور چیز کہائی جاوے تو اوس کے بعد کلی کرنا بہی مستحب ہے تاکہ کوئی ریزہ اوس کا منہ مین باقی نرہے کہ اوسکو نماز کے اندر نگلے اور چاہیے کہ اوس کی چکنائی کو دفع کرے اور منہ کو اوس سے پاک کرے اور پہر کہا کہ علما کو اختلاف ہے اس مین کہ کہانا کہانے سے پہلے اور پیچہے ہاتھ دہونے مستحب ہین یا نہین ظاہر تر یہ قول ہے کہ مستحب ہین مگر جبکہ یقین ہو ستہرا ہونے ہاتھ کا پلیدی اور میل سے اور اسیطرح کہانے کے بعد بہی ہاتھ دہونے مستحب ہین مگر جبکہ کہانے کا اثر ہاتھ پر باقی نرہے باینطور کہ خشک ہو یا اوسکو ہاتھ نہ لگایا ہو یہ قول امام مالک کا ہے + اور اسی طرح نہین ٹوٹتا ہے وضو ہنسنے سے ف اجماع[5] ہو چکا ہے اس پر کہ اگر کوئی نماز کے باہر ہنسے تو اوس سے وضو فاسد نہین ہوتا اور اگر نماز کے اندر ہنسے تو حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ قول اُن کا مخالف ہے قیاس جلی کے یعنی اس لئے کہ جب نماز کے باہر ہنسنے سے وضو نہین ٹوٹتا تو نماز کے اندر ہنسنے سے بطریق اولی فاسد نہین ہوگا کہ اوس سے نماز کا باطل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حکم ہے کہ اپنے عملون کو باطل نہ کرو اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو وہ حدیث ضعیف ہے علاوہ ازین وہ حدیث بہی اونکے نزدیک عام نہین بلکہ خاص ہے ساتھ قہقہہ کے انتہی اور اسی طرح نہین ٹوٹتا وضو[6] سنگی لگوانے سے بلکہ صرف لگوانے کی جگہ کو دہونا آتا ہے + اور اسیطرح نہین ٹوٹتا وضو[7] لبون کے بال لینے سے اور ناخونون کے کٹوانے سے

[1] صحیح مسلم بشرح نووی ص ۱۵۸ ج ۱ ۱۲
[2] صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۲۲۱ ج ۱ ۱۲
[3] صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۲۲۱ ج ۱ ۱۲
[4] صحیح مسلم بشرح نووی ص ۱۵۸ ج ۱ ۱۲
[5] صحیح مسلم بشرح نووی ص ۱۵۸ ج ۱ ۱۲
[6] صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۲۲۱ ج ۱ ۱۲
[7] صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۲۲۱ ج ۱ ۱۲

ت فتح الباری مین لکہا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ لبون اور ناخونون کے لینے سے وضو
نہین ٹوٹتا ۔ اور اسیطرح نہین ٹوٹتا وضو شک سے یعنی اگر کسی کو شک پڑے کہ اوس کی دبر سے
ہوا نکلی یا نہین تو اوس سے وضو فاسد نہین ہوتا یعنی خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر ہو یہان تک
کہ یقین حاصل ہو ف اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ شک سے وضو نہین ٹوٹتا برابر ہے
کہ نماز کے اندر ہو یا باہر ہو اور امام مالک کے نزدیک شک سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ
نماز کے اندر یا باہر ہو اور امام نووی نے کہا کہ یہ اوسی وقت ہے کہ وضو کے باقی رہنے کا
یقین ہو اور وضو کے ٹوٹنے کا شک ہو اور اگر وضو کے ٹوٹنے کا یقین ہو اور وضو کے
باقی رہنے کا شک ہو تو اوسکو بالاجماع وضو کرنا واجب ہے اور اگر کسیکو شک پڑے کہ
سورج نکلنے کے بعد مثلاً وضو کیا تھا اور وضو ٹوٹ بہی گیا تہا اور اسکو یہ معلوم نہین
رہا کہ پہلے وضو کیا تہا یا پہلے ٹوٹا اگر سورج نکلنے سے پہلے بہی اوسکو معلوم نہین تہا
تو واجب ہے اوسکو وضو کرنا اور اگر پہلے اوسکو معلوم تہا اور اب معلوم نہین سو اوسمین
ہمارے اصحاب کے کئی قول ہین مشہور یہ ہے کہ ضد کو اختیار کرے یعنی اگر سورج نکلنے
سے پہلے بیوضو تہا سو اب باوضو ہے اور اگر پہلے باوضو تہا تو اب بیوضو ہے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ اوسکو ہر حال مین وضو کرنا لازم ہے اور یہی صحیح تر ہے نزدیک اہل تحقیق
کے اور اسی طرح جس آدمی کو شک پڑے کہ آیا اوس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہین
یا اپنے غلام کو آزاد کیا ہے یا نہین یا یہ پانی پلید ہے یا نہین یا یہ پانی پاک ہے یا نہین
یا یہ کپڑا اور کہانا وغیرہ پلید ہے یا نہین یا اوس نے آیا تین رکعتین پڑہین یا چار
رکعتین پڑھین یا اوس نے رکوع اور سجدہ کیا ہے یا نہین یا اوس نے نماز کی نیت
کی یا روزے کی یا وضو کی یا اعتکاف کی اور وہ ان عبادتون کے درمیان ہے اور جو
مانند انکے ہین تو ان سب صورتون مین شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اصل نہونا ان شکوک
کا ہے یعنی پس نہ عورت کو طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ پانی
پلید ہوتا ہے اور نہ کپڑا اور کہانا وغیرہ پلید ہوتا ہے + اور اسیطرح سب عبادتون
مین اوس کی نیت بہی صحیح ہے اور شک کا کچہہ اعتبار نہین انتہی ۔

ف یہ حدیث بخاری کی حدیث ۱۵۰ مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث بخاری کی حدیث ۱۳۷ مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث بخاری کی حدیث ۱۳۷ مین ہے ۱۲

باب ہے اس بیان مین کہ بیوضو کیا چیز کرنی جائز ہے اور کیا جائز نہین

جائز ہے پڑھنا قرآن کا بغیر وضو کے لیکن نہین جائز ہے ہاتھ لگانا قرآن کو بغیر وضو کے ف اور اسی طرح جائز ہے پڑھنا ذکر اور دعا اور درود اور تسبیح اور تہلیل وغیرہ کا بغیر وضو کے اور اسی طرح جائز ہے لکھنا خط کا بغیر وضو کے یعنی جو کہ بسم اللہ کے ساتھ شروع کیا جاوے اور جو خط کہ بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے اوس کو بیوضو لکھنا درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تسبیح اور تہلیل اور تکبیر اور تحمید وغیرہ ذکرون کا بیوضو پڑھنا بالاجماع جائز ہے ۔ اور اسی طرح جائز ہے طعام کھانا اور پانی پینا بغیر وضو کے بلکہ بے ہاتھ دہوئے کھانا کھانا درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ جائز ہے کھانا کھانا اور پانی پینا اور ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا اور جماع کرنا بغیر وضو کے انہین سے کسی چیز مین کراہت نہین لیکن نہین جائز ہے پڑھنا نماز کا بغیر وضو کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ بیوضو نماز پڑھنی حرام ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل ہو اور خواہ سجدہ تلاوت اور شکر کا ہو یا جنازہ ہو اور اگر کوئی بیوضو جان بوجھ کر نماز پڑھے بغیر عذر کے تو گنہگار ہوتا ہے لیکن کافر نہین ہوتا اور امام ابو حنیفہ سے حکایت کی گئی ہے کہ بیوضو نماز پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے انتہے اور اسی طرح نہین جائز ہے طواف کرنا خانے کعبے کا بغیر وضو کے ف یہی مذہب ہے امامون کا لیکن حنفیہ کے نزدیک اوس کے لئے طہارت شرط نہین اور مکروہ ہے کہنا اذان کا بغیر وضو کے ف امام ترمذی نے کہا کہ یہی ہے قول بعض اہل علم کا کہ بیوضو اذان کہنا مکروہ ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اسحاق کا اور بعض اہل علم کہتے ہین کہ بیوضو اذان کہنا درست ہے اور یہی ہے قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور احمد کا انتہے اور اسیطرح مکروہ ہے کہنا سلام کا بغیر وضو کے اور اسیطرح مکروہ ہے سلام کا جواب دینا بھی

## باب ہے غسل واجب کے بیان مین

فرض ہوتا ہے نہانا جنابت کے سبب سے یعنی مرد عورت سے جماع کرے یعنی داخل کرے ذکر اپنا اوس کے شرمگاہ مین یہانتک کہ حشفہ غائب ہو یعنی ختنے کی جگہ تک اوس کے شرمگاہ مین داخل ہو تو فرض ہو جاتا ہے نہانا مرد پر بھی اور عورت پر بھی خواہ منی نکلے یا نہ نکلے

ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس مسئلے مین بعض اصحاب کو اختلاف تہا (یعنی محض دخول بے انزال سے غسل واجب نہین جانتے تہے) لیکن اب اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ مجرد دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے اور اگر غائب ہو حشفہ عورت کی دبر مین یا مرد کی دبر مین یا کسی چارپاے کے فرج یا دبر مین تو واجب ہو جاتا ہے غسل برابر ہے کہ وہ چیز زندہ ہو یا مردہ ہو اور برابر ہے کہ چہوٹا ہو یا بڑا ہو اور برابر ہے کہ قصد سے ہو یا بہول سے اور برابر ہے کہ اختیار سے ہو یا اکراہ سے ہو اور یا عورت مرد کے ذکر کو پکڑ کر اپنے فرج مین داخل کرے اور وہ سوتا ہو اور برابر ہے کہ ذکر شہوت سے کہڑا ہو یا نہو اور برابر ہے کہ ختنہ کیا ہوا ہو یا نہو ان سب صورتون مین نہانا واجب ہو جاتا ہے فاعل پر بہی اور مفعول پر بہی مگر جبکہ ہو فاعل یا مفعول نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی کہ انپر غسل واجب نہین ہوتا کہ وہ مکلف نہین لیکن اوسکو جنبی کہا جاویگا پس اگر تمیز رکہتا ہو تو واجب ہے اوس کے ولی پر کہ اوسکو نہانے کا حکم کرے اور اگر بے غسل نماز پڑہے تو اوس کی نماز صحیح نہین اور اگر غسل نکیا یہانتک کہ بالغ ہوا تو واجب ہوتا ہے اسپر غسل کرنا اور اگر لڑکپن مین غسل کیا پہر بالغ ہوا تو غسل کا دوہرانا واجب نہین اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اعتبار جماع مین ساتھ غائب ہونے حشفے کے اوس شخص کا ہے کہ اوسکا ذکر صحیح ہو بالاتفاق سو جب تمام حشفہ غائب ہو تو متعلق ہوتے ہین ساتھ اوسکے تمام احکام اور تمام ذکر کا غائب ہونا بالاتفاق شرط نہین اور اگر سارا حشفہ غائب نہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر رہے تو اوس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہین ہوتا یعنی نہ اوسپر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اوسکے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور اسپر جبکہ ذکر کٹا ہوا ہو تو باقی کو دیکہا جاوے اگر مقدار حشفہ کے ہو اور سارا غائب ہو جاوے تو سب حکم اوسپر جاری ہوتے ہین اور اگر باقیماندہ حشفہ کے مقدار سے کم ہو تو اوس کے غائب ہونے سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا اگرچہ سارا غائب ہو جاوے اور اگر باقی ذکر حشفہ کے مقدار سے زیادہ ہو تو اوسمین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین صحیح تر یہ ہے کہ اگر حشفے کے مقدار غائب ہو تو سب احکام اوسکے ساتھ متعلق ہوتے ہین انتہے اور پہر کہا کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ اگر مرد اپنے ذکر کو عورت کے ختنے کی جگہ پر رکہے اور اوس کے اندر داخل نکرے تو نہانا واجب نہین ہوتا نہ مرد پر اور نہ عورت پر اور اگر کوئی مرد اپنے ذکر کو کپڑا لپیٹ کر عورت کے

ف یہ مذہب ہے صحیح مسلم کے صفحہ ۱۸۰ مین ۱۲

فرج مین داخل کرے تو اوسپر بھی غسل واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ واجب نہین اور صحیح
پہلا قول ہے اور اگر کوی عورت کسی چارپائے کا ذکر پکڑ کر اپنے فرج مین داخل کرے تو اوسپر
بھی غسل واجب ہے اور اگر کٹے ہوئے ذکر کو اپنے فرج مین داخل کرے تو اوسپر بھی غسل واجب ہے
انتہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جنابت سے نہانے کا طریق یہ ہے کہ نہانے
والا پہلے اپنے دونون ہتھیلیون کو دھووے تین بار باسن مین ڈالنے سے پہلے پھر داہنے ہاتھ
سے بائین ہاتھ پر پانی ڈالکر بائین ہاتھ سے اپنا ستر دھووے اور اگر کسی اور جگہ بدن پر کچھ پلیدی ہو تو
اوسکو بھی دھووے پھر اپنے ہاتھ اچھی طرح سے مانجھے پھر نماز کے وضو کیطرح کامل طور سے وضو
کرے پھر ایک چلو پانی لیکر اونگلیون سے اپنے سر اور داڑھی کے بالون کی جڑ ہون کا خلال
کرے یہانتک کہ جب گمان کرے کہ بالون کے نیچے کا بدن تر ہو گیا تو پھر اپنے سر پر تین چلو
پانی ڈالے اور اپنی دونون بغلون کے نیچے اور اپنے دونون کانون اور ناف کے اندر اور اپنی دونون
رانون اور پاؤن کی اونگلیون وغیرہ بدن کے سب چھپی جگہون کے درمیان پانی پہونچاوے
پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاوے تین بار برابر بدن کو ملے
یہانتک کہ اوس کا ہاتھ پہونچے اور پھر غسل کی جگہ سے کنارہ ہو کر اپنے پاؤن کو دھووے یعنی واسطے
دور کرنے مٹی کے نہ واسطے پلیدی کے پس پاؤن کا دھونا دوبارہ ہوا اور یہ افضل ہے صرف اخیر
بار دھونے سے اور اگر کسی نہر یا حوض مین نہاوے تو اوس مین تین بار غوطہ مارے اور اپنے
تمام بدن اور بالون مین پانی پہونچاوے اور اپنے بالون کے ظاہر اور باطن کو اور اوگنے کی جگہ کو دھووے
اور مستحب ہے کہ پہلے بدن کے داہنے طرف اور اوپر کیطرف سے شروع کرے اور مستحب ہے کہ نہانے
کیوقت قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور جب غسل سے فارغ ہو تو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نیت کرے
غسل کی اوس کے ابتدا مین اور حاضر رکھے نیت کو ساتھ سارے غسل کے یہانتک کہ فارغ
ہو غسل سے پس یہ کامل غسل ہے اور واجب ہے غسل کی نیت کرنا اوس کے ابتدا مین یعنی جبکہ
بدن کی پہلی جزو کو پانی لگا دے تو اوسوقت غسل کی نیت کرے اور واجب ہے دھونا تمام بدن
کا اور پانی پہونچانا بالون مین اور شرط ہے کہ غسل سے پہلے سارا بدن پلیدی سے پاک ہو

اور اس کے سوا جو کچھ مذکور ہوا وہ سنتین ہین اور اگر کوئی لوٹے یا آفتابے وغیرہ سے نہاوے
لائق ہے اوسکو کہ ایک باریک بات یاد رکھے کہ کبھی آدمی اوس سے غافل ہوجاتا ہے اور وہ یہ
کہ جب استنجے کی جگہ پانی سے پاک کرچکے تو لائق ہے کہ اس کے بعد غسل کی نیت سے پھر اوسکو
دہووے اسواسطے کہ اگر اب اوسکو نہ دہووے تو اکثر اوقات اوس سے غافل ہوجاویگا
پس اوسکا غسل درست نہین ہوگا اور اگر اوسکو پیچھے اوسکا دہونا یاد آیا تو اپنے ستر کو ہاتھ لگانے
کی حاجت پڑیگی پس اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا پس ہاتھ پر دہجی لپیٹنے کا محتاج ہوگا + یہی ہے
مذہب ہمارا اور مذہب بہت امامون کا اور غسل جنابت مین بدن کو ملنا کسی امام کے نزدیک
واجب نہین مگر امام مالک اور مزنی کے اور سوا انکے سب کہتے ہین کہ بدن کو ملنا سنت ہے
واجب نہین اگر چہوڑ دے تو اوس کی طہارت صحیح ہوگی غسل مین بھی اور وضو مین بھی اور
نیز غسل جنابت مین وضو کرنا بھی کسی کے نزدیک واجب نہین سوا داؤد ظاہری کی کہ اوسکے
سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ غسل جنابت مین وضو کرنا سنت ہے پس اگر تمام بدن پر پانی
بہاوے بغیر وضو کے تو غسل صحیح ہوگا اور اوس کے ساتھ نماز درست ہوگی لیکن وضو کرنا
افضل ہے اور خواہ وضو غسل سے پہلے کرے یا پیچھے کرے دونون طرح سے فضیلت
حاصل ہوجاتی ہے اور اگر غسل سے پہلے وضو کرے تو پھر نکرے اسواسطے کہ سب علما کا اتفاق
ہے اسپر کہ دو وضو کرنے مستحب نہین اور غسل کے بڑے بڑے حکم تو اس باب کی حدیثون سے معلوم
ہوتے ہین اور جو احکام کہ باقی ہین اونکے لئے اور دلائل مشہورہ ہین انتہے اور ترمذی مین ہے
کہ امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ اگر جنبی بیوضو پانی مین غوطہ مارے تو درست ہے اور واجب
ہے غسل جنابت مین دہونا تمام ظاہر بدن کا یہانتک کہ ایک بال بھی خشک نہ رہے اور اگر
غسل جنابت مین ایک بال بھر بھی کوئی جگہ خشک رہے تو اوسکا غسل درست نہین ہوتا اور
جنابت دور نہین ہوتی۔ اور اگر غسل سے پہلے وضو کرلیا ہو تو پھر غسل مین وضو کے اعضا
کو دوبارہ دہونا ضرور نہین بلکہ وہی وضو کافی ہے اور جو پانی کہ غسل کے بعد بدن یا کپڑے
پر پڑے وہ ناپاک نہین مستحب ہے غسل جنابت مین دہونا سر کا ساتھ خطمی وغیرہ کے اور اگر غسل
جنابت کے ابتدا مین خطمی وغیرہ سے سر دہووے تو پھر سارے بدن پر پانی بہانے کیوقت سر

پر پانی بہانا ضرور نہین + اور اگر کوئی جنبی غسل کے پہلے اپنے بدن پر خوشبو ملے اور پہر غسل کرے
اور غسل کے بعد اوس خوشبو کا اثر باقی رہے تو کچھ حرج نہین اور غسل کے صحیح ہونے
مین کچھ نقصان نہین آتا اور غسل جنابت مین سارے بدن کا ایک بار دہونا واجب ہے یعنی اور
تین بار سارے بدن کا دہونا مستحب ہے + اور واجب ہے پردہ کرنا وقت غسل کے اور نہین جائز
ہے نہانا روبرو لوگون کے ننگے ہوکر اور اگر خلوت مین ننگے ہوکر نہاوے تو درست ہے
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ حاجت کیوقت خلوت مین ننگے ہونا درست
ہے مانند حالت غسل اور پیشاب اور جماع وغیرہ کے لیکن لوگون کے روبرو ستر کہولنا کسی
وقت مین درست نہین اور علما کہتے ہین کہ اگر خلوت مین نہاوے تو افضل یہی ہے کہ تہبند
وغیرہ باندہ کر نہاوے گو ننگے نہانا بہی حاجت کیوقت جائز ہے انتہی اور یہی حکم ہے حمام اور
تالاب وغیرہ کا جس جگہ کہ بہت لوگ نہاتے ہون کہ مرد کو ایسی جگہ بدون تہبند کے نہانا
درست نہین اور عورت کو ایسی جگہ غسل کیواسطے بالکل درست نہین مگر بیمار کو اور نفاس
والی کو اور اگر غسل کے بعد کوئی جگہ بدن پر خشک نظر آوے تو صرف اوسجگہ کو دہو ڈالنا
کافی ہے سارے غسل کو دوہرانا ضرور نہین + اور اسیطرح واجب ہوتا ہے نہانا احتلام
سے یعنی اگر کوئی سونے سے اوٹھنے کے بعد اپنے بدن یا کپڑے پر تری پاوے تو واجب
ہوجاتا ہے اوسپر نہانا برابر ہے کہ اوسکو احتلام یاد ہو یا نہو اور جو شخص کہ سونے سے اوٹھنے
کے بعد اپنے بدن یا کپڑے پر تری نہ پاوے تو اوسپر نہانا واجب نہین ہوتا برابر ہے کہ اوسکو
یاد ہو یا نہو + اور یہی حکم ہے عورت کا کہ اگر سونے سے اوٹھنے کے بعد اپنے بدن یا کپڑے
پر تری پاوے تو واجب ہوجاتا ہے اوسپر نہانا برابر ہے کہ اوسکو احتلام یاد ہو یا نہو اور
اوٹھنے کیوقت تری نپاوے تو اوسپر نہانا واجب نہین ہوتا برابر ہے کہ اسکو احتلام یاد
ہو یا نہو + امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جب عورت کی منی نکلے تو
واجب ہوتا ہے اوسپر غسل جیسے کہ واجب ہوتا ہے غسل مرد پر نکلنے اوس کے سے اور
سب مسلمانونکا اجماع ہے اسپر کہ منی کے نکلنے اور ذکر کے فرج مین داخل ہونیسے نہانا واجب
ہوجاتا ہے اور اجماع ہے اسپر کہ واجب ہوتا ہے عورت پر نہانا حیض اور نفاس سے

۹۷ حدیث ابن عمر کی مشکوٰۃ کے باب الغسل کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

۹۸ حدیث عائشہ کی مشکوٰۃ کے باب الغسل کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

۹۹ حدیث ابی ہریرہ کی صحیح مسلم مین ہے ۱۲

۱۰۰ حدیث علی کی مشکوٰۃ کے باب الغسل کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

۱۰۱ حدیث عائشہ کی مشکوٰۃ کے باب الغسل کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

۱۰۲ حدیث ابی ہریرہ کی صحیح مسلم مین ہے ۱۲

۱۰۳ حدیث ابن عباس کی بخاری مین ہے ۱۲

۱۰۴ حدیث ابی ہریرہ کی بخاری مین ہے ۱۲

۱۰۵ حدیث ابی ہریرہ کی مشکوٰۃ کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

اگر کوئی عورت بچہ جنے اور لہو نہ دیکھے تو اوسپر غسل کے واجب ہونے مین اختلاف ہے
ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح تر یہ بات ہے کہ اوسپر غسل واجب ہے اور اسیطرح اگر کسی عورت
کے رحم سے بوٹی یا پھٹکی باہر آوے تو اوس کے غسل مین بھی اختلاف ہے صحیح تر یہی بات
ہے کہ اوسپر بھی غسل واجب ہے اور جو غسل کو واجب نہین کہتے وہ وضو کو واجب کہتے
ہین پھر کہا کہ مذہب ہمارا یہ ہے کہ منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے برابر ہے کہ شہوت
اور دفق یعنی کودنے کے ساتھ ہو یا نظر کے ساتھ ہو اور برابر ہے کہ خواب مین ہو یا جاگتے ہو
اور برابر ہے کہ اوسکو اوسکا نکلنا معلوم ہو یا نہو اور برابر ہے کہ عاقل سے نکلے یا دیوانہ سے نکلے پھر
منی کے نکلنے سے مراد یہ ہے کہ باہر آوے ذکر اور فرج سے اور اگر ذکر اور فرج سے باہر آوے
تو نہانا واجب نہین ہوتا اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی خواب مین اپنے تئین دیکھے کہ اوسنے
کسی سے جماع کیا اور اوس کی منی نکلی پھر جب جاگے تو کوئی چیز نہ دیکھی کہ اسپر بالاجماع غسل
واجب نہین اور اسیطرح اگر ذکر کی جڑھ مین منی اوترے اور باہر نہ آوے تو اوسپر بھی غسل
واجب نہین اور اسیطرح اگر منی اوتر کر ذکر کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو
وہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے یہانتک کہ اوسنے سلام
پھیرے تو اوس کی نماز درست ہوجاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے یہانتک کہ منی باہر نکلے اور
عورت کا حکم بھی مانند مرد کی ہے لیکن اگر عورت شوہر دیدہ ہو اور اوس کے فرج مین منی اوتر کر اس جگہ
پہونچے کہ اوسکا دھونا جنابت اور استنجے مین واجب ہے اور وہ وہ جگہ ہے کہ قضاء حاجت
پر بیٹھنے کے وقت ظاہر ہو تو اوسپر غسل واجب ہے اسواسطے کہ اوس جگہ کو حکم ظاہر بدن کا ہے
اور اگر عورت کواری ہو تو اوسپر غسل واجب نہین جبتک کہ اوسکی فرج سے باہر نہ نکلے اسواسطے
کہ اوسکو حکم اندر کا ہے مانند طفیل مرد کی انتہی اور اسیطرح فرض ہے نہانا اوس شخص پر کہ اسلام لاوے یعنے
جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اوسپر نہانا لازم ہے اور اسیطرح واجب ہے غسل دینا میت کو ف
امام نووی نے کہا کہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے - اور نہین واجب ہوتا ہے غسل نکلنے مذی کے ہے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب علماء کا اسپر کہ مذی سے غسل واجب نہین اور
اسیطرح نہین واجب ہوتا ہے غسل خون استحاضہ سے بلکہ وضو واجب ہوتا ہے ٭ باب ہے بیان

ف حدیث شمار کے بلوغ المرام کے باب الغسل مین ہے ۱۲

مین حکم جنبی کے ✤ مسلمان کا بدن پاک ہے اگر اوسکو نہانے کی حاجت ہو
اوس سے اوسکا بدن ناپاک نہین ہوتا۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ آدمی پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو اور برابر ہے کہ
بیوضو ہو یا جنبی ہو پس اوسکا پسینہ اور اس کی لب پاک ہے انتہی پس اگر نہانے کی حاجت
ہو تو اوسکو جنابت کی حالت مین نہانے سے پہلے اللہ کا ذکر کرنا اور سبحان اللہ اور لا الہ الا
اللہ اور اللہ اکبر اور الحمد للہ وغیرہ ذکرون کا پڑہنا درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین اللہ کا ذکر کرنا بالاجماع جائز ہے یعنی کسیکو
اسمین اختلاف نہین۔ اور اسی طرح جائز ہے جنبی کو کہانا کہانے کا اور پینا پانی کا لیکن سنت
ہے کہ کہانے پینے کیوقت پہلے وضو کرے۔ اور اسیطرح جائز ہے اوسکو سونا لیکن سنت
ہے کہ وضو کرکے سووے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جنبی کو نہانے
سے پہلے سونا اور کہانا اور پینا اور جماع کرنا درست ہے اور اسپر سب کا اجماع ہے
اور نیز سب کا اجماع ہے اسپر کہ جنبی کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور مستحب ہے کہ ان کامون کے
واسطے وضو کرے اور اپنے ستر کو دہووے خاص کر جب عورت سے پہلے جماع نکیا
ہو اوس کے ساتھ جماع کرنیکے وقت وضو کرنا زیادہ مستحب ہے اور ہمارے اصحاب کہتے
ہین کہ وضو سے پہلے سونا اور کہانا اور جماع کرنا مکروہ ہے اور حدیثین بھی اس پر دلالت
کرتی ہین اور ہمارے نزدیک یہ وضو بالاتفاق واجب نہین اور ساتھ اسی کے قائل
ہین امام مالک اور جمہور کہ یہ وضو واجب نہین لیکن ابن حبیب مالکی اور داؤد ظاہری کے
نزدیک ان کامون سے پہلے وضو کرنا واجب ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو جماع
کرنا کئی بار پہلے نہانے سے یعنی خواہ ایک عورت سے ہو یا کئی عورتون سے لیکن
مستحب ہے کہ ہر ایک جماع کے ساتھ وضو کرے جیسے کہ اوپر گذرا۔ اور اسیطرح مستحب ہے
غسل کرنا ساتھ ہر جماع کے۔ اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو باہر نکلنا گھر سے اور بازار
وغیرہ مین جانا یا کوئی اور کام کرنا پہلے نہانے سے ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے کہ جماع کے بعد نہانا فی الفور واجب

واجب نہین بلکہ واجب ہوتا ہے نہانا وقت نماز کے اور اسپر سب مسلمانون کا اجماع ہے
انتہے - اور اسیطرح جائز ہے اوسکو سنگی لگوانا اور ناخن کٹوانا اور سر منڈانا پہلے نہانے
سے - اور اسیطرح اگر کسی شخص کو مسجد کے اندر اپنا جنبی ہونا یاد آوے تو وہ اوسی حال
مین مسجد سے باہر نکل جاوے اور باہر نکلنے کیواسطے اوسکو تیمم کرنا ضرور نہین ف امام
ثوری اور اسحاق وغیرہ کہتے ہین کہ اگر کسی کو مسجد کے اندر اپنا جنبی ہونا یاد آجاوے
تو مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے تیمم کرے پہر باہر نکلے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسیطرح جائز ہے غیر کو ملاقات کرنا ساتھ جنبی کے اور بیٹھنا اور مصافحہ کرنا ساتھ
اوسکے - اور اسیطرح جائز ہے اوسکو کہانا پینا ساتھ جنبی کے اور ہاتھ پکڑنا اوسکا - اور
اسیطرح جائز ہے مرد کو یہ کہ سووے بعد غسل کے ساتھ بیوی اپنی کے واسطے طلب کرنے
گرمی کے اس حال مین کہ بیوی اوس کی جنبی ہو - اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو ذبح کرنا حالت
جنابت مین - اور نہین جائز ہے جنبی کو داخل ہونا اندر مسجد کے یعنی ٹہرنا اوس مین لیکن
جائز ہے اوسکو گذرنا مسجد کے اندر سے اگرچہ نہ وضو کیا ہو اور نہ غسل کیا ہو ف
بعضے امام کہتے ہین کہ جنبی کو مسجد کے اندر سے گذرنا درست ہے اور یہی قول ہے حسن کا
اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام مالک اور شافعی اور بعضے کہتے ہین کہ اوس مین گذرنا
درست نہین یہ قول امام ابو حنیفہ کا وغیرہ کا ہے - اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو داخل ہونا
اندر مسجد کے ساتھ وضو کے ف امام احمد اور اسحاق کے نزدیک اگر جنبی وضو کرکے
مسجد کے اندر چلا آوے اور اوس مین ٹہرے تو درست ہے لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک جنبی کو
اوسکے اندر ٹہرنا درست نہین یہ قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا ہے - اور اسیطرح نہین جائز ہے
جنبی کو قرآن پڑہنا حالت جنابت مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ علما کو اختلاف ہے اس مین کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز ہے
یا نہین سو جمہور علما کہتے ہین کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز نہین اور
ہمارے نزدیک مطلق قرآن پڑہنا جائز نہین برابر ہے کہ پوری آیت ہو یا بعض آیت کا ہو
پس یہ سب حرام ہے اور اگر جنبی بسم اللہ کہے یا الحمد للہ کہے اور مقصود ساتھ -

اوسکے قرآن ہو تو اوس کا پڑہنا بہی جائز نہین اور اگر مقصود اوس سے ذکر ہو یا کچہہ بہی نہو
تو جائز ہے پڑہنا اوسکا اور جائز ہے جنبی کو پڑہنا قرآن کا اپنے دل مین - اور اسیطرح جائز
ہے اوسکو نظر کرنا بیچ قرآن کے اور جب غسل کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ بسم اللہ
کہے ساتھ قصد ذکر کے انتہی لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جنبی کو جنابت
کی حالت مین قرآن پڑہنا درست ہے - اور اسیطرح نہین جائز ہے واسطے جنبی کے
یہ کہ ہاتھ لگاوے قرآن کو حالت جنابت مین * باب ہے غسل مسنون
کے بیان مین - جمعہ کے دن نہانا سنت ہے واجب نہین - ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جمعہ کے غسل مین علما کو اختلاف ہے سو بعض
سلف سے حکایت کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے حکایت کرتے ہین اسکو بعض
اصحاب سے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اسیکو حکایت کیا ہے ابن منذر نے امام مالک سے
اور حسن بصری سے بہی یہی حکی ہے - اور جمہور علما سلف اور خلف اور فقہا تمام شہرون
کا یہ مذہب ہے کہ جمعہ کے دن نہانا سنت ہے اور مستحب ہے واجب نہین قاضی نے کہا کہ
یہی معروف ہے مذہب مالک اور اصحاب انکے سے اور جس حدیث مین غسل کرنیکا حکم وارد
ہوا ہے وہ حدیث استحباب پر محمول ہے انتہی ملخصًا - اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے
اوس شخص کے کہ نہلاوے مردے کو - امام نووی نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ میت کے
نہلانے سے نہانا مستحب ہے واجب نہین - اور اسیطرح سنت ہے نہانا سنگی لگوانے سے
اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے احرام کے یعنی سنت ہے کہ پہلے غسل کرے پہر احرام باندہے
اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے داخل ہونے مکہ کے اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے
نماز عید کے - باب ہے غسل اور وضو کے پانی کے مقدار کے بیان مین
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع سے
غسل کرتے تہے اور ایک مد سے وضو کرتے تہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت ایک
فرق سے غسل کرتے تہے اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ دونو
تین مد سے غسل کرتے تہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ پانچ مد سے غسل کرتے تہے پہر

ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ غسل اور وضوء کے پانی کی کوئی حد معین نہین کہ اُس سے کم بیش
کرنا جائز نہو پس جسقدر پانی سے غسل اور وضوء کرے درست ہے لیکن مستحب ہے کہ غسل مین صاع
سے کم نہو اور وضوء مین مُد سے کم نہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع
ہے سب مسلمانون کا اس پر کہ جو پانی کہ غسل اور وضوء کے لئے کفایت کرتا ہے اُس کی
کوئی حد معین نہین بلکہ کفایت کرتا ہے اُس مین تھوڑا بھی اور بہت بھی جبکہ پائی جاوے شرط
غسل کی اور وہ جاری ہونا پانی کا ہے تمام اعضا پر اور علما کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ غسل مین
پانی صاع سے کم نہو اور وضوء مین مد سے کم نہو انتہے اور صاع انگریزی وزن کے حساب
سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے اور پھر کہا کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ پانی مین
اسراف کرنا مکروہ ہے اگرچہ نہر کے کنارے پر ہو اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے
اور ہمارے بعضے اصحاب کہتے ہین کہ اسراف حرام ہے۔ **باب ہے تیمم کے بیان**
**مین** ✤ ف تیمم کے معنے لغت مین قصد کرنے کے ہین اور شرع مین کہتے ہین تیمم پاک
مٹی سے ہاتھ اور منہ کو مسح کرنا اور ملنا واسطے حاصل کرنے پاکی کے اس نیت سے کہ نماز جائز
ہو۔ اگر کوئی بیوضوء ہو یعنی پائخانے اور پیشاب مٹھیے یا کسی اور چیز کے ساتھ (وضوء کے توڑنیوالی
چیزون سے) وضوء ٹوٹ جاوے اور وضوء کیلئے پانی نپاوے تو جائز ہے اوسکو تیمم کرنا
پاک مٹی سے اور نماز پڑھنا ساتھ اوسکے جب تک کہ نپاوے پانی کو اگرچہ دس برس تک ہو مثلاً
یا زیادہ ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تیمم کرنا ثابت ہے ساتھ قرآن کے
اور حدیث اور اجماع امت کے اور یہ خاصہ ہے اُس امت کا کہ اگلی امتون مین تیمم جائز نہ تھا اور
اجماع ہے سب امت کا اسپر کہ نہین ہوتا تیمم مگر ساتھ منہ اور دونون ہاتھ کے (یعنی پاؤن وغیرہ
کو مسح کرنا ضرور نہین) برابر ہے کہ تیمم وضوء کے بدلے ہو اور برابر ہے کہ بعض اعضا کے بدلے
ہو یا کل اعضا کے بدلے ہو انتہے اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے اُس شخص کے کہ
اوسکو نہانے کی حاجت ہو یعنی جنابت کے سبب سے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ سب علما کا اجماع ہے اسپر کہ جائز ہے تیمم کرنا بیوضوء کو اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا
جنبی کو اور حیض والی کو اور نفاس والی کو اور نہین خلاف ہے اس مسئلہ مین کسی کو نہ پچھلون ہو

نے اور نہ اگلون مین سے مگر حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین کہ جنبی کو کسی حال مین
تیمم کرنا درست نہین خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اور یہی محکی ہے ابراہیم نخعی سے اور بعضے
کہتے ہین کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود نے اُس سے رجوع کیا ہے یعنی اُن کے نزدیک
بھی جنبی کو تیمم کرنا درست ہے جبکہ نپاوے پانی کو اور صحیح اور مشہور حدیثون سے ثابت
ہو چکا ہے کہ جنبی کو پانی نہ ہونے کیوقت تیمم کرنا درست ہے اور پھر کہا کہ جب جنبی تیمم سے
نماز پڑھے اور پھر پانی پاوے تو اوسکو نہانا بالاجماع واجب ہے مگر ابی سلمہ تابعی سے حکایت
کی گئی ہے کہ اوسکو غسل کرنا واجب نہین اور یہ قول بالاجماع متروک اور مردود ہے ساتھ صحیح
حدیثون کے کہ دلالت کرتی ہین کہ جنبی کو پانی پانے کیوقت غسل کرنا واجب ہے اور جائز ہے
واسطے مسافر وغیرہ کے جماع کرنا بیوی اپنی سے بھی جب دونون کو پانی نہ ملے اور وہ اپنے ستر
کو دھو ڈالین اور تیمم کرکے نماز پڑھین اور اُنپر نماز کا دوہرانا واجب نہین اگر بیوضو کے بعض
اعضا پر پلیدی ہو اور اوس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین یہی ہے مذہب ہمارا
اور مذہب جمہور علما کا اور امام احمد کہتے ہین کہ جائز ہے اوسکو تیمم کرنا جبکہ ہو پلیدی بدن
پر اور اگر کپڑے پر پلیدی ہو تو درست نہین انتہی اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا جبکہ خوف
ہو اوسکو استعمال پانی کے سے ہلاک ہونیکا یا زیادہ ہونے بیماری کا خواہ غسل کی حاجت ہو
یا وضو کی لیکن اگر کسی کے بدن مین زخم ہو اور اوسکو غسل یا وضو کی حاجت ہو اور خوف کرے
ہلاکت یا ضرر کا استعمال کرنے پانی کے سے تو جائز ہے اوسکو یہ کہ زخم پر پٹی باندھ کر اوسپر مسح
کرے اور باقی بدن کو دھو ڈالے اور اگر زخم پر پانی پڑنے کا خوف ہو تو تیمم کرے خواہ غسل
کی حاجت ہو یا وضو کی۔ اور اسی طرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے خوف سردی کے یعنی اگر کسی
کو نہانے کی حاجت ہو اور نہانے مین سردی سے ہلاکت یا ضرر کا خوف ہو تو اوسکو بھی تیمم کرنا جائز
ہے گو پانی موجود ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے خوف پیاس کے یعنی اگر کسیکو نہانے
یا وضو کی حاجت ہو اور اُس کے پاس پانی بھی موجود ہو اور خوف کرے اس بات کا
کہ اگر پانی سے غسل کرون تو پیاس سے ضرر پاؤنگا یا مر جاؤنگا تو اوسکو بھی تیمم کرنا درست ہے
پانی اوس کے پاس موجود ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا گہر مین جبکہ خوف کرے

فوت ہونے نماز کا۔ اور اسی طرح جائز ہے تیمم کرنا اُس بیمار کو کہ اُس کے پاس پانی موجود ہو
اور اوسکو ضرر بھی نہ کرتا ہو لیکن اوسکو پانی پکڑوانے والا ہو کوئی آدمی نہو اور واجب ہے تلاش
کرنا پانی کا واسطے وضوء کے پہلے تیمم سے لیکن نہین واجب ہے تلاش کرنا اوسکا پہلے داخل ہونے
وقت نماز کے سے بلکہ جائز ہے تاخیر کرنا اوسکا نماز کیوقت داخل ہونے تک اور جائز ہے
نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے جب کہ نپاوے کوئی پانی اور نہ مٹی کو یعنی اگر پانی اور مٹی دونون
نہ پاوے تو جائز ہے اوسکو نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جو شخص پانی اور مٹی دونون نپاوے تو جائز ہے
اوسکو نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے اور اس مسئلے مین اختلاف ہے علماء کا لیکن اور بحملون
کو چار قولون پر اور وہی چار قول ہین امام شافعی کے اور بیان اونکا اوپر ہو چکا ہے لیکن قوی تر
اونمین سے یہ قول ہے کہ واجب ہے اوسکو نماز پڑھنا اوسی حال سے بغیر وضوء اور تیمم کے اور نہین
واجب ہے اوسپر دوہرانا اوس نماز کا انتہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور محدثین
کا اور جائز ہے تیمم کرنے والیکو امامت کرنی وضوء والون کی۔ اور تیمم کا طریق یہ ہے
کہ پہلے دل مین نیت کرے تیمم کے پھر بسم اللہ کہے پھر مارے اپنے دو ہتھیلیان زمین پاک
پر ایکبار پھر پھونکے اونکو (یعنی تاکہ غبار کم ہو جاوے اور منہ آلودہ نہو) پھر ملے اپنے دونون
ہاتھ کو پہونچے تک یعنی ہر ایک ہتھیلی کے اندر کیطرف سے دوسرے کے باہر کو ملے پھر ملے اونکو
اپنے موہنہ پر یعنی دونون ہاتھ کا مسح کرنا مقدم ہے اوپر مسح منہ کے اور یہ کہ ہاتھ کی مستعمل
مٹی منہ کے لئے کفایت کرتی ہے۔ اور واجب تیمم مین منہ اور ہاتھون کے لئے صرف
ایک ضرب ہے۔ یعنی اگر کوئی تیمم مین فقط ایک ہی بار زمین پر ہاتھ مار کر اپنے دونون ہاتھ اور منہ
کو مل لے تو یہی کفایت کرتا ہے اور دوبارہ زمین پر ہاتھ مارنے کی کچھ حاجت نہین۔ اور اسیطرح
واجب اوسمین ہاتھون کا مسح کرنا صرف پہونچون تک ہے کہنیون تک نہین پس اگر کوئی اپنے
دونو ہاتھ کو پہونچے تک ملے تو یہی کفایت کرتا ہے اور کہنیون تک ملنے کی کچھ حاجت نہین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تیمم کی کیفیت مین علماء کو اختلاف
ہے سو ہمارا اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ضرور ہے کہ زمین پر دوبارہ ہاتھ مارے

کے ایک بار منہ کے لئے اور ایک بار دونون ہاتھون کیلئے کہنیون تک یہ قول سر عمار
اور ابن عمر کا ہے اور یہی قول ہے حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک
اور ابو حنیفہ اور اہل رای وغیرہ کا اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ واجب تیمم مین منہ اور
اور دونو ہتھیلیون کیلئے فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنے ہین یہ مذہب عطا اور مکحول اور
اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور عام اہل حدیث کا ہے انتہے اور امام ترمذی نے
کہا کہ یہی قول ہے عمار اور ابن عباس وغیرہ اہل علم کا اور فتح الباری مین ہے کہ ابن منذر نے
کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور کا پھر امام نووی نے کہا کہ امام خطابی نے کہا کہ کہنیون سے اوپر
مسح کرنا بالاتفاق واجب نہین اور کہا کہ ہمارے اصحاب نے زہری سے حکایت کی ہے کہ تیمم مین
زمین پر ہاتھ مارنے تین بار واجب ہین ایک بار منہ کے لئے اور ایکبار دونون ہاتھ کیلئے
اور ایکبار دونون بازو کیلئے انتہے اور حدیث دو ضربون کی ضعیف ہے اور یا محمول ہے استحباب
پر اور اسیطرح کہنیون تک ملنے کی حدیث بھی محمول ہے استحباب پر۔ اور جب کہ تیمم قائم مقام
وضوء کے ٹھہرا تو جسقدر نماز مین اوسکے ساتھ پڑھے درست ہین جب تک کہ نہ ٹوٹے تیمم اوسکا
ف اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا کہ ایک تیمم سے جسقدر نماز مین پڑھے درست ہین
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ مین لکھا ہے کہ تیمم خلیفہ ہے وضوء اور غسل کا پس جو کچھ
کہ وضوء والے کو ساتھ کرنے کے اور غسل والے کو ساتھ غسل کرنے کے کرنا جائز ہے مانند نماز وغیرہ
کی وہی تیمم والے کو بھی کرنا جائز ہے پس ایک تیمم سے جسقدر نمازین پڑھ سکتا ہو پڑھے کیونکہ
اس مقدمہ مین کوئی حدیث صحیح نہین پائی گئی جس سے کہ ہر نماز کے لئے نئے تیمم کا واجب ہونا
ثابت ہوا انتہے۔ اور سفر السعادت مین لکھا ہے کہ ہمنے کسی حدیث مین نہین پایا کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا تیمم کرتے تھے بلکہ مطلق فرمایا انتہے اور جب کوئی تیمم سے نماز پڑھے
اور پھر نماز کے بعد پانی پاوے تو نہین واجب ہے اوسپر پھیرنا اوس نماز کا اگرچہ اوسکا وقت باقی
ہو یعنی خواہ غسل کیواسطے تیمم کیا ہو یا وضو کیواسطے تیمم کیا ہو ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور ابو حنیفہ کا لیکن افضل ہے پھیرنا اوس نماز کا۔ اور جائز ہے تیمم کرنا ساتھ زمین پاک کے
اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا ساتھ دیوار وغیرہ کے کہ اوسپر غبار ہو کہ لگے ساتھ ہاتھ کے اور نہین جائز ہے

ف حدیث دو ضربون کے باب التیمم کے فصل اول مین ہے ۱۲

تیمم کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ اوسپر غبار نہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ
امام شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد اور اکثر فقہا کا مذہب یہ ہے کہ نہین جائز ہے
تیمم کرنا مگر ساتھ زمین پاک کے کہ اوسپر غبار ہو کہ لگے ساتھ ہاتھ کے اور امام مالک اور ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ زمین کی سب قسمون کے ساتھ تیمم کرنا جائز ہے یہانتک کہ اگر ڈھیلا ہوا پتھر ہو
تو اوس کے ساتھ تیمم کرنا بھی درست ہے اور بعض مالک کے اصحاب کہتے ہین کہ جو چیز زمین کے
ساتھ متصل ہو اوسکے ساتھ بھی تیمم کرنا درست ہے مانند لکڑی وغیرہ کے اور برف کے حق مین
امام مالک کے دو قول ہین اور اوزاعی اور ثوری کہتے ہین کہ جائز ہے تیمم کرنا ساتھ برف کے
اور ہر چیز کے کہ زمین پر ہے انتہی اور پھر کہا کہ اگر دیوار پر غبار ہو تو اُس سے بھی تیمم کرنا
درست ہے یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب جمہور سلف اور خلف کا انتہی اور نہین جائز ہے
تیمم کرنا وقت موجود ہونے پانی کے جبکہ قدرت رکھتا ہو اُس کی استعمال کی ف امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جو شخص پانی کی استعمال کرنے کی قدرت رکھتا ہو
اوسکو پانی کے موجود ہونے کے وقت تیمم کرنا درست نہین برابر ہے کہ نماز کا وقت فراخ
ہو یا تنگ ہو اور برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا جنازہ وغیرہ ہو یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب
جمہور کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر جنازے اور عید کی نماز فوت ہونیکا خوف ہو تو
اوسوقت تیمم کرنا درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو انتہی اور واجب ہے تیمم مین اُٹھانا مٹی کا
زمین سے اور ہوا کا چلنا تیمم کے لئے کافی نہین بخلاف وضوء کے کہ اگر مینھ برسا اور
وضوء کی نیت کی تو درست ہے مگر آندھی مین اگر کوئی تیمم کی نیت کرے تو تیمم درست ہو جاتا
ہے انتہی (فتح) اور نیز اُسی مین لکھا ہے کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین - اور جس چیز سے
وضوء ٹوٹتا ہے اُوس چیز سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ تیمم خلیفہ ہے وضوء کا پھر جو
حکم اُس کا ہے وہی اس کا ہوگا ۔

## باب ہے حیض کے بیان مین ف

حیض کے معنے ہین بہنے اور جاری ہونے کے اور چونکہ یہ خون بھی عورت کے رحم سے
بہتا ہے اس لئے اسکا نام حیض رکھا گیا اور شرع مین حیض اُس خون کو کہتے ہین کہ عورت
کے رحم سے بالغ ہونیکے بعد بلا بیماری و بلا سبب کئی دن معلوم آتا ہے - اکثر اور اقل

مدت حیض کی کوئی حد معین نہین بلکہ وہ عورت کے کہنے پر موقوف ہے پس جو وہ کہے اوسکو
قبول کیا جاوے بشرطیکہ ممکن ہو پس اگر کوئی عورت ایک مہینے مین تین حیض آنے کا دعوے
کرے تو یہ قول اوسکا مقبول ہوگا اور وہ عدت سے باہر نکلجاویگی اس لئے کہ یہ ممکن ہے
اور ایک مہینے مین تین حیض آسکتے ہین ف اور یہی مذہب ہے حضرت علیؓ اور شریح کا اور
یہی قول ہے ابن سیرین کا اور امام مالک کے نزدیک بھی اقل حیض اور اقل طہر کے کوئی حد معین
نہین مگر جو عورتین بیان کرین اور امام شافعی کے نزدیک اقل مدت حیض کی ایکدن رات ہے
اور اکثر مدت اُس کی پندرہ دن ہین اور یہی قول ہے اوزاعی اور مالک اور احمد اور اسحاق
وغیرہم کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اقل مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت اُس کی دس
دن ہین اور اہل مدینہ کے نزدیک اقل مدت حیض کی اکثر عورتون کی عرف پر موقوف ہے ایک دو
عورتون کے حیض کا کچھ اعتبار نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے کہ حیض کی کوئی حد معین نہین
اور یہی معلوم ہوتا ہے حدیثون سے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ اور حمنہ
وغیرہ استحاضہ والی عورتون کے حق مین مدت حیض کو اونکے علم کی سپرد کیا اور اُنکے
اعتبار پر موقوف رکھا بلکہ حمنہ کو فرمایا کہ تو اپنی طرف سے ہر مہینے مین چھہ یا سات دن حیض
کے مقرر کرلے حالانکہ استحاضہ والی کے حق مین اعتبار اکثر مدت حیض کا ہے پس یا تو یہ
اکثر مدت حیض کی ہوگی یا دلیل ہوگی عدم تعین مدت حیض پر لیکن یہ معلوم ہے کہ یہ
اکثر مدت حیض کی نہین پس ثابت ہوا کہ حیض کی کوئی حد معین نہین اور یہی معلوم ہوتا ہے
قرآن سے ۔ پس جب عورت کو حیض آوے تو اوس سے جماع کرنا درست نہین یہانتک
کہ حیض سے پاک ہوکر غسل کرے اور جماع کے سوا اور سب کچھہ درست ہے ۔ پس جائز ہے
مباشرت کرنا ساتھہ اُس کے حالت حیض مین یعنی اوسکے بدن سے بدن لگانا اور اُس کے
ساتھہ معانقہ کرنا اور اوسکا بوسہ لینا وغیرہ سب کچھہ درست ہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حیض والی کے ساتھہ مباشرت کرنا کئی قسم پر ہے ایک یہ کہ جماع
کرے ساتھہ اوسکے یعنی ذکر کو اُس کے شرمگاہ مین داخل کرے سو یہ حرام ہے ساتھہ نص
قرآن اور حدیث کے اور اجماع سب مسلمانون کے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص

لہ یعنی ان نسخون صحیح مسلم کے ملحق ذکر کی کے صفحہ ۱۲۴ مین ہے ۱۲

حلال جانکر حیض کی حالت مین عورت سے صحبت کرے تو کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور اگر
اوسکو حلال نہ جانتا ہو تو اُس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ حیض کی حالت مین اوس سے
بھول کر صحبت کرے اور یا حیض کے آنے کی اوسکو خبر نہو اور یا اوسکے حرام ہونے کو نہ جانتا
ہو اور یا اکراہ کیا گیا ہو تو اُس صورت مین نہ اوسپر کچھہ گناہ ہے اور نہ کفارہ اور دوم
یہ کہ حیض کا آنا اور حرام ہونا اوسکو معلوم نہو اور پھر صحبت کرے تو اسصورت مین اوسکو بڑا
گناہ ہوتا ہے اور اُسپر توبہ کرنا واجب ہے اسیطرح کہتا امام شافعی نے اور اوسپر کفارہ ہے
نہین اسمین اختلاف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور سلف کے نزدیک اوسپر کفارہ
نہین اور یہی جدید قول ہے امام شافعی کا اور یہی قول ہے امام احمد کا اور یہی مذہب
ہے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو زناد اور ربیعہ اور
حماد اور ایوب سختیانی اور سفیان اور لیث بن سعد وغیرہ کا اللہ اونپر رحم کرے اور
دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ واجب ہے اوسپر کفارہ اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن
بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق سے لیکن ان لوگون کو کفارہ
مین اختلاف ہے حسن اور سعید کہتے ہین کہ ایک غلام آزاد کرے اور باقی کہتے ہین کہ کفارہ
اوسکا ایک دینار ہے یا آدھی دینار اور دلیل انکی ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ جو حیض کی
حالت مین عورت سے جماع کرے وہ صدقہ دے ایک دینار یا آدھی دینار اور یہ حدیث
ضعیف ہے ساتھہ اتفاق تمام حفاظ کے اور صواب یہ ہے کہ اُسپر کچھہ کفارہ نہین اور قسم
دوم مباشرت کی یہ ہے کہ ناف سے اوپر ہو اور گھٹنون سے نیچے ہو برابر ہے کہ ذکر کے
ساتھہ ہو یا بدن سے بدن لگانے کے ساتھہ ہو یا بوسہ اور معانقہ وغیرہ کے ساتھہ ہو اور
یہ جائز ہے اور حلال ہے ساتھہ اتفاق علمائے کے اور اسپر اجماع ہے سب مسلمانون کا برابر ہے
کہ فائدہ اُٹھانے کی جگہ پر خون لگا ہو یا نہو یہی ہے صواب جسکے ساتھہ یقین کیا ہے جمہور علماء
نے اور قسم سوم مباشرت کی یہ ہے کہ ناف اور گھٹنون کے درمیان ہو سوائے قبل اور دبر کے
اسمین تین قول ہین۔ ایک یہ قول ہے کہ حائض کے ساتھہ ناف اور گھٹنون کے درمیان
مباشرت کرنی حرام ہے اور یہی مشہور ہے ہمارے مذہب مین اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی

اور ابو حنیفہ کا اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور شریح اور طاؤس اور عطا اور سلیمان اور قتادہ
کا یعنی خواہ قبل اور دبر مین ہو یا سوائے اسکے ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ اوسکے ساتھ ناف
اور گھٹنون کے درمیان مباشرت کرنی جائز ہے اور یہی قول ہے عکرمہ اور مجاہد اور شعبی اور نخعی
اور حکم اور ثوری اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور محمد اور اسحاق اور اصبغ اور ابو ثور اور ابن منذر
اور داؤد کا اور یہی مذہب ہے قوی از روی دلیل کے اور دلیل انکی انس رض کی حدیث ہے کہ حائض کے
ساتھ سب کام کرنے درست ہین مگر جماع کرنا درست نہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ازار سے
اوپر مباشرت کرنا محمول ہے استحباب پر لیکن اس سے بچنا افضل ہے اور تیسرا قول یہ ہے
کہ اگر ضبط شہوت کی طاقت رکھتا ہو تو اوسکو مباشرت کرنی درست ہے والا درست نہین اور یہ
وجہ بھی حسن ہے اور جاننا چاہیے کہ حیض کی مدت مین بھی عورت سے صحبت کرنی حرام ہے
اور حیض کے بند ہونے کے بعد بھی اوس سے صحبت کرنی حرام ہے یہانتک کہ غسل کرے
یا تیمم کرے جبکہ بنا وی پانی کو ساتھ شرط اوس کی کے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور احمد اور
اور جمہور سلف اور خلف کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر حیض کی اکثر مدت پر خون بند ہو
تو اوسی وقت صحبت کرنی درست ہے خواہ غسل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جمہور کی دلیل یہ آیت ہے

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ الآیہ یعنی عورتون کے پاس مت جاؤ یہانتک کہ پاک ہون یعنی
غسل کرین انتہے اور اسیطرح جائز ہے سونا ساتھ حائض کے ایک لحاف مین اور بیٹھنا ساتھ اوسکے
اور اسیطرح جائز ہے کھانا پینا ساتھ اوسکے اور کھانا پینا جو تھے اوس کے کا اور منہ رکھنا اوس
جگہ پر کہ پیوے وہان سے وہ عورت ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث
مین دلیل ہے اسپر کہ حائض کے ساتھ ایک لحاف مین سونا اور لیٹنا جائز ہے جبکہ ناف اور گھٹنون
کے درمیان یا صرف شرمگاہ پر کوئی پردہ ہو کہ مرد کے بدن لگنے سے مانع ہو پس علما کہتے
ہین کہ حائض کے ساتھ لیٹنا اور اوسکا بوسہ لینا مکروہ نہین اور اسیطرح پتلی چیزون مین اوسکا
ہاتھ رکھنا بھی مکروہ نہین مانند پانی وغیرہ کی اور اسیطرح اوسکو اپنے خاوند وغیرہ محارم
کا سر دھونا اور کنگھی کرنا بھی مکروہ نہین اور اسیطرح نہین مکروہ ہے پکانا اوسکا اور گوندھنا
اوسکا اور اسیطرح اور سب کام بھی مکروہ نہین یعنی اپنے خاوند کا سر دھونا اور کنگھی کرنا

اور گوندہنا اور پکانا وغیرہ سب کام کرنے اوسکو جائز ہین ساتھ اتفاق علمائے کے اور اسی طرح
اوسکا جوٹھا اور پسینا بھی پاک ہے ساتھ اتفاق سب علمائے کے انتہے - اور اسی طرح جائز ہے
بیٹھنا اور تکیہ لگانا حائض کی گود مین اور قرآن پڑھنا بیچ اُسکے - اور اسی طرح جائز ہے
قرآن پڑھنا نزدیک پلید جگہ کے اور حائض کا بدن اور اُس کے کپڑے پاک ہین - اور اسیطرح
جائز ہے نماز پڑھنا ساتھ اُس کپڑے کے کہ بعض اُسکا نمازی پر ہو اور بعض اُسکا حیض والے
پر ہو - اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے پہلو مین ہو تو اُس کی نماز باطل نہین
یہ مذہب جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے
حدیث کے - اور اسیطرح جائز ہے مرد کو حیض والی عورت کے ساتھ تکیہ لگا کر نماز پڑھنی بشرط
کہ اوسکے کپڑے پاک ہون - اور اسی طرح جائز ہے حائض کو اٹھانا کسی چیز کا مسجد سے ساتھ
ہاتھ کے اور رکھنا اُسکا بیچ اُسکے جبکہ بدن اوسکا مسجد سے باہر ہو - اور جائز ہے عورت
کو یہ کہ حیض کیواسطے علیحدہ کپڑے تیار کرے کہ جب حیض کے دن آوین تو اونکو پہنے - اور جائز
ہے اوسکو نماز پڑھنا اُس کپڑے مین کہ پہنے اوسکو حیض کے دنون مین یعنی بعد پاک کرنے اوسکے
جبکہ لگے اوسکو خون یعنی کپڑون کا بدلنا واجب نہین - اور اسیطرح نہین جائز ہے حائض کو پڑھنا قرآن کا
اور نہ چھونا اوسکا **کاف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جمہور علمائے کے نزدیک حیض
والی کو قرآن پڑھنا درست نہین برابر ہے کہ پوری آیت ہو یا آیت سے کم ہے لیکن جائز ہے اوسکو
پڑھنا قرآن کا دل مین اور اسیطرح جائز ہے اوسکو نظر کرنی بیچ اُسکے لیکن مستحب ہے کہ جب غسل کا
ارادہ کرے تو بسم اللہ کہے ساتھ قصد ذکر کے انتہے لیکن قرآن کے سوا اور ذکر کرنا اوسکو بالاتفاق
جائز ہے - اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حیض والیکو قرآن پڑھنا بھی درست ہے - اور اسیطرح
نہین جائز ہے حائض کو داخل ہونا مسجد مین - اور اسیطرح نہین جائز ہے اوسکو طواف کرنا
خانہ کعبہ کا **کاف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اس پر
کہ حیض والیکو خانہ کعبہ کا طواف کرنا درست نہین اور اس پر سب کا اجماع ہے لیکن امام مالک
اور شافعی اور احمد کہتے ہین کہ حائض کو خانہ کعبہ کا طواف کرنا اسواسطے منع ہے کہ طواف
کیواسطے طہارت شرط ہے اور وہ پاک نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ طواف کے واسطے

طہارت شرط نہین اور حائض کو خانۂ کعبے کا طواف کرنا اسواسطے منع ہے کہ وہ مسجد ہے
اور حائض کو مسجد مین ٹھہرنا درست نہین انتہے اور اگر طواف زیارت کرنے کے بعد عورت
کو حیض آوے تو طواف وداع اُس سے ساقط ہوجاتا ہے - اور اسی طرح نہین جائز ہے حائض
کو پڑھنا نماز کا یعنی خواہ فرض ہو یا نفل ہو لیکن مستحب ہے کہ نماز کیوقت وضو کرکے مسجد کے مصحف
مین بیٹھے اور ذکر اور تسبیح وغیرہ کہے - اور جائز ہے حائض کو نکلنا طرف عیدگاہ کی تاکہ مسلمانون
کی دعا مین شریک ہو لیکن اوسکو عیدگاہ کے اندر جانا درست نہین بلکہ عیدگاہ سے
کنارے رہے ف اور اسیطرح نہین جائز ہے حائض کو رکھنا روزے کا لیکن حیض کی
مدت کے گذرنے کے بعد نماز کا قضا کرنا واجب نہین اور روزے کا قضا کرنا واجب ہے ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ حیض اور نفاس والی
عورت پر نہ نماز واجب ہے اور نہ روزہ واجب ہے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ انپر نماز کی قضا واجب
نہین اور روزے کی قضا واجب ہے اور علما یہ لکھتے ہین کہ اسمین فرق یہ ہے کہ نماز بہت بار
پڑھی جاتی ہے یعنی ہر روز پانچبار پڑھی جاتی ہے پس اسکی قضا مشکل ہے بخلاف روزے کے کہ وہ تمام
برس مین صرف ایک بار واجب ہوتا ہے اور بعضے خوارج کہتے ہین کہ حیض کے دنون کی قضا
شدہ نمازون کا قضا کرنا واجب ہے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے اجماع مسلمانون کے - اور غسل کی
شروع ہونے حیض کے یہ ہے کہ جن دنون مین حیض کا آنا ممکن ہو جب اُنمین رحم سے خون یکبارگی
جاری ہو تو پس عورت جان لے کہ حیض شروع ہوا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ حیض کے بند ہونیکی نشانی یہ ہے کہ رحم سے خون کا آنا مطلق بند ہوجاوے برابر ہے کہ سرخ
رنگ کا خون ہو یا زرد رنگ کا یا سیاہ رنگ کا اور برابر ہے کہ بعد اُسکے کچھ سفید پانی آوے نہ
آوے اور کہا بیہقی اور ابن صباغ وغیرہ نے کہتے ہین کہ خون حیض کے بند ہونے کے بعد رحم سے
کچھ تھوڑا سا پانی سفید اور خفیف آتا ہے کہ نہ زرد ہوتا ہے اور نہ خاکی رنگ ہوتا ہے اور روئی کے
ٹکڑے پر صرف تری کا نشان ہوتا ہے کسی قسم کا رنگ نہین ہوتا اور یہ پانی خون حیض کے
بند ہونیکے بعد آتا ہے انتہے خلاصہ یہ ہے کہ جب روئی کے ٹکڑے پر خون کا کچھ نشان نہ لگے بلکہ روئی
کا ٹکڑا خشک ہے اور یا خالص سفید پانی آنے لگے تو پس اُسوقت جان لے عورت کہ مین حیض سے

پاک ہوئی اور جب حیض سے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر کہ فوراً غسل کرے اور نہین جائز ہے اوسکے
بعد اوسکے ترک نماز کا اور نہ روزیکا اور نہ باز رہے خاوند اوسکا صحبت اوسکی سے اور
نہ باز رہے وہ عورت اُن کامونسے کہ کرتی ہین اونکو پاک ہونیوالی اور مالک کہتے ہین کہ تین دن
اِن کاموں سے باز رہے انتہے اور طریق غسل عورت کا حیض اور نفاس سے مانند غسل مرد
کی ہے جنابت سے جیسیکہ اوپر گذرا امام نووی اِس شرح صحیح مین لکھا ہے کہ طریق غسل مرد
اور عورت کا جنابت سے اور حیض اور نفاس سے برابر ہے ہر چیز مین مگر مستحب ہے اوس کو کہ جب
غسل سے فارغ ہو تو ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا مشک آلودہ لیکر خون کی جگہ تلاش کرے یعنی اپنی
شرمگاہ مین اور جس جس جگہ کہ خون لگا دیکھے وہان اوسکو لگا دے تاکہ بو دفع ہو خواہ شرمگاہ مین ہو
یا کسی اور جگہ ہو اور برابر ہے کہ اوسکا خاوند ہو یا نہو مگر خوشبو کو غسل کے بعد استعمال کرے پہلے نہ
نہ کرے اور اگر عورت کواری ہو تو اوسکو شرمگاہ کے اندر پانی پہونچانا واجب نہین اور اگر شوہر دیدہ
ہو تو اوسکو شرمگاہ مین پانی پہونچانا واجب ہے اور وہ وہ جگہ ہے کہ پائخانے بیٹھنے کیوقت ظاہر ہو
کہ اوسکو حکم ظاہر بدن کا ہے انتہے اور سنت ہے کہ واسطے حائضہ کے وقت غسل کہولنا بالونکا
ف یہی قول ہے جمہور علما کا کہ اونکے نزدیک حیض سے نہانیکے وقت بالونکا کہولنا واجب نہین
- - - - - - - - - - - - - - - - جبکہ بغیر کہولنے کے اونکے اندر تا بہر پانی پہونچ جاوے
اور جب کہ اونکے اندر پانی نہ پہونچے تو اونکا کہولنا واجب ہے اور حسن اور طاوس کہتے ہین کہ بالونکا
کہولنا ہر حال مین واجب ہے اور حدیث ابن عمر اور عائشہ کی استحباب پر محمول ہے انتہی ما فی
النووی اور اسیطرح مستحب ہے اوسکو کنگھی کرنا وقت غسل کے حیض سے اور اگر حیض سے پاک
ہوئے اور غسل کرنے کے بعد یعنی حیض کے غیر دنون مین خاکی اور زرد رنگ کا خون دیکھے تو اوسکا
کچھہ ڈر نہین اور وہ خون حیض نہین کہ اوسپر احکام حیض کے جاری ہون اور اگر حیض کے دنون
مین خاکی اور زرد خون آوے تو وہ حیض ہے اس سے معلوم ہوا کہ حیض کا خون سرخ بھی ہوتا
ہے اور خاکی بھی ہوتا ہے اور زرد بھی ہوتا ہے ف عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ اگر
حائض سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر پڑھنا نماز ظہر اور عصر کا اور اگر فجر سے
پہلے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر پڑھنا نماز شام اور عشا کا امام احمد نے کہا کہ

عام تابعین کا یہی قول ہے سوائے حسن بصری کے باب ہے نفاس کے بیان مین ✤
ف نفاس اوس خون کو کہتے ہین کہ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک آتا ہے۔ اقل مدت نفاس کی
کوئی حد معین نہین اور اکثر مدت اوس کی چالیس دن ہین اس سے زیادہ نہین اور جو اس سے زیادہ آوے
وہ استحاضہ ہے یعنی بیماری ہے نماز روزے وغیرہ کا مانع نہین ف امام ترمذی نے کہا
کہ اگر چالیس دن سے بعد خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک نماز نہ چھوڑے اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا اور ساتھ
اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق لیکن حسن بصری کہتے ہین
کہ پچاس دن تک نماز چھوڑے اور حکم نفاس کا مانند حکم حیض کی ہے یعنی جو کام حیض مین درست ہے وہ نفاس مین
بھی درست ہے اور جو حیض مین درست نہین وہ نفاس مین بھی درست نہین جیسے مثلاً حیض مین نماز
پڑھنا اور روزہ رکھنا اور جماع کرنا اور مسجد کے اندر آنا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اسکا
چھونا وغیرہ سب حرام ہے ویسے ہی ان کامون کا نفاس مین کرنا بھی درست نہین اور جسطرح کہ حیض مین
عورت کے ساتھ مباشرت کرنا اور سونا اور لیٹنا اور کھانا پینا وغیرہ جائز ہے اوسیطرح نفاس مین بھی
یہ سب کام جائز ہین اور حکم غسل کا نفاس سے مانند حکم غسل کی ہے حیض سے یعنی طریق غسل حیض والی
اور نفاس والی کا برابر ہے کہ جسطرح حیض والی نہاوے اوسیطرح نفاس والی نہاوے اور امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ حیض اور نفاس والی کو نماز قضا کرنا واجب نہین
اور روزے کا قضا کرنا واجب ہے ۔ اور جائز ہے جنازہ پڑھنا اوس عورت کا کہ مرے نفاس کی
حالت مین باب ہے استحاضہ کے بیان مین استحاضہ اوس خون کو کہتے ہین کہ عورت کے بچہ دانے
سے حیض کے غیر دنون مین آتا ہے اور یہ خون عورت کے رحم سے نہین آتا بلکہ ایک رگ ہے
جو رحم کے نزدیک ہے اوسکا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری کے سبب سے آتا ہے۔ جس عورت کو
استحاضہ آتا ہو یعنی ہر وقت خون جاری رہتا ہو اگر وہ حیض اور استحاضہ کو پہچان سکتی ہو اور دونون
مین تمیز کر سکتی ہو تو وہ حیض کے آنے جانیکا اعتبار اپنی پہچان پر کرے یعنی اپنی پہچان پر عمل کرے
واجب ہے استحاضہ والی پر پڑھنا نماز کا جبکہ پاک ہو حیض سے یعنی جب پہچانے کہ یہ حیض کا خون ہے تو نماز
کو چھوڑ دے اور جب جانے کہ حیض کا خون بند ہو گیا تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرے
اور ایک وضو کے ساتھ ایک فرض نماز سے زیادہ نہ پڑھے اور اگر کسی عورت کی پہلے کچھ عادت مقرر تھی پھر

بعد اوسکے استحاضہ شروع ہوا تو وہ اپنی عادت قدیمہ کے موافق حیض کے دن بیٹھا کرے پھر جب
حیض کے دن گذر جاوین تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرکے نماز ادا کرے اور
اگر استحاضہ سے پہلے عورت کی کوئی عادت مقرر نہو اور نہ حیض و استحاضہ مین تمیز کر سکتی ہو تو وہ
اپنی طرف سے ہر مہینے مین مثلاً چھ یا سات دن حیض کے مقرر کرے خواہ مہینے کے ابتدا
مین ہون یا درمیان مین پھر بعد اوسکے غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ استحاضہ والی عورت بڑے حکمون مین مانند
حکم پاک عورتون کی ہے پس جائز ہے مرد کو صحبت کرنی اپنی بیوی سے حالت استحاضہ مین نزدیک ہمارے
اور نزدیک جمہور علما کے حکایت کیا ہے اسکو ابن منذر نے ابن عباس رضی سے اور ابن مسیب اور حسن
بصری اور عطا اور سعید اور قتادہ اور حماد بن سلیمان اور مکحول بن عبد اللہ اور اوزاعی اور ثوری اور
مالک اور ابی ثور سے اور ابن منذر نے کہا کہ میرا بھی یہی قول ہے۔ اور عائشہ رضی سے روایت ہے کہ استحاضہ
کی حالت مین عورت سے صحبت کرنی درست نہین اور یہی قول ہے نخعی اور حکم کا اور ابن سیرین کہتے
کہ مکروہ ہے اور مختار مذہب جمہور کا ہے جو پہلے گذرا کہ استحاضہ کی حالت مین عورت سے
صحبت کرنی درست ہے اور دلیل اسپر یہ ہے جو حمنہ رضی سے روایت ہے کہ اوسکو استحاضہ آتا تھا اور
اسکا خاوند استحاضہ کی حالت مین اوس سے صحبت کرتا تھا روایت کی یہ حدیث ابو داود اور بیہقی
وغیرہ نے اور اسپر نماز اور روزہ اور اعتکاف اور قرآن پڑھنا اور اوسکو ہاتھ لگانا اور تلاوت
اور شکر کا سجدہ کرنا اور عبادتون کا اوسپر واجب ہونا پس استحاضہ والی ان تمام کامون مین مانند پاک عورتون
کی ہے اور اسپر سب کا اجماع ہے اور استحاضہ والی جب نماز پڑھنے لگے تو نجاست اور حدث کی پاکی کیواسطے
بہت احتیاط کرے یعنی اپنی فرج کو روئی یا کپڑے سے بھرے پس اگر اوسکے ساتھ خون بندھ رہے
تو اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر خون اوس سے بندھ نہ رہے تو اوسپر مضبوط کرکے ایک لنگوٹ باندھے
(یعنی اور اگر اس سے بھی خون بند نہو تو اوسپر اور کپڑا باندھے اور اگر اوس سے بھی بند نہو تو پھر کچھ
حرج نہین اوس حال مین اوسکو نماز پڑھنا درست ہے اور جبکہ اوسکو نماز پڑھنا درست ہے تو روزہ اور
اعتکاف وغیرہ کام کرنے اوسکو بطریق اولی درست ہونگے) اور یہ لنگوٹ باندھنا واجب ہے مگر وہ لنگوٹ
واجب نہین ایک کہ اوسکو لنگوٹ سے ضرر پہنچتا ہو دوسری یہ کہ وہ روزہ دار ہو کہ وہ دن کو اپنے روزہ

مین روئی نہ بہرے بلکہ صرف لنگوٹ باندہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ لنگوٹ کو وضو سے پہلے
باندہے اور بعد اوسکے وضو کرے بغیر دیر کے اور اگر پہلے لنگوٹ باندہے اور پیچھے وضو کرے ساتھ
بہت دیر کے تو اوسکا وضو صحیح نہین اور اگر لنگوٹ باندہے پہر خون نکلے بغیر تفریط کے تو نہ نماز باطل
ہوتی ہے اور نہ اوسکی طہارت باطل ہوتی ہے اور اگر اوسکے قصور سے خون نکلے کہ لنگوٹ کے
باندھنے مین قصور کیا ہوا اور یا پٹی اپنی جگہ سے ہلگئی ہو بسبب نہ مضبوط باندہنے اوس کے کے اور اوسکی وجہ سے
خون بہت ظاہر ہو تو اوسکا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نماز کے اندر ہو تو اوسکی نماز فاسد
ہوجاتی ہے اور اسپر ہر نماز کے لئے شرمگاہ مین نئی روئی بہرنی ضرور ہے یا نہین اسمین دیکھا جاوے کہ اگر
پٹی اپنی جگہ سے ہلجاوے یا پٹی کے کنارون پر خون ظاہر ہو تو واجب ہے دوبارہ بہرنا شرمگاہ کا
روئی وغیرہ سے والا واجب نہین پہر مذہب ہمارا یہ ہے کہ استحاضہ والی کو ایک وضو کے ساتھ ایک
فرض سے زیادہ پڑہنا درست نہین برابر ہے ادا ہو یا قضا لیکن نفلون کا پڑہنا درست ہے جسقدر
چاہے پڑہے اور یہی حکایت کیا گیا ہے عروہ اور سفیان ثوری اور احمد اور ابی ثور سے اور امام ابو
حنیفہ کہتے ہین کہ طہارت مقدر ساتھ وقت کے ہے پس ایک وضو سے ایک وقت مین جسقدر فرض اور
نفل پڑہے درست ہین اور امام مالک اور ربیعہ اور داؤد کہتے ہین کہ استحاضہ سے وضو نہین
ٹوٹتا پس جب وضو کرے تو اوسکے ساتھ جسقدر فرض اور نفل پڑہے درست ہین جبتک کہ نہ ٹوٹے
وضو اوسکا ساتھ غیر استحاضہ کے اور پہر کہا کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ استحاضہ والی کو نماز کیوقت داخل
ہونیسے پہلے وضو کرنا درست نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ درست ہے اور جب استحاضہ
والی وضو کرے تو نماز کیواسطے جلدی کرے دیر نہ لگاوے لیکن اگر نماز کے کسی سبب کے واسطے
دیر لگاوے مانند ستر عورت اور اذان اور اقامت وغیرہ کے تو درست ہے اور اگر دیر لگاوے واسطے
غیر اسباب نماز کے تو درست نہین اور پہر کہا کہ استحاضہ والیکو ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب ہے اور
یہی ہے مذہب جمہور علما کا سلف اور خلف سے اور یہی قول ہے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ
اور عائشہ کا اور یہی قول ہے عروہ اور ابی سلمہ اور مالک اور ابی حنیفہ اور احمد کا اور ابن عمرؓ اور
عطاؒ وغیرہ کہتے ہین کہ استحاضہ والی کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر دن
ایکبار غسل کرے انتہی ملخصا لیکن مختار قول جمہور کا ہے کہ ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب نہین

لہ یہ حدیث عدی بن ثابت کی ہے جو ابن ماجہ نے کتاب الطہارت کے باب استحاضہ کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

اور ہر نماز کیلئے غسل کرنے کی روایت محمول ہے استحباب پر واللہ اعلم کتاب ہے
نماز کے بیان مین ❊ صلوٰۃ نماز شرع مین ہیئت مخصوصہ کا نام ہے جسمین قراءۃ اور رکوع
اور سجود وغیرہ پایا جاوے۔ نماز پڑہنی فرض ہے پانچ بار ہر دن رات مین یعنی دو فرض فجر کے اور
چار رکعت فرض ظہر اور چار عصر کے اور تین شام کے اور چار عشاء کے اور افضل ہے سب عملون
مین سے جو شخص کہ اونکے لئے اچھی طرح وضو کرے اور اونکو اپنے وقت پر پڑہے اور اونکے
رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے تو اوسکے بدن مین کوئی گناہ باقی نہین رہتا جسطرح کہ ہر دن مین پانچ
بار نہانے سے بدن پر کچھہ میل نہین رہتا اور وہ نماز اوسکے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور دلیل ہوگی
اُسکے ایمان پر اور سبب ہوگی اُسکے نجات کا اور اللہ تعالیٰ پر ذمہ ہے اسبات کا کہ اوسکو بخشدے
اور جسنے نماز چھوڑی اوسنے کفر کیا یعنی کفران نعمت کیا پس اللہ تعالیٰ پر اوسکے بخشنے کا عہد نہین
چاہے اوسکو بخشے اور چاہے عذاب کرے۔ اور لڑکا جب سات برس کا ہو تو اوسکو نماز کا حکم کرنا
چاہیئے اور جب دس برس کا ہو تو اوسکو مار کر نماز پڑہانا چاہیئے اور اوسکو اپنے بچھونے سے جدا
سولانا چاہیئے۔ اور نماز ہر شخص پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت مگر تین آدمیون پر فرض نہین
اول چھوٹے لڑکے پر یہانتک کہ بالغ ہو۔ دوم سونیوالے پر جہانتک کہ جاگے۔ سوم دیوانہ پر یہانتک
کہ ہوش مین آوے۔ اور نہین جائز ہے شرک کرنا ساتھ خدا کے یعنی کسیکو اوسکے ساتھ ساجھی
ٹھہرانا درست نہین نہ اوسکی ذات مین اور نہ صفات مین اگرچہ اوسکے بدلے آدمی کو آگ مین جلایا جاوے
یا اوسکا سر کاٹا جاوے اور جو شخص کہ اوسکے ساتھ شرک کرے تو خدا اوسکو کبھی نہین بخشیگا باب
ہے نماز کے وقتون کے بیان مین ❊ اول وقت نماز ظہر کا وہ ہے جبکہ سورج آسمان کے
درمیان سے ڈہلجاوے اور اخیر وقت اوس کا وہ ہے کہ آدمی کا سایہ اُس کے برابر ہو ف امام
ترمذی نے کہا کہ اول وقت ظہر کا وہ ہے جبکہ ڈہلے آفتاب اور اخیر وقت اوسکا وہ ہے جبکہ ہر
چیز کا سایہ اُسکے برابر ہو اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ظہر کا وقت
دو مثل تک باقی رہتا ہے انتہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور ظہر اور عصر کے
نماز کے درمیان کوئی وقت مشترک نہین کہ اوسمین دونون کا پڑہنا درست ہو ف امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے امام شافعی اور اکثر علماء کے

کہ ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان کوئی وقت مشترک نہین کہ اوسمین ظہر کی نماز پڑہنی بہی درست ہو
اور عصر کی نماز پڑہنی بہی درست ہو بلکہ جب سایہ ہر چیز کا اوسکی برابر ہو جاوے سوائے اوس سائے
کے کہ زوال کیوقت ہوتا ہے یعنے سوائے سایہ اصلی کے تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب
عصر کا وقت داخل ہوا تو ظہر کا وقت کچہہ باقی نہین رہتا اور امام مالک اور بعضے علما کہتے ہین
کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اوسکے ہو تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت بہی نکلتا نہین بلکہ
اُس کے بعد بقدر چار رکعتون کے وقت مشترک ہوتا ہے کہ اُسمین ظہر کا پڑہنا بہی درست ہے اور عصر
کا پڑہنا بہی درست ہے انتہے۔ اور اول وقت عصر کا وہ ہے جبکہ سایہ ہر چیز کا اُس کی برابر ہو
یعنی سوای سایہ اصلی کے اور اخیر وقت اوسکا آفتاب کے ڈوبنے تک ہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور
علمائے کے کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اوسکے ہو تو عصر کی نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد ہوتا ہے اور یہ حدیثین حجت ہین اوپر اونکے اور دوسری جگہ کہا
کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ عصر کی نماز کے پانچ وقت ہین ایک وقت فضیلت کا اور وہ اول
وقت ہے، دوسرا وقت مختار اور وہ دو مثل تک ہے اور تیسرا وقت جواز کا ہے اور وہ سورج کے
زرد ہونے تک ہے اور چوتھا جواز مع الکراہت کا اور وہ زرد ہونے سے سورج ڈوبنے تک ہے
اور پانچوان وقت عذر کا اور وہ ظہر کا وقت ہے اوس شخص کے حق مین کہ ظہر اور عصر کو جمع کرکے
پڑہنے واسطے عذر کے تہہنے کے اور عصر کی نماز پانچ وقتون مین ادا ہوتی ہے قضا نہین اور جب سب
نماز سے پہلے سورج ڈوب جاوے تو نماز قضا ہو جاتی ہے انتہے اور ابو سعید اصطخری کہتے ہین
کہ دو مثل کے بعد عصر کا وقت قضا ہو جاتا ہے لیکن یہہ قول اُسکا مخالف ہے حدیث کے انتہے
اور اول وقت شام کا وہ ہے جبکہ آفتاب ڈوب جاوے اور اخیر وقت اُسکا سرخی ڈوبنے تک ہے
کہ بعد ڈوبنے آفتاب کے وتر تک رہتی ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون
مین دلیل ہے اسپر کہ شام کا وقت سرخی ڈوبنے تک باقی رہتا ہے ہمارے مذہب کا یہ ایک قول ہے اور ایک
قول یہ ہے کہ مغرب کا صرف ایک وقت ہے اور وہ سورج ڈوبنے کے بعد ہے بقدر اسکے کہ
طہارت کرے اور اپنا ستر ڈہانکے اور اذان اور اقامت کہے اور اگر نماز کو اسوقت سے تاخیر کرے

تو گنہگار ہوتا ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے اور ہمارے اصحاب یعنی اہل تحقیق کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے تاخیر کرنا اوسکا جب تک کہ سرخی غائب نہو اور جائز ہے شروع کرنا اوسکا ہر وقت مین اس زمانے سے اور اگر اول وقت سے اوسکو تاخیر کرے تو گنہگار نہین ہوتا یہی قول صحیح ہے کہ اسکے سوا اور قول پر عمل کرنا درست نہین انتہی اور پھر کہا کہ شفق سے مراد سرخی ہے جو کہ سورج ڈوبنے کے بعد دیر تک رہتی ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور جمہور فقہا اور اہل لغت کا اور ابو حنیفہ اور ایک جماعت کہتے ہین کہ مراد اوس سے سفیدی ہے کہ مغرب کے بعد دیر تک رہتی ہے اور راجح اور مختار پہلی بات ہے کہ مراد اوس سے سرخی ہے نہ سفیدی انتہی۔ اور اول وقت عشا کا وہ ہے جبکہ سرخی غائب ہو اور اخیر وقت اوسکا صبح صادق کے نکلنے تک ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ عشا کی نماز کا مختار وقت آدھی رات تک ہے اور اوسکے جواز کا وقت طلوع صبح صادق تک ہے واسطے اس حدیث کے کہ سونے مین قصور نہین قصور تو صرف جاگنے مین ہے کہ آدمی نماز نہ پڑھے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آوے اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور ابو سعید اصطخری کے نزدیک عشا کا اخیر وقت آدھی رات تک ہے جب آدھی رات گذر جاوے تو پھر بعد اوس کے عشا کی نماز قضا ہو جاتی ہے انتہی اور اول وقت نماز فجر کا وہ ہے جبکہ صبح صادق نکلے اور اخیر وقت اوسکا سورج نکلنے تک ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ احادیث مین دلیل ہے اسپر کہ فجر کی نماز کا وقت سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور ابو سعید اصطخری کہتے ہین کہ جب صبح روشن ہو جاوے تو فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے انتہی اور پھر کہا کہ جبریل کی حدیث واسطے بیان وقت مختار کے ہے اور تمام وقت جواز کے بیان کیواسطے نہین یعنی بلکہ جواز کا وقت اور حدیثون سے ثابت ہے انتہی

## باب ہے اول وقت نماز پڑھنے کے بیان مین

مستحب ہے پڑھنا نماز ظہر کا اول وقت مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے پڑھنا نماز ظہر کا اول وقت مین لیکن جب گرمی کی شدت ہو تو مستحب ہے پڑھنا ظہر کا ٹھنڈے وقت مین اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا کہ گرمی کی شدت مین ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھے اور یہی قول جمہور صحابہ کا اور پھر

کہا کہ حد ٹھنڈا کرنے کی وہانتک ہے کہ دیوارون کا سایہ اسقدر ہو جاوے کہ آدمی اسمین چل سکے۔
انتہے ملخصاً اور پھر کہا کہ ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا حکم صرف ظہر کی نماز مین ہے اور عصر کی نماز کو
ٹھنڈا کرکے پڑھنا کسی کے نزدیک درست نہین مگر نزدیک اشہب مالکی کے اور اسیطرح جمعہ کی
نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھنا بھی جمہور کے نزدیک درست نہین اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین
کہ اوسکو بھی ٹھنڈے وقت مین پڑھنا درست ہے واللہ اعلم۔ اور جائز ہے پڑھنا اوسکا ایک مثل تک
کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا نماز عصر کا اول وقت مین ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ دونون حدیثین صریح ہین اس مین کہ عصر کی نماز
اول وقت پڑھنا چاہیے انتہے اور جائز ہے پڑھنا اوسکا سورج ڈوبنے تک اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا
نماز مغرب کا اول وقت مین اور جائز ہے پڑھنا اوسکا سرخی ڈوبنے تک + ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ سورج ڈوبنے کے بعد شام
کی نماز مین جلدی کی جاوے اور اسپر سب کا اجماع ہے اور جن حدیثون مین سرخی ڈوبنے تک مغرب
کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے تو واسطے بیان جواز کے ہے یعنی شام کی نماز کو سرخی ڈوبنے تک
تاخیر کرکے پڑھنا جائز ہے جیسے کہ اوپر گذرا + اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا نماز عشا کا اول وقت
مین یعنی بعد غروب ہونے سرخی کے اور جائز ہے پڑھنا اوسکا طلوع صبح صادق تک ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علما کو اسمین اختلاف ہے کہ عشا کو اول وقت
مین پڑھنا افضل ہے یا آدھی رات تک تاخیر کرکے پڑھنا افضل ہے اور یہی دو قول ہین امام مالک اور
شافعی کے سو جو لوگ تاخیر کو افضل کہتے ہین اون کی دلیل یہ حدیثین ہین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو اونکو عشا کی نماز کیلئے آدھی رات تک تاخیر کرنیکا حکم کرتا
اور جو لوگ اول وقت پڑھنے کو افضل کہتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ہمیشہ
اول وقت پڑھا ہے اور بعض وقتون مین آپکا تاخیر کرکے پڑھنا واسطے بیان جواز کے تھا یا واسطے کسی
شغل اور عذر کے لیکن افضل ہے تاخیر کرے کہ آپنے اوسکی ترغیب دلائی اور جب نمازی جلدی جمع ہو جاوین
تو اوسکو جلدی پڑھنا افضل ہے اور جب نمازی دیر سے جمع ہون تو اوسوقت تاخیر کرنا افضل ہے لیکن
تاخیر کا افضل ہونا صرف آدھی رات تک ہے۔ اور اگر عشا کی نماز کو آدھی رات سے پیچھے تاخیر کرکے پڑھے

ف ۲۲۸ ف ۲۲۸ ف ۲۲۸ ف ۲۲۹ ف ۲۲۹

حدیث صحاح ستہ عمر کی تفصیل کے واسطے دیکھو اعلاء السنن پہلے فصل حصہ ۱۲

تو یہ کسی کے نزدیک افضل نہین ۔ اور جائز ہے پڑہنا عشا کی نماز کا طلوع صبح صادق تک اور
اسیطرح مستحب ہے پڑہنا نماز فجر کا اول وقت مین یعنی بعد طلوع صبح صادق کے اندھیرے مین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے پڑہنا نماز
فجر کا اول وقت مین اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا اور امام
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ روشن کر کے پڑہنا افضل ہے انتہے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے
حدیث کے اور جائز ہے پڑہنا اوسکا سورج نکلنے تک جیسے کہ اوپر گذرا + اور جائز ہے نماز اُس
شخص کی کہ پاوے ایک رکعت نماز سے یعنی اگر کسی شخص نے نماز سے ایک رکعت پائی پہر وقت
نکل گیا یعنی قضا ہو گیا تو باقی نماز قضا وقت مین یعنی دوسری نماز کے وقت مین ادا کرے
اور اُس کی سب نماز ادا ہو گی قضا نہ ہو گی اور یہی حکم ہے نماز فجر اور عصر کا کہ اگر کوئی فجر یا عصر
کی نماز سے ایک رکعت پاوے پہر وقت نکل جاوے یعنے سورج نکل آوے یا ڈوب جاوے پہلے سلام
پہیرنے سے تو اوسکی نماز باطل نہین ہوتی بلکہ صحیح ہو جاتی ہے اوسکو پورا کرے امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکہا ہے کہ عصر کی نماز صحیح ہونے پر تو سب کا اجماع ہے اور فجر کی نماز بہی امام شافعی اور احمد اور
تمام علما کے نزدیک اسصورت مین صحیح ہو جاتی ہے لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فجر کی نماز باطل ہو جاتی ہے
ساتھ نکلنے آفتاب کے کہ اُسوقت مین نماز پڑہنا درست نہین بخلاف ڈوبنے اوسکے کے کہ اوسوقت
مین نماز پڑہنی درست ہے اور یہ قول اونکا مخالف ہے اس حدیث کے انتہے لیکن جان بوجہہ کر نماز
کو اسوقت تک تاخیر کرنا بالاتفاق درست نہین اور یہی حکم ہے اون لوگون کا جنپر نماز فرض نہین
مانند نابالغ لڑکے کی کہ اسوقت بالغ ہو اور دیوانہ اور بیہوش کی کہ اسوقت ہوش مین آوین اور
حیض اور نفاس والی کی کہ اسوقت پاک ہون کہ اگر کوئی ان مین سے نماز یا وقت سے ایک رکعت پاوے
پہر وقت نکل جاوے تو وہ نماز اُسپر فرض ہو جاتی ہے اور اوسکا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور ایک رکعت
سے کم پاوے مانند تکبیر کی تو اوسمین امام شافعی کے دو قول ہین ایک یہ کہ واجب نہین
ہوتی واسطے مفہوم حدیث کے اور صحیح تر یہ ہے کہ واجب ہو جاتی ہے انتہی مافی النووی

## باب ہے قضا نمازون کے بیان مین ۔

اگر کئی نمازین قضا ہو جاوین تو اون کو باترتیب پڑہنا چاہیے یعنی مثلاً پہلے ظہر کو پڑہے

پہر عصر کو پہر مغرب کو وعلے ہذا القیاس جو نماز پہلے ہو اوسکو پہلے پڑہے اور جو نماز پیچھے ہو اوسکو
پیچھے پڑہے آگے پیچھے نہ کرے ف اگر قضا شدہ نمازین یاد ہون تو اکثر علما کے نزدیک
ترتیب واجب ہے اور اگر یاد نہون تو ترتیب واجب نہین جسطرح پڑہے درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ترتیب
واجب نہین اگر آگے پیچھے پڑہے تو نماز درست ہو جاتی ہے خواہ بہت نمازین ہون یا تہوڑی ہون
اور اسی قول کو ترجیح ہے اسلئے کہ حدیث سے فقط سنیت ثابت ہوتی ہے وجوب ثابت نہین ہوتا
کہ مجرد فعل امر وجوب پر دلالت نہین کرتا۔ اور اسیطرح وقتیہ اور قضا نمازون مین بہی ترتیب واجب نہین
ف اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہو اور قضا نمازین یاد آوین تو امام شافعی اور ابو حنیفہ اور اکثر علما جمہور
کے نزدیک ترتیب واجب ہے یعنی پہلے وقتی پڑہے پہر قضا پڑہے اور امام احمد اور مالک کہتے ہین کہ پہلے قضا پڑہے
اگرچہ وقتی قضا ہو جاوے اور اگر کوئی وقتی نماز پڑہے پہر یاد کرے کہ اس سے پہلے میری قضا ہے تو اوسکو چاہیے کہ پہلے
اس نماز کو قضا پڑہے اور پہر اس وقتی کو دوہراوے اور بعضے کہتے ہین کہ اختیار ہے خواہ پہلے پڑہے خواہ پیچھے
پڑہے مگر یہ سب اختلاف اسیوقت ہے کہ قضا نمازین بہت نہون اور اگر بہت ہون تو پہر سب علما کا اتفاق
ہے کہ پہلے وقتی کو پڑہے پہر قضا پڑہے اور حد قلیل کی بعضون کے نزدیک چار نمازین ہین اور حنفیہ
کے نزدیک ایکدن رات کی نمازین اور ابراہیم نے کہا کہ اگر کوئی ایک نماز مثلاً فجر کی بیس برس تک
پڑہنا بہول جاوے اور پہر بیس برس کے بعد اوسکو وہ نماز یاد آوے تو وہ فقط اسی ایک نماز کو قضا کرے
اور جو نمازین کہ بعد اوسکے بیس برس تک پڑہے ہین اونکو قضا نکرے ف جو شخص کہ جان بوجہہ کر نماز
قضا کرے اوسپر نماز کا قضا کرنا واجب ہے یا نہین اس مین اختلاف ہے بعض اہل ظاہر کہتے ہین کہ واجب
نہین صرف استغفار کرے اور جمہور علما کہتے ہین کہ اس نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور اسی قول
کو ترجیح ہے اسلئے کہ جان بوجہہ کر نماز چہوڑنیوالے کے حق مین نماز فرض ہے اور اوسکا ادا کرنا اوسکے
ذمہ لازم ہے اور اوسپر قرض ہے اور قرض ادا ہوتا مگر ساتھ ادا کرنے کے اور جب اسکو قضا کیا
اور پہر قضا کرکے پڑہا تو طلب اسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگی لیکن وقت سے نکالنے کا گناہ
اور اوسکے ذمہ باقی رہیگا انتہی مافی الفتح اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ فوت
شدہ نماز کا قضا کرنا واجب ہے برابر ہے کہ بعذر قضا ہو یا بلا عذر ہو اسواسطے کہ جب بعذر قضا واجب
ہوتی تو بعذر بطریق اولی واجب ہوگی اور یہ تنبیہ بالادنی ہے الاعلے کے تنبیہ ایسے ہے اور

بعض اہل ظاہر کہتے ہین کہ بے عذر فوت شدہ نماز کی قضا واجب نہین اور یہ محض خطا اور جہالت ہے
انتہی اور فوت شدہ نماز کا قضا کرنا فی الفور واجب نہین - اور اسیطرح مستحب ہے قضا کرنا
سنت موکدہ کا اور یہی ہے ایک قول امام شافعی کا ✤ **باب ہے نماز کی فضیلت**
**کے بیان مین** فجر اور عصر کی نماز کی اتنی فضیلت ہے کہ جو اونکو پڑھے وہ آگ مین
کبھی داخل نہین ہوگا اور دن رات چوکیدار فرشتے اندنون وقتون مین جمع ہوتے ہین اور
جو شخص کہ فجر کی نماز پڑھے تو اللہ تعالی کے ذمہ مین آجاتا ہے سو جو شخص اللہ کا ذمہ توڑے
اللہ اوسکو دوزخ مین منہ کے بل ڈالیگا اور اگر لوگ جانین کہ کتنا ثواب ہے عشا اور فجر کی نماز
مین تو آوین اوسکے واسطے اگرچہ چوتڑون پر گھسٹتے ہون اور جو شخص کہ عشا کی نماز جماعت
سے پڑھے تو اوسکو آدھی رات تک عبادت کرنیکا ثواب ملتا ہے اور جو شخص فجر کی نماز جماعت سے
پڑھے تو اوسکو تمام رات عبادت کرنیکا ثواب ملتا ہے اور صلوۃ وسطی عصر کی نماز کو کہتے ہین
**باب ہے اذان کے بیان مین** ✤ اذان کہنا سنت ہے ف جمہور علما کے نزدیک
اذان کہنا سنت موکدہ ہے اور امام مالک اور اوزاعی اور داؤد وغیرہ کے نزدیک واجب ہے اور بعض
کی نزدیک فرض کفایہ لیکن وجوب کو ترجیح ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تقریر
پر ہمیشگی کی اور اوسکے چھوڑنے کی کبھی اجازت نہین دی ورنہ اسکے سنت موکدہ ہونے مین تو کچھ بھی
شک نہین فتح الباری اور اذان کہنے کا طریق یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرکے پہلے چار بار اَللّٰہُ
اَکْبَرُ اور پھر دو بار اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور پھر دو بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اور پھر داہنے طرف منہ کرکے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور سنت ہے کہ پھرے سر اور گردن کو اور سینے
اور پاؤن کو قبلے سے نہ پھرے اور پھر بائین طرف منہ کرکے دو بار حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے اور
پھر قبلے کیطرف منہ کرکے دو بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور پھر ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے یعنی کہے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی
الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
یہ کل پندرہ کلمے ہین اور سنے اذان مین کہ اللہ سب سے بڑا ہے - اللہ سب سے بڑا ہے - اللہ سب

بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت
کی نہین۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین۔ گواہی
دیتا ہون مین اس کی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین۔ گواہی دیتا ہون مین اسکی
کہ حضرت محمد صلعم اللہ کے رسول ہین۔ آؤ طرف نماز کی۔ آؤ طرف نماز کی۔ آؤ طرف نجات کی
آؤ طرف نجات کی۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہین ہے کوئی لائق بندگی کے سوا اوسکے
اور اگر فجر کی اذان ہو تو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور اللہ اکبر کے درمیان دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ
النَّوْمِ کہے یعنی نماز بہتر ہے سونے سے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی اور
ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ اذان کے ابتدا مین اللہ اکبر چار بار کہا جاوے اور
امام مالک کہتے ہین کہ دوبار کہا جاوے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے۔ اور اگر
جاڑون یا مینہ کی رات ہو تو سنت ہے کہ اذان کے بعد یہ لفظ زیادہ کہے اَلَا صَلُّوْا
فِیْ رِحَالِکُمْ یعنے خبردار ہو اپنے گھرون مین نماز پڑھو اور مستحب ہے اذان کہنا ساتھ ترجیع کے
اور ترجیع کا طریق یہ ہے کہ پہلے بلند آواز سے چار بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر نرم آواز سے کہے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر بلند آواز سے کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر باقی
اذان معمولی طور سے کہے جیسے کہ اوپر گذرا پس بنا برا سکے اذان کے اونیس کلمے ہوئے ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ بڑی دلیل ہے اسپر کہ اذان کو ترجیع کے ساتھ کہنا
درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا کہ اذان مین ترجیع کرنا درست
ہے اور ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ اذان مین ترجیع درست نہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث
ہے اور زیادتی مقدم ہے انتہے یعنی پس قول ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور کہا کہ ایک
جماعت محدثین کے کہتے ہین کہ اختیار ہے خواہ ترجیع کرے یا نکرے اور صواب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے
اور ثابت ہے لیکن تکبیر کیوقت اذان کے سب کلمون کو ایک ایکبار کہے سوائے لفظ قد قامت الصلوٰۃ کے
کہ اوسکو دوبار کہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی اور احمد اور جمہور علما

کا مذہب یہ ہے کہ تکبیر کے گیارہ کلمے ہین یعنی کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اور امام خطابی نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور علما کا اور اسی پر عمل ہے حرمین مین اور ملک حجاز مین اور شام مین اور یمن مین اور مصر مین اور مغرب مین اسلام کے شہرون کی نہایت حد تک اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ تکبیر کے سترہ کلمے ہین اور یہ مذہب شاذ ہے اور امام مالک کہتے ہین کہ تکبیر کے دس کلمے ہین یعنی قد قامت کو بھی صرف ایکبار کہا جاوے اور کہا کہ ہمارا ایک شاذ قول یہ ہے کہ تکبیر کے ابتدا مین بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ ایکبار کہے اور اسکے اخیر مین بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ ایک ہی بار کہے پس بنا بر اسکے تکبیر کے آٹھ کلمے ہوئے اور صواب پہلی بات ہے کہ اوسکے ابتدا مین اور اخیر مین اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو دو بار کہے اور یہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تکبیر کے ابتدا مین اگرچہ بظاہر دو دو بار ہے لیکن بہ نسبت اذان کے ایک ایک بار ہے انتہی ملخصاً اس سے معلوم ہوا کہ اگر تکبیر کے نو کلمے کہے تو یہ بھی درست ہے اور موافق ہے ساتھ ظاہر حدیث کے کہ فرمایا کہ تکبیر مین سب کلمون کو ایک ایک بار کہا جاوے مگر لفظ قد قامت کو دو بار کہا جاوے واللہ اعلم اور مستحب ہے کہ اذان دینے والا بلند آواز اور خوش آواز ہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسپر سب کا اتفاق ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر ایک موذن خوش آواز ہو اور اذان کی اجرت چاہتا ہو اور دوسرا خوش آواز نہو اور مفت اذان دیتا ہو تو دونون مین سے کون اذان دے صحیح تر یہ قول ہے کہ جو شخص خوش آواز ہو وہی اذان دے اور اوسکو اجرت دی جاوے اور مستحب ہے کہ اذان کو خوب زور سے کہے اور اسیطرح مستحب ہے کہ اذان کو اونچی جگہ کہے اور مستحب ہے کہ اذان کو آرام کے ساتھ کہے جلدی نہ کرے یعنے ہر کلمے کو جدا جدا کہے اور تکبیر مین جلدی کرے اور اذان اور تکبیر کے درمیان فاصلہ کرے کہ کھانیوالا کھانے سے اور پینے والا پینے سے اور قضا حاجت والا اپنی حاجت سے فارغ ہو اور مستحب ہے کہ موذن اذان کیوقت اپنی انگلیون کو اپنے کانون مین گرداوے کہ اوس سے آواز بلند ہوتا ہے ف اور اسی پر عمل ہے نزدیک اہل علم کے کہ وہ مستحب ہے۔ اور مستحب ہے رکھنا دو موذنون کا واسطے ایک مسجد کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے رکھنا دو

موذنون کا واسطے ایک مسجد کے اور ایک صبح صادق سے پہلے اذان دے اور دوسرا صبح
صادق سے پیچھے اذان دے جیسیکہ بلال اور ام مکتوم کرتے تھے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر
دو سے زیادہ موذنون کی حاجت ہو تو تین اور چار اور زیادہ رکھنے بھی درست ہین اور جب لوگون
کی کثرت ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاجت کیواسطے چار موذن مقرر کئے تھے اور ہمارے
اصحاب کہتے ہین کہ چار سے زیادہ موذن رکھنے مستحب نہین مگر ضرورت ہو تو درست ہین اور جب دو
مقرر ہون تو مستحب ہین کہ یکبارگی اذان نکہین بلکہ اگر وقت فراخ ہو تو آگے پیچھے اذان کہین اور
اگر جھگڑین تو اونکے درمیان قرعہ ڈالا جاوے اور اگر وقت تنگ ہو اور مسجد فراخ ہو تو
اوسکے کنارون مین جدا ہو کر اذان کہین اور اگر مسجد تنگ ہو تو اکٹھے ہو کر اذان کہین اور یہ سب
اسوقت ہے کہ مختلف آوازون سے تہویش پیدا نہو اور اگر تہویش پیدا ہو تو صرف ایک ہی موذن
اذان کہے اور اگر تنازع کرین تو قرعہ ڈالا جاوے انتہے اور جائز ہے کلام کرنی درمیان اذان
کے موذن کو بھی اور سننے والیکو بھی اور سنت ہے کہ جو اذان کہے وہی تکبیر کہے اور اگر
اوسکے سوا کوئی دوسرا تکبیر کہے تو یہ بھی درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
کہا ہے کہ اگر موذن کئی ہون اور باترتیب اذان کہین تو پہلے اذان کہنے والا تکبیر کا زیادہ تر
حقدار ہے جبکہ دائمی موذن وہی ہے احیاء علوم مین کوئی موذن مقرر نہو اور اگر پہلے اذان کہنے والا دائمی
موذن کے غیر ہو تو پھر اونمین سے کون زیادہ تر حقدار ہے اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ دائمی
موذن زیادہ تر حقدار ہے اور اگر کوئی غیر آدمی تکبیر کہے تو اوسکی تکبیر بھی صحیح مذہب پر معتبر ہے
اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ معتبر نہین اور اگر سب موذن یکبارگی اذان کہین اور ایک کی تکبیر
پر اتفاق کرین تو فبہا والا اون کے درمیان قرعہ ڈالا جاوے اور ایک مسجد مین صرف ایک ہی تکبیر
کہے اور اگر ایک کی تکبیر کافی نہو تو زیادہ کی تکبیر بھی درست ہے جبتک کہ تہویش پیدا نہو انتہے ملخصا
اور جائز ہے اذان کہنا پہلے نکلنے صبح صادق کے ف امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم
کہتے ہین کہ اگر صبح صادق سے پہلے اذان کہے تو درست ہے اور پھر کہنے کی حاجت نہین
اور یہی ہے قول امام مالک اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق (اور جمہور علماء کا) اور بعض
کہتے ہین کہ اذان پھر کہے (یہ قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا ہے) اور صحیح پہلا قول ہے اور اسیطرح جائز

ہے اذان کہنا اندھے کو جبکہ کوئی اوسکو بتلانیوالا ہو۔ اور جائز ہے اذان کہنا سفر مین ف امام
ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے اکثر اہل علم کا کہ سفر مین اذان کہی جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صرف
تکبیر کہنا کافی ہے۔ اور اسیطرح سنت ہے اذان کہنا واسطے تنہا آدمی کے اور یہی قول ہے تینون اماموں
کا اور اسیطرح سنت ہے اذان کہنا واسطے قضا نمازون کے۔ اور نہین جائز ہے اذان کہنا
واسطے نماز عیدین کے اور نہ تکبیر کہنا ف اور یہ مثل اجماع ہونے کی ہے۔ اور نہین جائز ہے
اجرت لینی اذان کہنے پر ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ اذان
کہنے پر اجرت لینا مکروہ ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اذان کہنے پر اجرت لینا حرام ہے اور نہین جائز
لوٹ کرنا اوس گانو کا کہ اسمین اذان ملے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اذان منع کرتی ہے لوٹ کو اوس گانو کے لوگون پر اسواسطے
کہ وہ دلیل ہے اونکے اسلام کی۔ اور مکروہ ہے اذان کہنا بغیر وضو کے ف امام ترمذی
نے کہا کہ بعض اہل علم کہتے ہین کہ مکروہ ہے اذان کہنا بغیر وضو کے یہ قول شافعی اور اسحاق کا
ہے اور بعض اہل علم کہتے ہین کہ بیوضو اذان کہنا مکروہ نہین یہ قول سفیان اور ابن مبارک اور
احمد کا ہے۔ اور کفایت کرتی ہے ایک اذان واسطے دو نمازون کے جبکہ جمع کرے اونکو ایک
وقت مین لیکن ہر ایک کے لئے تکبیر جدا جدا کہے۔ اور نہین رد ہوتی ہے دعا درمیان اذان اور
تکبیر کے اور جائز ہے اذان کہنا اوپر کعبے کے ف اور اسیطرح جائز ہے اذان کہنا اوپر چھت
مسجد کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ قاضی عیاض نے کہا کہ مشروع ہے کہنا
اذان کا کھڑے ہوکر اور نہین جائز ہے کہنا اذان کا بیٹھکر اور یہی ہے مذہب سب علما کا سوا
ابو ثور اور ابو الفرج مالکی کے اور پھر کہا کہ مذہب ہمارا یہی ہے کہ کھڑے ہوکر اذان کہنا سنت ہے
اگر بیٹھ کر اذان کہے بغیر عذر کے تو اذان صحیح ہو جاتی ہے لیکن فضیلت فوت ہو جاتی ہے اور اسیطرح
اگر لیٹ کر اذان کہے اور کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہو تو بھی اذان صحیح ہو جاتی ہے اور
کوئی چیز ثابت نہین ہوئی کہ اذان کیواسطے کھڑے ہونا شرط ہے انتہی **باب ہے اذان**
کے جواب کے بیان مین مستحب ہے جواب دینا مؤذن کا یعنی جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر
کہے تو جو شخص کہ اوس کی اذان سنے وہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب پھر وہ اللہ اکبر اللہ اکبر

کہے تو سننے والا بھی اوسی طرح پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب موذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ کہے تو سننے والا اوسی طرح اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جب وہ دوسری بار
کلمہ کہے تو سننے والا بھی اوسیطرح کہے اور جب موذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
کہے تو سننے والا بھی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے اور جب وہ دوسری بار یہ کلمہ کہے
تو سننے والا بھی اوسیطرح کہے اور جب موذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو سننے والا کہے لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور جب دوسری بار حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو سننے والا بھی اوسیطرح
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور جب موذن کہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو سننے والا کہے لَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور جب وہ دوسری بار حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا بھی اوسیطرح
کہے اور جب موذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو سننے والا بھی اسیطرح کہے اور جب وہ کہے لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ تو سننے والا بھی کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حاصل یہ جو کلمہ موذن کہے وہی کلمہ سننے والا کہے لیکن
سننے والا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کے بدلے حَيَّ عَلَيْكَ نہ کہے بلکہ اُن کے بدلے حوقلہ کہے یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
جو شخص کہ سچے دل سے اذان کا جواب دے وہ بہشت مین داخل ہوگا۔ اور اسیطرح مستحب ہے درود
پڑھنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بعد فارغ ہونے کے اذان سے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھیگا خدا اُسکے سبب سے اُسپر دس بار رحمت کریگا۔ اور پھر بعد اسکے
مستحب ہے کہ یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ
الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ
نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ یعنے اے خدا اس پوری پوکار اور سدا رہنے والی نماز کے صاحب
دے محمد کو وسیلہ اور بڑائی اور پہونچا اوسکو سراہے مکان پر جسکا تو نے اوس سے وعدہ
کیا ف پوری پوکار یعنی اذان کہ ثواب کی تاثیر مین پوری ہے سدا رہنے والی یعنی قیامت
تک اُسکا حکم موقوف نہوگا اور وسیلہ بہشت مین ایک بہت عمدہ مکان ہے کہ وہ خاص
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے اور مقام محمود یعنے سفارش کا رتبہ جب قیامت
کی مصیبتون مین لوگ گرفتار ہونگے اور سب پیغمبر جواب دینگے کسیکی سفارش نہ کرسکینگے اوسوقت
ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیر تک خدا کے سامنے سجدے مین جاوینگے پھر لوگون کو بخشائینگے اسکا

نام مقام محمود ہے جو شخص خدا سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے وسیلہ مانگیگا یعنی اذان کے
بعد یہ دعا پڑھیگا اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخشائینگے یعنے خواہ اذان سننے والا ہو یا کہنے والا
اور اسیطرح مستحب ہے جواب دینا اذان کا ساتھ ہر ہر کلمے کے یعنی جب موذن ایک کلمے سے فارغ ہو
تو بعد اوسکے سننے والا اسکو کہے اور اسیطرح ہر ہر کلمے کے ساتھ اوسکو جواب دے لیکن موذن
کی تمام اذان سے فارغ ہونے کی انتظار نکرے اسطرح سے کہ جب موذن کل اذان سے فارغ
ہو تو اوسوقت سننے والا سب اذان کا جواب یکبارگی دے۔ اور اسیطرح مستحب ہے سننے والے
پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے کہنا اس کلمے کا
رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا جو شخص اسکو کہے اوسکے
سب گناہ بخشے جاتے ہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ موذن کا جواب
دینا ہر شخص کو مستحب ہے برابر ہے کہ باوضو ہو یا بیوضو ہو اور برابر ہے کہ جنبی ہو یا حائض وغیرہ ہو
لیکن نہین جائز ہے جواب دینا اذان کا پائخانے اور جماع وغیرہ کی حالت مین اور اسیطرح نہین
جائز ہے جواب دینا اوسکا حالت نماز مین خواہ فرض ہو یا نفل ہو یعنی جب نماز سے سلام پھیرے
تو اوسوقت اوسکا جواب دے لیکن اگر نماز کے اندر اسکا جواب دے تو امام شافعی کے اسمین دو
قول ہین ظاہر تر یہ ہے کہ مکروہ ہے لیکن نماز باطل نہین ہوتی اسواسطے وہ ذکر ہے اور اگر حی علی الصلوٰۃ
اور الصلوٰۃ خیر من النوم کہے تو اوسکی نماز باطل ہو جاتی ہے اگر اوسکا حرام ہونا اوسکو معلوم
اسواسطے کہ وہ آدمی کی کلام ہے اور اگر تلاوت اور تسبیح وغیرہ مین ہو تو اوسکو چھوڑکر اذان کا جواب دے
اور جسطرح کہ سننے والیکو اذان مین موذن کی پیروی کرنا سنت ہے اوسیطرح اوسکو تکبیر مین اوسکی پیروی
کرنا بھی سنت ہے اگر لفظ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کیوقت کہے اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا یعنی اللہ اسکو
ہمیشہ قائم اور دائم رکھے اور جب موذن فجر کی اذان مین اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو سننے والا صَدَقْتَ
وَبَرَرْتَ یعنی تونے سچ کہا اور پہونچا تو بھلائی کو اور قاضی عیاض نے کہا کہ نماز کیواسطے نماز کی حالت مین موذن کے
لفظ کی حکایت کرنا درست ہے یا نہین اسمین تین قول ہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مطلق منع ہے یعنی خواہ نماز فرض
ہو یا نفل ہو اور آیا اذان کا جواب دینا سننے والے پر واجب ہے یا مستحب ہے سو اسمین اختلاف ہے حکایت کیا اوسکو
طحاوی نے لیکن صحیح قول جسکے ساتھ جمہور علما قائل ہین یہ ہے کہ اذان کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہین ہے

ف صحیح مسلم ص ۱۶۶ ج ۱ باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه الا حیعلتین فیقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲

فصل ۔ باب ہے فضیلت اذان کے بیان مین ۔ اذان کہنے کی بڑی
فضیلت ہے اور اوسکا بڑا ثواب ہے اور یہ فضیلت کئی طرح سے ہے ایک یہ کہ جو شخص اذان کہے قیامت
کے دن اوس کی گردن لمبی ہوگی کہ شوق سے خدا کی رحمت کیطرف نظر کریگا یا پسینے کی لگام سے
محفوظ رہیگا اور ایک یہ کہ جہانتک مؤذن کی آواز پہونچے وہانتک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز
سنیگا اوسکے واسطے قیامت کے دن گواہی دیگا یعنی سب سننے والے جن اور آدمی اور فرشتے اور جانور اور درخت
اور زمین اور پہاڑ اوسکے ایمان کی گواہی دینگے اور ایک یہ کہ قیامت کے دن وہ مشک کے ٹیلے پر ہوگا
اور ایک یہ کہ وہ بہشت مین داخل ہوگا اور ایک یہ کہ جب مؤذن اذان کہے تو شیطان چھتیس کوس تک بھاگ
جاتا ہے گوز کرتا ہوا ۔ اور اگر کوئی بارہ برس تک اذان کہے تو اوسکے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے اور
اذان کے سبب سے اوسکے لئے ہر دن ساٹھ نیکیان لکھی جاتی ہین اور تکبیر کے بدلے تیس نیکیان لکھی جاتی ہین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علمائے سلف اور خلف کو اختلاف ہے اسمین کہ لوگ
نماز کیواسطے کب کھڑے ہون اور امام کسوقت تکبیر کہے سو امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے
کہ مستحب ہے کہ نہ کھڑا ہووے امام یہانتک کہ فارغ ہو مؤذن تکبیر سے اور قاضی نے امام مالک وغیرہ علما
علما سے نقل کیا ہے کہ مستحب ہے کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو اوسوقت لوگ کھڑے
ہون ۔ اور روایت ہے کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تو حضرت انس اوسوقت کھڑے ہوتے
تھے اور یہی قول ہے امام احمد کا اور امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ
کہے اوسوقت مقتدی کھڑے ہون اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو اوسوقت امام تکبیر کہے
اور جمہور علما سلف اور خلف سے کہتے ہین کہ نہ تکبیر کہے امام یہانتک کہ فارغ ہووے مؤذن
تکبیر سے انتہے ۔ باب ہے مسجدون کے بیان مین ۔ مسجد بنانے کا اتنا ثواب
ہے کہ جو شخص اللہ کیواسطے مسجد بناوے اور اوس سے صرف اللہ کی رضامندی چاہے نام نمود
غرض نہو تو اللہ تعالی اسکے لئے ویسا گھر بہشت مین بناتا ہے ۔ ف فتح الباری مین لکھا ہے
کہ ابن جوزی نے کہا کہ جو مسجد بنا کر اپنا نام اسپر لکھے اوسکو یہ ثواب نہین ملتا کہ وہ خلاص سے بعید ہے
اسیطرح بڑے مہون اور مزدورون کو بھی یہ ثواب مخصوص نہین ملتا کہ وہ اجرت لیکر بناتے ہین لیکن
کچھ ثواب اونکو ملتا ہے اگرچہ من وجہ ہو ۔ اور اسیطرح مسجد مین نماز پڑھنے کا بھی بڑا ثواب ہے کہ

گھر مین ایک نماز پڑہنے سے ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلے کی مسجد مین ایک نماز پڑہنے سے پچیس
نمازون کا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد مین ایک نماز پڑہنے سے پانچ سو نمازون کا ثواب ملتا ہے اور
بیت المقدس مین ایک نماز پڑہنے سے پچاس ہزار نمازون کا ثواب ملتا ہے اور مسجد نبوی مین ایک نماز پڑہنے
سے بہی پچاس ہزار نمازون کا ثواب ملتا ہے اور خانے کعبے کی مسجد مین ایک نماز پڑہنے سے
لاکھ نمازون کا ثواب ملتا ہے ف یہ ثواب اوسکے واسطے ہے جو مسجد مین تنہا نماز پڑہے
اور اگر اسمین جماعت سے پڑہے تو پچیس نمازون کا ثواب اسکو اور ملتا ہے ف اور اسیطرح
مسجد کیطرف چلکر آنیکا بہی بہت ثواب ہے کہ ہر قدم کے بدلے ثواب لکہا جاتا ہے پس جتنا دور سے چل کر
آوے اوتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص کہ گھر سے وضو کرکے فرض نماز کیلیے مسجد کیطرف
جاوے تو اوسکو حج کا ثواب ملتا ہے اور جو چاشت کی نماز کیواسطے جاوے اسکو عمرے کا ثواب ملتا ہے
اور اسیطرح جو شخص صبح و شام کو نماز کیواسطے مسجد کیطرف جاوے خدا تعالی اسکے لیے بہشت
مین مہمانی تیار کرتا ہے۔ اور اسیطرح مسجد مین بیٹہکر نماز کی انتظار کرنیکا بہی بہت ثواب ہے کہ فرشتے
اسکو دعا کرتے ہین کہ الٰہی اسپر رحم کر الٰہی اوسکی مغفرت کر لیکن جسکا وضو ٹوٹ جاوے اوسکو ثواب نہین ملتا
اور اسیطرح جسکا دل مسجد کیطرف لگا رہے اوسکو بہی بہت ثواب ہے کہ قیامت کے دن وہ عرش کے سایے تلے ہوگا
اور اسیطرح مستحب ہے خدمت کرنا مسجد کی اور اوسکو جہاڑو دینا اور پاک صاف رکہنا مستحب موکد ہے
واسطے احادیث صحیحہ اور مشہورہ کے انتہے۔ اور اسیطرح مستحب ہے لگانا خوشبو وغیرہ کا مسجد مین اور
اسی طرح مستحب ہے مسجد مین بہیجنا تیل کا اور جلانا چراغ کا۔ اور اسیطرح مستحب ہے بنانا مسجد کا اپنے محلے
مین یعنی اسواسطے کہ کبہی ایک محلے والون کو دوسرے محلے والون کی مسجد تک جانا مشکل ہوتا ہے
پس ثواب سے محروم رہتے ہین۔ اور اسیطرح مستحب ہے بنانا مسجد کا اوسجگہ کہ وہان کفار کا عبادت
خانہ ہو۔ اور واجب ہے پاک و صاف رکہنا مسجد کا میلے اور ناپاک چیزون سے اور اگر مسجد
کسی پلید چیز کے پڑنے سے ناپاک ہوجاوے تو واجب ہے پاک کرنا اوسکا اور دہونا اوسکا
پانی سے جیسے کہ اوپر گذرا۔ اور سنت ہے بنانا مسجد کا لکڑی اور کچی اینٹون سے بغیر زینت
اور زینت کے اور اگر پتہر یا پکی اینٹون سے بناوے تو یہ بہی درست ہے لیکن نہین
جائز ہے زینت دار بنانا اوس کو اور نقش کاری کرنی اوس مین اور جائز ہے مدد لینا

لوگون سے بیچ بنانے مسجد کے - اور اسیطرح جائز ہے اس مین مدد لینا بڑھیون اور
مزدورون سے لیکن نہین جائز ہے اس مین مدد لینا کافرون سے - اور اسیطرح جائز
ہے خادم رکھنا اور نذر ماننا فرزند کا واسطے مسجد کے کہ خدمت کرے اوس کی
اور جھاڑو دیوے اوسکو - اور اسیطرح جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف بانی وغیرہ کی
یعنی یہ کہنا کہ یہ مسجد فلان شخص کی ہے یا فلان قبیلے کی ہے درست ہے - اور اسیطرح
جائز ہے مسجد مین تقسیم کرنا مال کا اور لٹکانا کھجور کے گچھونکا - اور اسی طرح جائز ہے دعوت
کرنا اور قبول کرنا اوسکا مسجد مین یعنی اگر کوئی کسی کو مسجد کے اندر کہے کہ مینے تیری دعوت
کی اور وہ کہے کہ مینے قبول کی تو یہ درست ہے منع نہین - اور اسیطرح جائز ہے
لعان کرنا مسجد مین اور فیصلہ کرنا اوس مین درمیان مردون اور عورتون کے - اور اسیطرح
جائز ہے پڑھنا شعر کا مسجد مین - اور اسی طرح جائز ہے کھیلنا مسجد مین ساتھ برچھیون وغیرہ
ہتھیارون کے کہ جہاد مین کام آتے ہین - اور اسیطرح جائز ہے ذکر کرنا خرید فروخت
کا اور بیان کرنا حکم اوسکے کا لیکن نہین جائز ہے منعقد کرنا اوسکا مسجد مین - اور اسی
طرح جائز ہے مسجد مین قرض مانگنا کسی قرضدار سے اور تقاضا کرنا اوسکا - اور اسیطرح جائز
ہے اسمین حرمت بیان کرنی شراب کی اور حرمت تجارت اسکی کی یعنی شراب کی تجارت کی
حرمت اور اوسکے اور احکام کو مسجد مین بیان کرنا درست ہے - اور جائز ہے مسجد مین لانا تیر کا بشرط
کہ اوس کے پھل کو پکڑ رکھے تاکہ کسی مسلمان کو زخم نہ کرے - اور جائز ہے باندھنا قیدی
کا مسجد مین ف اور یہی حکم ہے قرضدار کا کہ اوسکو بھی مسجد مین باندھنا درست ہے -
اور اسیطرح جائز ہے کھڑا کرنا خیمہ کا مسجد مین واسطے بیمار وغیرہ کے یعنے اگرچہ زخمی ہو اور
اوس کا خون جاری ہو اور خیمہ نماز سے مانع ہو تو بھی اس کے لئے مسجد مین خیمہ
لگانا درست ہے - اور اسیطرح جائز ہے داخل کرنا اونٹ وغیرہ سواری کا مسجد مین
واسطے بیماری وغیرہ سبب کے - اور اسی طرح جائز ہے داخل ہونا مشرک کا مسجد
مین - اور جائز ہے دروازہ رکھنا اور کواڑ لگانا واسطے مسجد کے - اور اسی طرح
جائز ہے کھانا طعام اور گوشت کا بیچ مسجد کے اور اسیطرح جائز ہے سونا بیچ

اور اسی طرح جائز ہے سونا بیچ مسجد کے مرد کو بھی اور عورت کو بھی یعنی اگرچہ احتلام اور حیض کا
خوف ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک
مسجد مین سونا جائز ہے یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور ابن منذر نے کہا کہ ابن مسیب اور حسن
اور عطا نے مسجد مین سونے کی اجازت دی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ
اوس مین نہ سووے مگر نماز کے لئے ہو تو درست ہے اور اوزاعی نے کہا کہ مسجد مین سونا
مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا کہ مسافر کو مسجد مین سونا درست ہے اور گھر والے کو درست
نہین اور امام احمد نے کہا کہ اگر مسافر ہو تو اوسکو مسجد مین سونا درست ہے اور اگر کوئی اوسکو قیلولہ
یا رات گذارنے کی جگہ ٹھہرا رکھے تو درست نہین اور یہی قول ہے اسحاق کا انتہے لیکن صحیح قول
یہی ہے کہ مسجد مین سونا ہر شخص کو درست ہے خواہ مسافر ہو یا گھر والا ہو اور خواہ مرد ہو یا
عورت اور خواہ رات کو سووے یا دن کو واسطے دلیل سونے حضرت علی اور ابن عمر اور اہل
صفہ اور عرینین اور ثمامہ اور صفوان وغیرہ کے مسجد مین اور حدیثین انکی صحیح مین مشہور ہین
اور اسیطرح جائز ہے چت لیٹنا مسجد مین اور دراز کرنا پاؤن کا - اور اسیطرح جائز ہے حلقہ
باندھنا اور بیٹھنا مسجد مین واسطے بیان علم وغیرہ کے - اور اسیطرح جائز ہے بیٹھنا مسجد مین
بغیر وضو کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب مسلمانون
کا اسپر کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا جائز ہے لیکن اگر اعتکاف کرنے یا علم سیکھنے یا وعظ سننے
یا نماز کی انتظار کرنے کے واسطے اوس مین بیٹھے تو ثواب ہے اور اگر انمین سے کوئی کام بھی
نہو تو بھی جائز ہے - اور جائز ہے جگہ مقرر کرنی مسجد مین واسطے نماز کے جبکہ متبرک ہو ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اگر مسجد مین کوئی جگہ متبرک ہو تو اوسکو نماز کیواسطے
مقرر کرنا اور ہمیشہ وہین نماز پڑھنا درست ہے - اور حدیث نہی کی محمول ہے اسجگہ پر کہ متبرک
نہو اور اسیطرح تدریس علم اور افتا اور سماع حدیث وغیرہ کے مسجد مین سے کوئی جگہ مقرر رکھنا
درست بلکہ مستحب ہے - اور قاضی نے کہا کہ اگر حاجت ہو تو بالاتفاق درست ورنہ مکروہ ہے
ساتھ اختلاف کے انتہے - اور اسیطرح جائز ہے مسجد مین قینچی کرنا اور انگلیون کا یعنی اونگلیون
کو قینچی کی طرح آپسمین ڈالنا درست ہے خواہ مسجد مین ہو یا باہر ہو - اور اسیطرح جائز ہے

جائز ہے وضو کرنا بیچ مسجد کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسجد مین وضو
کرنا بالاتفاق جائز ہے مگر ایسی جگہ مین وضو کرے کہ اوس سے لوگون کو ایذا ہو تو وہ مکروہ ہے
اور یہی منقول ہے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور عطا اور طاؤس اور اکثر اہل علم سے اور ابن سیرین
اور مالک اور سحنون نے کہا کہ مسجد مین وضو کرنا مکروہ ہے انتہے اور جائز ہے مسجد بنانی گھرون
مین یعنی اگر کوئی نماز کیلئے گھر مین مسجد بنا دے تو درست ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے مسجد بنانا
بیچ جگہ قبرون مشرکون کے یعنی اگر کافرون کی قبرون کو کھود کر اونکی جگہ مسجد بنائی جاوے تو درست
ہے اور اسمین نماز پڑھنا جائز ہے اور اسیطرح جائز ہے مسجد بنانا بیچ راہ کے جبکہ اوسمین لوگون کو
ضرر نہو ف اور یہی قول ہے حسن اور ایوب اور مالک کا اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اپنے
ملک مین مسجد بنانا بالاجماع جائز ہے اور غیر کے ملک مین بالاجماع جائز نہین اور جو جگہ کہ کسی کے
ملک مین نہو جیسے راہ وغیرہ ہے تو جمہور کے نزدیک اسمین بھی مسجد بنانا درست ہے انتہے
اور جب کوئی مسجد مین داخل ہونیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ
اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول۔ اور جب اوسمین
سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یعنی اے
اللہ مین تیرا فضل اور رزق چاہتا ہون اور نیز مستحب ہے کہ پہلے اپنا داہنا پاؤن اوس مین داخل
کرے پھر بایان داخل کرے۔ اور نکلنے کیوقت اسکے برعکس کرے۔ اور جب مسجد کے اندر داخل
ہو تو چاہیے کہ دو رکعتین نفل پڑھے پہلے بیٹھنے سے ف اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے جب کوئی
مسجد مین داخل ہو تو اول تحیۃ المسجد پڑھے پھر مسجد مین بیٹھے اور یہ نماز واسطے تعظیم مسجد کے
مقرر ہوئی ہے اسلئے کہ یہ خانہ خدا ہے اور سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ یہ دو رکعتین مستحب ہین
لیکن بعض اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہین اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دو رکعتین ممنوع وقتون مین بھی
درست ہین اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور حنفیہ اور مالکیہ وغیرہ کہتے ہین کہ ممنوع وقتون مین اونکا
پڑھنا درست نہین اور امام نووی نے شرح صحیح مین لکھا ہے کہ یہ دو رکعتین ممنوع وقتون مین
مین بھی درست ہین اور یہی ہے مذہب ہمارا اور ایک جماعت کا اور حنفیہ وغیرہ کے قول کا
جواب یہ ہے کہ ممنوع وقتون مین منع وہ نماز ہے کہ اوسکا کوئی سبب نہو اسواسطے کہ حضرت صلعم

نے عصر کے بعد ظہر کی سنتین پڑھین پس اوقات نہی کی اس کے ساتھ تخصیص کی اور تحیۃ المسجد
کو آپ نے کبھی نہین چھوڑا بلکہ ایکبار جمعہ کے دن آپ خطبہ پڑھتے تھے سو ایک شخص آیا اور بدون
نفل پڑھے بیٹھ گیا آپ نے اسکو فرمایا کہ اوٹھکر دو رکعتین پڑھ لے باوجودیکہ خطبہ کیوقت کوئی نماز
پڑھنا درست نہین پس اگر ان نفلون کا چھوڑنا درست ہوتا تو اوسوقت ہوتا لیکن اون کے لئے
تحیۃ المسجد کی نیت کرنا شرط نہین بلکہ اگر فرض یا سنت موکدہ وغیرہ کی نیت کرے تو بھی کافی ہے
اور اگر جنازے کی نماز پڑھے یا شکر اور تلاوت کا سجدہ کرے یا ایک رکعت پڑھے ساتھ نیت
تحیۃ کی تو تحیۃ المسجد کی نماز ادا نہین ہوتی لیکن جب حاجی خانے کعبے کی مسجد مین داخل ہو تو
پہلے یہ نماز پڑھے بلکہ پہلے طواف قدوم کرے کہ اوسکا تحیہ یہی ہے اور بعد اوسکے دو رکعتین
نماز پڑھے انتہی ملخصا اور اسیطرح جب سفر سے پھر کر آوے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد مین آکر دو
رکعتین نفل پڑھے **ف** یہ نفل تحیۃ المسجد کے سوا ہین انکے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کی نماز ادا نہین
ہوتی ۔ اور نہین جائز ہے بنانا مسجد کا پیغمبرون کی قبرون پر **ف** پیغمبرون کی قبرون کو مسجد
بنانا تین طور سے ہوتا ہے ایک یہ کہ تعظیم کی رو سے اون کی قبرون کو سجدہ کیا جاوے اور ایک
کہ نماز کے اندر رو سے اون کیطرف متوجہ ہو اور ایک کہ اہانت کے رو سے پیغمبرون کی قبرون
کو اوکھاڑ کر اون کی جگہ مسجد بنائی جاوے سو پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنانا کسی طرح سے
درست نہین کہ پہلے دو نو صورتون مین شرک لازم آتا ہے ۔ اور تیسری صورت مین کفر لازم آتا
ہے اور یہی حکم ہے ولیون کی قبرون کا کہ اون کی طرف سجدہ کرنا اور اون کی طرف متوجہ ہونا
بھی درست نہین بخلاف کافرون کے کہ اون کی قبرون کو کھود کر اون کی جگہ مسجد بنانا درست ہے
جیسیکہ اوپر گذرا اس لئے کہ اس سے کہ اُن کی تعظیم مقصود نہین بلکہ اُن کی اہانت اور ذلت
ہے ۔ اور نہین جائز ہے سفر کرنا طرف کسی جگہ کے سوائے تین مسجدون کے ایک تو مسجد اوسیا
والی یعنی خانہ کعبہ دوسری مدینے مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد تیسری ملک شام مین مسجد
اقصی یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی بنائی ہوئی یعنی اللہ کیطرف
تقرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لئے ان تین مسجدون کے سوا اور کسی جگہ اور مکان متبرک
کیطرف سفر کرنا درست نہین برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہین

بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اوسکے لئے ہر جگہ اور ہر مکان
کیطرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع۔ اور نہین جائز ہے تلاش کرنا اور پوچھنا گم ہوئی چیز کا مسجد
مین یعنی بلکہ مسجد سے باہر نکل کر یا اوسکے دروازے پر لوگون سے پوچھے اور اگر کوئی مسجد مین
گم ہوئی چیز تلاش کرے تو اوسکو زجر اور منع کے طور سے یون کہا جاوے کہ خدا کرے تجکو نہ
لیکن مسلمان کے لئے دل سے ایسی بددعا نہ کرے کہ وہ منع ہے اور اسیطرح نہین جائز ہے
مسجد مین کرنا بیع وشرا کا اور اگر کوئی مسجد مین بیع وشرا کرے تو اوسکو زجر کے طور پر یون کہا جاوے
کہ خدا تجھکو اسمین نفع نہ دے لیکن اسمین بھی مسلمان کے لئے تہ دل سے بددعا نکرے اس لئے کہ اس
مقصود صرف یہی سمجھانا ہے کہ مسجدان کامون کے لئے نہین بنائی گئی بلکہ عبادت کے لئے بنائی
گئی ہے لیکن فتح الباری مین لکھا ہے کہ اگر مسجد مین کسی چیز کی بیع ہو جاوے تو وہ بیع بالاتفاق
صحیح اور منعقد ہو جاتی ہے انتہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی حکم ہے
اجارے وغیرہ سب عقود کا کہ اونکو بھی کرنا درست نہین۔ اور قاضی نے کہا کہ اسیطرح سینا
وغیرہ بھی مسجد مین درست نہین اور یہی حکم ہے سب صنائع کا کہ لوگون کے نفع کے واسطے خاص
ہون لیکن جن صنائع مین کہ سب مسلمانون کا دینی فائدہ ہو اونکا مسجد مین کرنا درست ہے مانند
آلات جہاد وغیرہ کی اور بعضے کہتے ہین کہ مسجد مین لڑکون کو پڑھانا بھی درست نہین لیکن اکثر علماء
کے نزدیک مسجد مین لڑکون کا پڑھانا درست ہے۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے شور کرنا اور
بلند کرنا آواز کا مسجد مین ف امام نووی نے شرح صحیح مین لکھا ہے کہ امام مالک وغیرہ ایک
جماعت کے نزدیک مسجد مین آواز بلند کرنا مطلق جائز نہین یعنی برابر ہے کہ علم کے ساتھ بلند
آواز کرے یا کسی اور کلام کے ساتھ بلند کرے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ علم کے ساتھ مسجد مین
آواز بلند کرنا درست ہے اور اسیطرح جھگڑے وغیرہ کے ساتھ جسکے لوگون کو حاجت ہو بھی
مسجد مین آواز بلند کرنا درست ہے اور اسیطرح نہین جائز ہے قائم کرنا حدون کا مسجد مین یعنی
قصاص اور حد زنا وغیرہ کا مسجد مین قائم کرنا درست نہین اور اسیطرح قصاص طلب کرنا بھی
اسمین درست نہین۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے تھوکنا اور سینڈھ ڈالنا بیچ مسجد کے کہ وہ
گناہ ہے یعنی برابر ہے کہ نماز مین ہو یا باہر ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے

مسجد مین تہوکنا مطلق گناہ ہے خواہ حاجت ہو یا نہو بلکہ اپنے کپڑے مین تہوک کر اوسکو ڈالی اور اگر
مسجد مین تہوکے تو اُس نے گناہ کیا پس لازم ہے کہ اوسکو مٹی وغیرہ سے دفن کر ڈالے کہ یہی کفارہ ہے
یہی صواب ہے کہ مسجد مین تہوکنا گناہ ہے جیسکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہولکر بیان فرمایا اور یہی ہے قول
سب علما کا اور قاضی نے کہا کہ گناہ صرف اوسی کے حق مین ہے جو اوسکو دفن نہ کرے اور اگر دبا دینے کا
ارادہ ہو تو مسجد مین تہوکنا درست ہے اور یہ قول اُسکا صریح غلط اور باطل ہے مخالف ہے ظاہر نص حدیث
کے اور مراد ساتھ دفن کرنے اوسکے کے نزدیک جمہور علمائے کے یہ ہے کہ اگر مسجد کے اندر مٹی یا کنکر ہون
تو اوسکو مسجد ہی مین دبا دیوے باہر نکالنے کی کوئی حاجت نہین اور اگر اُس مین مٹی وغیرہ نہو تو اوسکو مسجد
سے باہر نکال ڈالے اور اسیطرح نہین جائز ہے تہوکنا نماز کی حالت مین طرف قبلے کی کہ خدا قبلے کے
سامنے ہے۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے اوسکو تہوکنا داہنی طرف اپنی کہ اوسطرف فرشتہ ہے
یعنی خواہ مسجد مین ہو یا کسی اور جگہ ہو بلکہ اپنی بائین طرف یا اپنے بائین پاؤن کے تلے تہوکے لیکن امام
نووی نے لکہا ہے کہ بائین پاؤن کے تلے تہوکنے کا حکم مسجد کے سوا اور جگہ کا ہے یعنی مانند میدان
وغیرہ کے کہ ایسی جگہ نماز کے اندر بائین پاؤن کے تلے تہوکنا درست ہے۔ اور اگر مسجد مین ہو اور نماز
کے اندر تہوک آوے تو اوسکو کپڑے مین لیکر مل ڈالے اسواسطے کہ مسجد مین تہوکنا مطلق گناہ ہے جیسکہ
اوپر گذرا اور اسیطرح نہین جائز ہے داخل ہونا مسجد مین اوس شخص کو کہ کہایا ہو اوسنے کچا لسن یا پیاز
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب جمہور کا کہ جو کچا لسن یا پیاز کہاوے
وہ مسجد مین نہ آوے اور علمائے نے کہا کہ کہانیوالی چیزون وغیرہ مین سے جو چیز بو دار ہو سب کا یہی حکم ہے
اور ابن مرابط نے کہا کہ جسکے منہ یا زخم سے بو آتی ہو اوسکا بہی یہی حکم ہے کہ مسجد مین نہ آوے اور یہی
حکم ہے مسجد کے سوا اور جگہون کا کہ نماز کے لئے وہان لوگ جمع ہوتے ہین مانند عیدگاہ اور جنازہ
وغیرہ کی اور یہی حکم ہے مجلس علم اور ذکر اور ولیمہ وغیرہ کا کہ لسن اور پیاز وغیرہ کہا کر اِن مجلسون مین
بہی آنا درست نہین لیکن ایسے شخص کو مسجد مین آنا درست نہین خواہ اوسمین کوئی آدمی ہو یا نہو اسواسطے
کہ وہ فرشتونکی جگہ ہے انتہے لیکن لسن اور پیاز وغیرہ کا کہانا بالاجماع حلال ہے خواہ کچا ہو یا پکا
اور بعض اہل ظاہر سے محکی ہے کہ وہ حرام ہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے کہ جسکو اللہ تعالے
نے حلال کیا ہو مین اوسکو حرام نہین کر سکتا انتہے ملخصاً اور اگر پکا کر لسن پیاز وغیرہ کہایا ہو تو اوسکو

مسجد مین آنا درست ہے اور اسیطرح نماز کے باہر بھی قبلے کیطرف اور داہنی طرف تھوکنا جائز نہین
اور اگر کوئی مسجد مین تھوک یا سینڈھ دیکھے تو واجب ہے کہ اوسکو ہاتھ یا کسی چیز سے گھرچ کر پھینکدے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ چارپایون اور دیوانون
اور لڑکون کا (کہ مسجد کی تمیز نرکھتے ہون) بغیر حاجت کے مسجد مین داخل کرنا مکروہ ہے یعنی جائز ہے
مع الکراہۃ اسلئے کہ خوف ہے کہ مسجد کو ناپاک کر ڈالین لیکن حرام نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونٹ پر طواف کیا اور یہ کراہت کے منافی نہین اسواسطے کہ یہ فعل بیان جواز کے لئے کیا لیکن صحیح یہ بات
ہے کہ لڑکون وغیرہ کا مسجد مین لانا جائز ہے بلا کراہت اور پھر کہا کہ حرام ہے داخل کرنا نجاست کا مسجد مین
اور اگر کسی کے بدن پر نجاست ہو اور مسجد کے ناپاک ہونے کا خوف ہو تو اوسکو مسجد مین آنا درست
نہین اور اگر مسجد کے ناپاک ہونیکا خوف نہو تو جائز ہے۔ اور اگر مسجد مین فصد کرادے بغیر کسے
باہن کے تو حرام ہے اور اگر کسی باسن مین خون ٹپکے تو درست ہے مع الکراہۃ اور اگر مسجد کے
اندر کسی باسن مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین صحیح تر یہ ہے کہ حرام ہے انتہی۔ اور اسیطرح نہین
جائز ہے مسجد مین ڈالنا جون کا اور نہین لائق ہے مسجد مین ٹھہرانا راہ کا یعنی مسجد کے بیچ مین سے راہ مقرر کرنا
اور آنا جانا لائق نہین اور اسیطرح نہین لائق ہے اوسمین کھینچنا ہتھیار کا اور نہ پکڑنا کمان کا اور نہ پھیلانا
تیرون کا۔ اور اسیطرح نہین لائق ہے اسمین لانا گوشت کچے کا۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے مسجد مین رکھنا
طاقی کا اپنے گھر کیطرف سے

## باب ہے نماز کی جگہون کے بیان مین۔

جائز ہے نماز پڑھنا سب زمین پر ہر جگہ مین۔ اور جائز ہے نماز پڑھنا گھرون مین۔ اور اسیطرح جائز ہے
مسجد بنانا گھرون مین یعنی اگر کوئی نماز کے لئے اپنے گھر مین کوئی جگہ مقرر کرے تو درست ہے
اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا نصاری کے گرجے مین یعنی جبکہ اوسمین تصویرین نہون ف
اور یہی ہے حکم سب کفار کے عبادتخانون کا کہ اگر اون مین بت اور تصویرین نہون تو اونمین نماز
پڑھنا درست ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا چھت پر اور منبر پر اور لکڑی پر اور کشتی مین
ف مسروق وغیرہ کے نزدیک لکڑی پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مسروق جب کشتی پر سوار ہوتے
تو اپنے ساتھ کچی اینٹ اٹھا لیتے تھے سو یہ قول اور فعل اونکا مخالف ہے حدیث کے لیکن جب کشتی مین نماز
پڑھے تو فرض ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے مگر جبکہ غرق کا خوف ہو تو اوسمین بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے

ف اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ کشتی مین بیٹھے نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ کپڑے ہونے کی طاقت رکھتا
ہو لیکن یہ قول اونکا مخالف حدیث کے ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جائز ہے نماز پڑھنا برف پر
اور پل پر اگرچہ اونکے تلے پیشاب جاری ہو یا آگے ہو مگر نمازی اور پیشاب کے درمیان کوئی پردہ ہو
یعنی پلیدی کا دھونا اوسی وقت لازم ہے کہ نمازی کے کپڑے کو لگ جاوے اور اگر درمیان مین کوئی
پردہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا چٹائی اور بچھونے پر ف امام نووی
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرش پر نماز پڑھنا درست ہے برابر ہے
کہ فرش کپڑے کا ہو یا چٹائی کا یا رون اور بالون وغیرہ کا اور برابر ہے کہ زمین سے پیدا ہوا ہو یا نہو اور یہی
ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا اور قاضی نے کہا کہ جو چیز زمین سے پیدا ہو اوسپر نماز پڑھنا
مکروہ نہین اور جو چیز زمین سے پیدا نہو مانند قالین اور نمدون وغیرہ کی اوسپر نماز پڑھنا بالاجماع
جائز ہے لیکن زمین پر پڑھنا افضل ہے بنسبت فرش کی لیکن اگر گرمی اور سردی کی وجہ سے ہو تو اوسپر بھی
افضل ہے انتہی ف اور ابراہیم نخعی وغیرہ کہتے ہین کہ فرش اور قالین پر نماز پڑھنا مکروہ ہے
لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح جائز ہے شدت گرمی مین سجدہ کرنا اوس
کپڑے پر کہ پہنا ہوا اوسکو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور
جمہور کا کہ جس کپڑے کو پہنے ہو اوسکے کنارے پر سجدہ کرنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک متصل
کپڑے پر سجدہ کرنا درست نہین لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث کے لیکن نہین جائز ہے نماز پڑھنا
بیچ قبرون کے ف یعنی سالم قبرون مین نماز پڑھنا درست نہین خواہ قبر نمازی کے آگے ہو یا پیچھے
یا اونکے درمیان ہو لیکن اگر پڑھ لے تو درست ہے اور اسیطرح نہین جائز ہے نماز پڑھنا بیچ جگہ روڑی
کے کہ وہان جانورون کا پائخانہ ڈالا جاتا ہو اور نہ بیچ جگہ ذبح ہونے جانورون کے اور نہ بیچ راہ کے
اور نہ بیچ حمام کے اور نہ بیچ جگہ بیٹھنے اونٹون کے اور نہ اوپر چھت کعبے کے ف بعضے کہتے ہین کہ یہ
نہی تنزیہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تحریمی ہے لیکن ترجیح حرمت کو ہے والا تخصیص کے کوئی معنی نہ تھے کہ نہی تنزیہی
جواز مین داخل ہے پس اندر نصوص ان جگہون کی تخصیص کرنیکا کوئی فائدہ نہوگا لیکن اگر کوئی ان جگہون
مین نماز پڑھ لے تو نماز درست ہو جاویگی دوہرانا اوسکا واجب نہین گو گنہگار ہوگا۔ اور اسیطرح نہین
جائز ہے نماز پڑھنا بیچ جگہ بیٹھنے بکریون کے وہان اونکا پائخانہ اور پیشاب پڑتا ہو اس لئے کہ

پاخانہ اور پیشاب سب جانورون کا ناپاک ہے جیسا کہ مذہب جمہور علما کا ہے جیسے کہ اوپر گذرا پس ایسی
جگہ مین نماز پڑہنا درست نہین لیکن جن لوگون کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب حلال جانورون کا
پاک ہے اونکے نزدیک بکریون کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑہنا درست ہے۔ اور مکروہ ہے نماز پڑہنا
بیچ جگہ وہس جانے اور عذاب نازل ہونے کے **باب ہے قبلے کے بیان مین** فرض ہے
منہ کرنا طرف قبلے کی بیچ حالت نماز کے یعنی جب کوئی فرض نماز پڑہنے لگے تو فرض ہے اوسکو
کہ قبلے کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے برابر ہے کہ وہ نمازی مشرق مین ہو یا مغرب مین ہو اور برابر ہے
کہ پورب مین ہو یا پچھم مین ہو اور برابر ہے کہ سفر مین ہو یا حضر مین ہو جہان کہین ہو وہین سے قبلے
کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ نہین جائز ہے
پڑہنا فرض نماز کا طرف غیر قبلے کے اور نہ اوپر سواری کے اور اسپر سب کا اجماع ہے مگر شدت
خوف کیوقت غیر قبلے کیطرف اور سواری پر نماز پڑہنا درست ہے۔ اور اگر کوئی سفر مین سواری
پر ہو تو بہی اسکو فرض ہے کہ سواری سے نیچے اوترکر قبلے کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے لیکن نفل نماز
مین اوسکو قبلے کیطرف منہ کرنا واجب نہین بلکہ جسطرف سواری کا منہ ہو اوسی طرف منہ کرکے اون کو
پڑہنا درست ہے برابر ہے کہ اُسکا منہ قبلے کیطرف ہو یا کسی اور طرف ہو۔ اور اسیطرح نہین واجب
منہ کرنا طرف قبلے کی وقت سہو اور بہول کے یعنی اندہیری رات مین اگر کسیکو قبلہ معلوم نہو اور وہ
خوب کوشش اور فکر کرکے ایکطرف قبلہ ٹہراکر نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اوسکو معلوم ہو کہ
اُسنے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑہی وہ قبلہ نہین تہا تو اس صورت مین نماز کا دوہرانا اُسپر
فرض نہین کہ وہ نماز اوسکی جائز ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور شعبی اور عطا وغیرہ کا
اور امام شافعی کے نزدیک اوس نماز کا دوہرانا لازم ہے اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کشتی مین
کہڑے ہوکر نماز پڑہے اور کشتی غیر قبلے کیطرف گہوم جاوے تو اوسکی نماز فاسد نہین ہوتی کذا
فی البخاری **ف** مدینے اور شام والون کا قبلہ دکہن مین ہے۔ اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے
پورب کیطرف واقع ہین اونکا قبلہ سیدہا پچھم کیطرف ہے اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے پچھم کیطرف
واقع ہین اونکا قبلہ سیدہا پورب کیطرف ہے۔ اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے دکہن کیطرف واقع
ہین اونکا قبلہ سیدہا اوتر کیطرف ہے اور جو لوگ کہ کہونٹون مین رہتے ہین اونکا حکم بہی اسی پر قیاس

کرنا چاہئے کہ اونکا قبلہ اونکے مقابل کے کھونٹ مین ہے وہ اوسطرف منہ کرکے نماز پڑھین واللہ اعلم

## باب ہے ستر کے ڈھانکنے کے بیان مین

نماز مین کپڑا پہننا اور اپنے شرمگاہ کو ڈھانکنا فرض ہے اور ننگے نماز پڑھنا درست نہین اسلئے کہ ستر ڈھانکنا صحت نماز کے لئے شرط ہے ساتھ دلیل آیت خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہے کپڑے پہنو نزدیک آنے ہر مسجد کے یعنی طواف اور نماز ننگے مت کرو پس بغیر ستر ڈھانکنے کے نماز درست نہین پس جائز ہے نماز پڑھنا صرف ایک کپڑے مین یعنی چادر مین جبکہ ڈھانکے ستر کو اگرچہ اور کپڑا بھی موجود ہو اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا ایک کرتے مین بشرطیکہ اوسکو تکمہ لگاوے اگرچہ کانٹے سے ہو یا ایک قبا مین جبکہ ڈھانکے ستر کو اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا ایک پائجامے مین اور ایک جھانگے وغیرہ مین لیکن اگر وسعت ہو تو افضل ہے کہ دو کپڑون مین نماز پڑھے یعنی یا تو چادر اور تہ بند مین یا تہ بند اور کرتے مین یا تہ بند اور قبا مین یا پائجامے اور چادر مین یا پائجامے اور کرتے مین یا پائجامے اور قبا مین یا جھانگے اور کرتے مین یا جھانگے اور چادر مین یا اور کسی قسم کے دو کپڑون مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ایک کپڑے مین نماز پڑھنا بالاجماع جائز ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین مگر ابن مسعود رض کو کہ انکے نزدیک صرف ایک کپڑے مین نماز پڑھنا درست نہین اور یہ قول اونکا صحیح نہین اور نیز اجماع ہے سب کا اسپر کہ دو کپڑون نماز پڑھنا افضل ہے بہ نسبت ایک کپڑے کے انتہے لیکن اگر صرف ایک کپڑے مین نماز پڑھے اور کپڑا فراخ ہو تو چاہئے کہ کچھ کپڑے سے اپنے کندھے ڈھانکے یعنی یا تو اوسکو نماز مین بدن پر لپیٹ لے یعنی اوسکے دونو کھونٹ اپنے کندھون پر جدا جدا ڈالے۔ یعنی کپڑا لیکا داہنا کنارہ داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین مونڈھے پر ڈالے اور اوسکا بایان کنارہ بائین بغل کے نیچے نکال کر داہنے مونڈھے پر ڈالے پھر اگر دونون کنارے لانبے ہون گرنیکا خوف نہو تو پس یہی کافی ہے اور اگر کنارے چھوٹے ہون گرنے کا خوف ہو تو جو کنارہ داہنے مونڈھے پر ہے اوسکو پیچھے سے بائین ہاتھ کے نیچے لاکر اور جو کنارہ کہ بائین مونڈھے پر ہو اوسکے نیچے سے داہنے ہاتھ کے نیچے لاکر دونون کو سینے پر گرہ دے تاکہ ستر کھلنے کا خوف نرہے اور یا آدھے سے لنگ باندھے اور آدھے سے کندھے ڈھانکے لیکن نہین جائز ہے نماز پڑھنا بکل مارکے کہ نماز یا کسی اور کام کیلئے ہاتھ باہر نکلے

اور اگر کپڑا تنگ ہو تو اوسکا تہ بند باندھے کہ ستر کھلنے کا خوف نرہے اور اگر تہ بند کے اوپر کے
دونو کنارون کو گردن کے نیچے مخالف کرکے باندھے تو بھی درست ہے لیکن نماز مین کندھون کو
ڈھانکنا مستحب ہے واجب نہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب
امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور کا کہ نماز مین کندھون کو ڈھانکنا مستحب ہے واجب نہین
پس اگر ایک کپڑے مین ستر ڈھانککر نماز پڑھے تو اُس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے ساتھ کراہت کے
اگرچہ اوسکے کندھون پر کوئی چیز نہو برابر ہے کہ کسی چیز سے کندھے ڈھانکنے کی قدرت رکھتا
ہو یا نہ رکھتا ہو اور امام احمد اور بعض سلف کے نزدیک اگر کسی چیز سے کندھے ڈھانکنے طاقت رکھتا
ہو اور پھر ننگے کندھے نماز پڑھے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی اور امام احمد سے ایک قول مین
صحیح ہو جاتی ہے لیکن گنہگار ہوتا ہے انتہے۔ اور اسیطرح عورت کو بھی ایک کپڑے مین نماز
پڑھنا درست ہے جبکہ ڈھانکے اُسکے تمام بدن کو سوائے منہ اور ہاتھون کے ف امام
ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کیلئے دو کپڑون کا ہونا ضرور ہے ایک پیراہن
اور ایک اوڑھنی اس سے کم کرنا جائز نہین اور عطا کے نزدیک تین کپڑے ضرور ہین اور ابن سیرین
کے نزدیک چار انتہے۔ اور ستر مرد کا ناف سے گھٹنون تک ہے اور عورت کا سب بدن ستر ہے
سر سے پاؤن تک بغیر منہ کے اور ہاتھ کے یعنی نماز کی حالت مین مرد کو ناف سے گھٹنون تک بدن
ڈھانکنا فرض ہے اور عورت کو سب بدن ڈھانکنا فرض ہے سوائے منہ اور ہاتھ کے لیکن
عورت کے پاؤن ستر ہین اگر ننگے رہین تو نماز درست نہین ہوتی اور اسیطرح مرد کی ران
بھی ستر ہے ف ایک روایت مین آیا ہے کہ ران ستر نہین لیکن ران کے ڈھانکنے سے سب
حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور نیز اونکے پردہ کرنے کی حدیث قولی ہے اور نہ پردہ کرنے
کی حدیث فعلی ہے اور تعارض کیوقت قول مقدم ہوتا ہے فعل پر اور یا نماز کے اندر ران کا پردہ کرنا
واجب ہے اور نماز کے باہر واجب نہین۔ اور جائز ہے نماز پڑھنا کافرون کے بُنے ہوئے کپڑے مین بغیر
بغیر دھونے کے جب تک کہ اسمین پلیدی کا یقین نہو۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا کپڑے
نقش دار مین یعنی اگر کوئی شخص نقشدار کپڑا پہن کر نماز پڑھے اور اوسمین اوسکے نقشون کو دیکھے تو
اوسکی نماز فاسد نہین ہوتی لیکن مناسب ہے کہ ایسے کپڑے کو بدن سے اوتار ڈالے۔ اور۔

اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا سرخ کپڑے مین بشرطیکہ کسم سے رنگا ہوا نہو ف حنفیہ کے نزدیک
سرخ کپڑے مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور دلیل اونکی ترمذی کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک سرخ کپڑے والیکو سلام کا جواب ندیا سو وہ حدیث ضعیف ہے اور امام بیہقی نے کہا کہ وہ
کپڑا بُننے کے بعد رنگایا تہا اور جو کپڑا کہ بُننے سے پہلے رنگا جاوے اوسکا پہننا جائز ہے بلا
کراہت انتہے (فتح) لیکن نہین جائز ہے نماز پڑہنا اوس کپڑے مین کہ اُسپر سولی کی شکل ہو۔ یا
تصویرین کہنچی ہوئی ہون۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے نماز پڑہنا ریشمی کپڑے مین اور نہ پہننا اوسکا
مگر کھجلی والے کو ریشمی کپڑے مین نماز پڑہنا درست ہے۔ اور نہین جائز ہے نماز مین ڈہانکنا منہ کا
کپڑے سے۔ اور جائز ہے نماز پڑہنا جوتون مین ف جوتون مین نماز پڑہنا اس وقت
جائز ہے جبکہ اسمین کوئی پلیدی نہو اور پہر اسمین بہی اختلاف ہے کہ آیا اسمین نماز پڑہنا درست
ہے یا مستحب ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ یہود کی مخالفت کرو لیکن شرط
ہے کہ مخالفت کی نیت ہو اور اگر جوتے مین پلیدی لگجاوے تو شافعیہ کے نزدیک بغیر
پانی کے پاک نہین ہوتا خواہ خشک ہو یا تر۔ اور حنفیہ کے نزدیک اگر پلیدی تر ہو تو واجب ہے
دہونا اوسکا اور اگر خشک ہو تو کہرچ ڈالنا کافی ہے کذا فی القسطلانی اور مرقات مین ہے کہ اگر
جرم دار پلیدی ہو تو مٹی پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر جرم دار نہو مانند پیشاب وغیرہ کی تو
واجب ہے دہونا اسکا ہر حال مین خشک ہو یا تر انتہے۔ اور اگر جوتا اوتار کر نماز پڑہے تو جوتے
کو نہ اپنے دائین رکہے اور نہ بائین بلکہ رکہے اوسکو درمیان دونو پاؤن کے لیکن اگر کوئی
آدمی اُسکے بائین نہو تو اپنے بائین رکھ لے **باب ہے ستر کے طرف دیکھنے کی
حرمت کے بیان مین** نہین جائز ہے مرد کو دیکھنا طرف ستر مرد کی اور نہ عورت کو
طرف ستر عورت کی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے
اسپر کہ حرام ہے مرد کو دیکھنا طرف ستر مرد کی اور اسیطرح حرام ہے عورت کو دیکھنا طرف
ستر عورت کے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین اور اسیطرح مرد کو عورت کے ستر کیطرف دیکھنا اور
عورت کو مرد کے ستر کیطرف دیکھنا بہی بالاجماع حرام ہے اور یہ حرمت خاوند اور مالک کے غیر کے
حق مین ہے اور اسپر میان بیوی ہی انکو ایک دوسرے کے ستر کیطرف نظر کرنا درست ہے لیکن بغیر

حاجت کے مکروہ ہے مگر آپ اپنے ستر کو نہ دیکھے اور مالک لونڈی کا حکم بھی مانند میان بیوی
کی ہے اور اگر وہ اُسپر حرام ہو ساتھ نسب کے یا رضاعت کے یا مصاہرت کے تو اُسکا حکم آزاد عورت کا
ہے کہ اوسکے ستر کیطرف بھی دیکھنا درست نہین اور اگر لونڈی مجوسیہ ہو یا مرتد یا وثنیہ یا معتدہ
یا مکاتبہ تو اوسکا حکم مانند لونڈی اجنبی کی ہے کہ اوسکو دیکھنا درست نہین اور جنکے ساتھ ہمیشہ
کو نکاح کرنا حرام ہے اونکیطرف ناف سے تلے اور گھٹنون سے اوپر دیکھنا درست نہین
اسکے سوا اور جگہ دیکھنا درست ہے اور ستر مرد کا بہ نسبت مرد کے وہ ہے جو ناف اور گھٹنون
کے درمیان ہے اور اسیطرح ستر عورت کا بہ نسبت عورت کے وہ چیز ہے جو ناف اور گھٹنون
کے درمیان ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے ستر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ ناف
عورت کی اور گھٹنے ستر نہین اور مرد کو عورت کا سب بدن دیکھنا حرام ہے اور اسیطرح عورت
کو بھی مرد کا سب بدن دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ شہوت سے دیکھے یا بغیر شہوت کے دیکھے
اور اسیطرح حرام ہے مرد کو دیکھنا طرف لڑکے بے ریش کی جبکہ ہو خوبصورت برابر ہے کہ شہوت
سے ہو یا بدون اسکے اور برابر ہے کہ فتنے سے امن مین ہو یا نہو یہی صحیح اور مختار قول ہے
نزدیک علماء محققین کے تصریح کی ساتھ اسکے امام شافعی نے دلیل انکی یہ ہے کہ بے ریش لڑکا
بھی عورت کے حکم مین ہے کہ وہ شہوت انگیز ہے مانند اوسکی اور اوس کی صورت جمال مین مانند
صورت عورت کی ہے بلکہ اکثر لڑکے عورتون سے بھی خوبصورت ہوتے ہین پس انکیطرف
دیکھنا بطریق اولی حرام ہے اور یہ سب جو مذکور ہوا کہ ایک کو دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام
ہے یہ سب اوسیوقت ہے کہ کوئی حاجت نہو اور اگر کوئی حاجت ہو مانند بیع و شرا اور دوا
کرنے اور گواہی وغیرہ کے تو اوسوقت دیکھنا درست ہے لیکن شہوت سے دیکھنا درست
نہین اور اسیطرح نہین جائز ہے جمع ہونا دو مردون کا ایک کپڑے مین اور نہ دو عورتون کا
ایک کپڑے مین یعنی غیر کے ستر کو چھونا درست نہین خواہ کسی جگہ سے اپنے بدن کے ساتھ ہو اور اسپر
سب کا اتفاق ہے اور لوگ اسمین سستی کرتے ہین وقت جمع ہونیکے کے حمام اور تالاب وغیرہ
پر پس واجب ہے ہر آدمی پر کہ وہان حاضر ہو یہ کہ بچاوے اپنی آنکھ اور ہاتھ وغیرہ کو ستر غیر سے اور یہ
بچاوے ستر اپنے کو آنکھ اور ہاتھ غیر کے سے اور اگر کوئی ایسا کرے تو واجب ہے کہ اوسکو روکے مگر فتنے

کا خوف ہو تو چپ رہے انتہے باب ہے سترے نمازی کے بیان مین ف
سترہ اوس چیز کو کہتے ہین کہ نماز کیوقت نمازی کے آگے کھڑی کیجاوے اور اوسکو
سترہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہ پردہ ہوتا ہے درمیان نمازی کے اور اوسکے آگے سے گذرنیوالے
کے انتہے جب کوئی شخص نماز پڑہنے لگے تو مستحب ہے کہ اپنے آگے کوئی چیز کھڑی کرے مانند لکڑی
وغیرہ کی یعنی تاکہ اوسکی نظر سجدہ گاہ سے اور طرف نہ جاوے اور اوسکے آگے سے گذرنیوالا
گنہگار نہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ادنی درجہ اسکا دو تہائی ہاتھ
کی ہے یعنی اس سے کم نہو اور زیادہ ہو تو درست ہے۔ اور جائز ہے سترہ بنانا ہر چیز سے
خواہ کوئی چیز ہو اور امام مالک نے کہا کہ شرط ہے کہ سترہ نیزے کے برابر موٹا ہو انتہے اور جائز ہے
سترہ بنانا نیزے کا اور برچھی کا اور عصا کا اور اسیطرح جائز ہے سترہ بنانا کہنبی اور درخت کا
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اگر سترے کے لئے عصا وغیرہ
نپاوے تو اپنے آگے پتھر یا مٹی جمع کرے اور یا اپنا اسباب آگے رکھ لے اور یہ بھی نہو تو
مصلی کو اپنے آگے بچھالے اور یہ بھی نہو تو اپنے آگے لکیر کھینچے اور کہا کہ خط کی کیفیت مین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ کمان کیطرح ٹیڑھا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ قبلے کیطرف سیدھا
ہو اور بعضے کہتے ہین کہ دکھن اور اتر کیطرف ہو اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا کہ اگر کوئی چیز
نہو تو مستحب ہے خط کھینچنا اور امام مالک اور اکثر فقہا کے نزدیک خط کھینچنا درست نہین اور امام
شافعی کے اسمین دو قول ہین ایک مین مستحب ہے اور ایک مین نہین انتہے اور مستحب ہے سترہ
بنانا مسجد مین یعنے سترہ بنانا ہر جگہ مستحب ہے خواہ میدان مین ہو یا مسجد مین اور خواہ وہان
آگے سے کسی کے گذرنیکا خوف ہو اور خواہ نہو اور اسیطرح مستحب ہے سترہ بنانا گھر
مین ف بعضے لوگ کہتے ہین کہ گھر مین سترہ بنانا جائز نہین کہ اس سے لوگون کو
نماز اور طواف وغیرہ مین تنگی ہوتی ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور کفایت کرتا ہے سترہ امام کا واسطے مقتدیون کے یعنے اگر امام اپنے آگے سترہ
کھڑا کرے تو وہ سترہ مقتدیون کے لئے کافی ہے ہر ایک کے لئے جدا سترہ بنانا
مستحب نہین۔ اور مستحب ہے کہ نمازی سترہ سے بہت نزدیک رہے تاکہ لوگون

راہ تنگ نہو اور مقدار اسکے تین ہاتھ ہے اسے زیادہ نہو اور اس سے کم کرنا درست ہے
بلکہ جہانتک نزدیک ہو بہتر ہے اور مستحب ہے کہ سترے کو اپنے دائین بائین رکھے
منہ کے سامنے نہ رکھے۔ اور پھر جب کوئی آدمی کسی چیز کیطرف نماز پڑھے کہ اُسنے
اوسکو لوگون سے سترہ بنایا ہو تو نہین جائز ہے کسیکو گذرنا آگے اوس کے سے
یعنے سترے اور نمازی کے درمیان سے گذرنا درست نہین۔ اور اسیطرح نہین جائز
ہے گذرنا نمازی اور لکیر کے درمیان سے اس لئے کہ نمازی کے آگے سے گذرنیکا اتنا گناہ ہے
کہ چالیس برس تک وہانکا کھڑا ہونا اوس سے بہتر ہے اور اگر کوئی اوسکے آگے سے گذرنا
چاہے تو چاہئے کہ اوسکو روکے اور اگر باز نہ آوے تو اوس سے لڑے کہ وہ شیطان ہے
کہ نمازی کو حضور دل سے باز رکھتا ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ گذرنیوالے
کو روکنا مستحب ہے اور مین نہین جانتا کہ کسی نے علماء سے اوسکو واجب کہا ہو بلکہ ہمارے اصحاب وغیرہ
نے تصریح کی ہے کہ وہ مستحب ہے واجب نہین۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ سب کا اجماع ہے اسپر کہ اوسکے
ساتھ ہتھیارون سے لڑنا واجب نہین۔ اور اگر اوسکو کسی جائز چیز کے ساتھ روکے اور وہ اس سے
ہلاک ہو جاوے تو اسپر بالاجماع قصاص نہین اور دیت کے لازم ہونے مین علماء کے دو قول
ہین کہا اور سب کا اجماع ہے اسپر کہ یہ سب اُسی کے حق مین ہے کہ قصور نماز مین نکرے بلکہ احتیاط کرے
اور سترہ آگے رکھ کر نماز پڑھے اور یا ایسی جگہ نماز پڑھے کہ وہان آگے سے گذرنیکا خوف نہو
اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث کہ جب کوئی سترے کیطرف نماز پڑھے کہا اور اسیطرح
سب کا اتفاق ہے اسپر کہ نمازی کو گذرنیوالیکے روکنے کیلئے اپنی جگہ سے آگے بڑھنا درست نہین
بلکہ اپنی جگہ مین کھڑا رہے اسواسطے کہ نماز مین چلنے کا گناہ زیادہ ہے اس سے کہ فاصلہ کے ساتھ
کوئی اُسکے آگے سے گذرے کہ نمازی کو تو صرف وہانتک روکنے کی اجازت ہے کہ وہان اُسکا ہاتھ
پہونچ سکے اُسکے کھڑے ہونے کی جگہ سے اسیواسطے حکم ہے کہ نمازی سترہ سے نزدیک کھڑا ہو جب
کہ فاصلے کے ساتھ کوئی نمازی کے آگے سے گذرے تو اوسکو اشارے اور سبحان اللہ کہے
ساتھ روکے کہا اور اسیطرح سب کا اتفاق ہے اسپر کہ جب کوئی نمازی کے آگے سے گذر جاوے
تو اوسکو پلٹنا جائز نہین کہ دوبارہ گذرنا لازم نہ آوے انتہے۔ اور اگر کوئی دوسرے راہ نہو تو جب

۱ حدیث مقدار کی مشکوٰۃ کے باب سترہ مین ہے ۱۲
۲ فصل دوم مین ہے ۱۲
۳ یہ حدیث ابوجہیم کی ہے صحیح مسلم مین ہے ۱۲
۴ صفحہ ۱۹۴ ۱۲

یہی نمازی کے آگے سے نہ گذرے بلکہ وہان کھڑا رہے یہانتک کہ نماز سے فارغ ہو لیکن اگر سترہ
ہو تو سترے کے آگے سے گذرنا درست ہے انتہے مافی الفتح اور نیز شرح صحیح مسلم نووی مین ہے
کہ اگر نمازی کے آگے سترہ نہو اور یا ہو تو دور ہو اسصورت مین گذرنیوالے کو روکنا درست نہین
کہ اسمین اسی کا قصور ہے کہ اوس نے ابتدا نماز مین احتیاط نہین کی اور اسوقت اُسکے آگے سے
گذرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اور اسیطرح اگر پہلے صف مین جگہ خالی ہو تو نمازی کو دوسری صف
کے آگے سے گذر کر وہان جانا درست ہے کہ اسمین انہین کا قصور ہے انتہے اور نمازی اور سترکے
درمیان سے گذرنا اگرچہ حرام اور ناجائز ہے لیکن اگر اونکے درمیان سے کوئی گذر جاوے تو اوس سے
نماز کی نماز نہین ٹوٹتی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے امام
مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علما کا سلف اور خلف سے کہ آگے سے کسی چیز کے گذرنے
کے ساتھ نماز فاسد نہین ہوتی نہ عورت سے اور نہ گدھے اور کتے سے اور نہ کسی اور چیز سے اور
جس حدیث مین نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے مراد اوس سے ناقص ہونا اوسکا ہے یعنی ان چیزون کے
ساتھ دل مشغول ہونیسے نماز ناقص ہو جاتی ہے اور یہ مراد نہین کہ آگے سے گذرنے کے ساتھ
نماز باطل ہو جاتی ہے انتہے لیکن امام احمد کے نزدیک کالے کتے کے گذرنے سے نماز ٹوٹ
جاتی ہے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ نماز کے ٹوٹنے سے مراد یہ ہے کہ اسکا خشوع ٹوٹ جاتا ہے
اسلئے کہ جب صحابی راوی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کالے کتے کی حکمت پوچھی تو اُسکے جواب
مین آپنے فرمایا کہ وہ شیطان ہے حالانکہ اگر شیطان نمازی کے آگے سے گذر جاوے تو اوس کی نماز
بالاتفاق نہین ٹوٹتی - اور جائز ہے نماز پڑھنا بغیر سترے کے - اور جائز ہے نماز پڑھنا پیچھے
سونیوالے کے یعنی اگر نمازی اور قبلے کے درمیان کوئی آدمی سوتا ہو تو اسصورت مین اس کیطرف
منہ کرکے نماز پڑھنا درست ہے - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا طرف اوس شخص کی کہ نمازی کے
آگے سامنے بیٹھا ہو لیکن اگر اُسسے نماز مین خلل پیدا ہو تو مکروہ ہے - اور اسیطرح جائز ہے
نماز اُس شخص کی کہ نماز کی حالت مین اسکا بدن یا کپڑا عورت کو لگجاوے یعنی اوس سے
اس کی نماز نہین ٹوٹتی بلکہ صحیح ہو جاتی ہے - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا درمیان کنبون
کے یعنی اسطرح سے کہ ایک کہنا داہنے ہو اور ایک بائین ف امام نووی شرح صحیح مسلم

مین لکھا ہے کہ کھیتون کے درمیان نماز پڑھنا ہمارے نزدیک سخت ہے مکروہ نہین اور امام
مالک کے نزدیک اگر کوئی عذر نہو تو مکروہ ہے یعنی جماعت ہو تو کھیتون مین نماز نہ پڑھے کہ اسمین صفون
کا اتصال اور کندھے سے کندھا ملنا حاصل نہین ہوتا انتہے **باب ہے کیفیت نماز کے**
**بیان مین** اور اسمین کئی باب ہین **باب اول نیت کے بیان مین** جب کوئی
نماز کا ارادہ کرے تو پہلے قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑا ہووے پھر نیت کرے اپنے دل مین یعنے
یہ کہ مین نماز پڑھنے لگا ہون **ف** نیت ارادے اور قصد دلی کا نام ہے زبان سے کہنے
کی کچھ حاجت نہین اگر مثلاً نماز کی نیت دل مین کی زبان سے نہ نکلی یا زبان سے خلاف اسکے
نکلے تو کچھ مضائقہ نہین اور پکار کے زبان سے نماز مین نیت کرنا تو ہرگز درست نہین لیکن اسمین
اختلاف ہے کہ زبان سے بھی کہنا درست ہے یہ نہین اہل فقہ اسکو مستحب کہتے ہین تاکہ دل اور زبان موافق
ہوجاوین - اور اہل حدیث کہتے ہین کہ زبان سے نہ کہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت نہین اور نماز کی نیت کرنا فرض ہے جو نکرے اوس کی نماز درست نہین ہوتی امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ نیت کے واجب ہونے پر سب کا اجماع ہے اور اسیطرح فتح
الباری مین ہے اور اسیطرح نماز مین قبلے کیطرف منہ کرنا بھی فرض ہے انتہے ملخصاً اور پھر کہا
کہ وضو اور قبلے کیطرف منہ کرنا نماز مین داخل نہین بلکہ اوس کی شرط ہین **باب ہے تکبیر**
**تحریمہ کے بیان مین** جب نماز کی نیت کرچکے تو تکبیر تحریمہ کہے یعنی کہے اللہ اکبر
**ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ واجب ہے یعنی فرض ہے نزدیک
امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور ثوری اور احمد اور تمام علما کے صحابہ اور تابعین سے اور جو انکے
پیچھے ہین مگر ابن مسیب اور حسن اور زہری اور قتادہ اور اوزاعی وغیرہ سے محکی ہے کہ تکبیر تحریمہ سنت
ہے واجب نہین اور کہتے ہین کہ نماز مین داخل ہونیکے لئے صرف نیت کافی ہے اور میرے
خیال مین یہ نقل صحیح نہین کہ انہون نے یہ بات کہی ہو باوجود ان صحیح حدیثون کے اور حدیث
علی کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبیر سے نماز مین سب چیزین حرام ہوجاتی ہین اور
امام شافعی نے کہا کہ اللہ اکبر کہنا ہی درست ہے اسکے سوا اور کوئی لفظ درست نہین اور
امام مالک نے کہا کہ اللہ اکبر کے سوا اور کوئی لفظ درست نہین اور یہی ہے جو حضرت ہے

ثابت ہوا اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اللہ الکبیر بھی درست
ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اللہ اکبر کے بدلے ہر لفظ کہ اوسمین تعظیم اللہ کی پائی جاوے
درست ہے، مانند الرحمن اکبر۔ اور اللہ اجل وغیرہ کی اور یہ قول اونکا مخالف ہے جمہور علمای سلف
اور خلف کے کہ انکے نزدیک تحریمہ کے لئے لفظ تکبیر کا متعین ہے اسکے بدلے اور کوئی لفظ
تعظیم کافی نہین انتہی ملخصًا اور پھر کہا کہ نہ چھوٹا کرے تکبیر کو ساتھ اسطرح کے کہ نہ سمجھے جاوے
اور نہ بہت لمبے کرے اسکو بلکہ کہول کر کہے اور تخفیف کرے۔ اور پھر کہا کہ انتقالات مین یعنے
رکوع و سجود وغیرہ مین جانے اور اوسے سر اوٹھانے کیوقت بھی ہر ہر جگہ تکبیر کہے
مگر جب رکوع سے سر اوٹھاوے تو اوسوقت تکبیر کہے بلکہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور
اسپر آج بھی اور اگلے سب زمانون مین بھی اجماع ہو چکا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کیوقت
اسمین اختلاف تھا کہ بعضے تکبیر تحریمہ کے سوا اور کوئی تکبیر کہتے تھے اور بعضے اسپر زیادہ کرتے تھے
اور شائد کہ اونکو حدیث نہین پہونچی اور اب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث پر عمل قرار پا چکا ہے
کہ ہر اوٹھنے اور نیچے جانیکے وقت تکبیر کہے پس اگر نماز دو رکعت کی ہو تو اوسمین گیارہ تکبیرین
کہے ایک تکبیر تحریمہ اور پانچ پانچ تکبیرین ہر رکعت مین اور اگر تین رکعت کی نماز ہو تو اسمین
سترہ تکبیرین کہے ایک تکبیر تحریمہ اور ایک وقت کھڑے ہونیکے پہلے التحیات سے اور پانچ پانچ
تکبیرین ہر رکعت مین اور اگر نماز چار رکعت کی ہو تو اوسمین بائیس تکبیرین کہے پس پانچون وقت
کے فرضون مین چورانوین تکبیرین کہے۔ اور پھر کہا کہ جاننا چاہیے کہ تکبیر تحریمہ واجب یعنی فرض ہے
اور اوسکے سوا اور جتنی تکبیرین ہین سب سنت ہین اگر اونکو چھوڑ دے تو نماز صحیح ہے لیکن
فضیلت فوت ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے سب علما کا مگر امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ سب تکبیرین واجب
ہین اور دلیل جمہور کی حدیث اعرابی کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نماز کے واجبات
سکھائے اور اونمین سے تکبیر تحریمہ ذکر کی اور زیادہ کوئی چیز بیان نہ کی حالانکہ وہ وقت بیان
کا تھا اور وقت بیان سے تاخیر کرنا درست نہین۔ اور کہا کہ اگر مقتدی ہو تو وہ امام سے نہ پہلے
تکبیر کہے اور نہ اوسکے ساتھ کہے بلکہ اوسکے پیچھے کہے اور تکبیر کہنی شروع کرے اور امام کی تکبیر سے
ایک حرف باقی رہتا ہے تو اسکی تکبیر تحریمہ بالاتفاق درست نہین اسلئے کہ اسنے اقتدا کی نیت کی ساتھ ایسے

شخص کے کہ وہ ابھی امام نہین ہوا بلکہ آئندہ ہوگا جبکہ تکبیر سے فارغ ہو اور مستحب ہے کہ مقتدی امام
سے پیچھے اُسکے مفصل تکبیر کہے بلکہ دیر نکرے اور اگر دیر کرے تو بھی جائز ہے لیکن فضیلت تعجیل
کی فوت ہو جاویگی انتہے اور اگر امام ہو تو تکبیر تحریمہ وغیرہ سب تکبیرین[۱] انتقالات کی پکار کر کہے خواہ
نماز جہر ہو یا سر یہ اور مقتدی سب تکبیرین چپکے کہے انتہے ملخصاً باب ہے تکبیر تحریمہ
کیوقت رفع الیدین کرنے کے بیان مین ✤ جب[۲] نمازی تکبیر تحریمہ کہے
تو اوسکے ساتھ اپنے دونون ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاوے ف امام نووی[۳] نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اسبات پر کہ تکبیر تحریمہ کیوقت ہاتھ اوٹھانا مستحب ہین اور
اوسکے سوا اور جگہ پر ہاتھ اوٹھانے مین اختلاف ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور علمائے صحابہ
اور پچھلون سے کہتے ہین کہ رکوع مین جاتے اور اوٹھتے سر اوٹھانیکے وقت بھی دونون ہاتھ اوٹھانے
مستحب ہین اور یہی صواب ہے کہ ابن عمر[۴] سے صحیح[۵] ہو چکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت بھی
رفع یدین کرتے تھے روایت کی یہ حدیث امام بخاری نے اور ابی حمید ساعدی کی حدیث سے بھی یہ
بات صحیح سندون کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اور ابو بکر ابن منذر اور ابو علی اور بعض اہل حدیث
کہتے ہین کہ سجدے مین رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے اور ابو حنیفہ اور بعض اہل کوفہ کہتے ہین کہ تکبیر تحریمہ
کے سوا اور وقت ہاتھ اوٹھانے مستحب نہین اور مشہور قول امام مالک کا بھی یہی ہے اور سب کا
اجماع ہے اسبات پر کہ کسی جگہ ہاتھ اوٹھانے واجب نہین یعنی نہ تکبیر تحریمہ مین اور نہ رکوع مین اور نہ
کسی اور جگہ مین بلکہ مستحب ہین اور داود سے روایت ہے کہ تکبیر تحریمہ کیوقت ہاتھ اوٹھانے
واجب ہین اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام ابو الحسن احمد بن سیار اور ہاتھ اوٹھانے کی کیفیت ہمارے
اور جمہور علما کے نزدیک یہ ہے کہ اپنے دونون ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاوے اسطرح سے
کہ اوسکے اونگلیون کے سر اوسکے کانون کے اوپر کیطرف کے برابر ہون اور اوسکے دونون
انگوٹھے کان کے نیچے کیطرف کے برابر ہون امام شافعی نے اس طریق کے ساتھ سب
حدیثون مین تطبیق دی ہے اور سب لوگون نے اوسکو پسند کیا اور اسپر ہاتھ اوٹھانے کا وقت
سو بعض حدیثون مین تو یہ آیا ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے اوٹھاوے اور بعض مین آیا ہے
تکبیر سے پیچھے اوٹھاوے اور بعض مین آیا ہے کہ تکبیر کے ساتھ اوٹھاوے اور ہمارے اصحاب

[۱] حدیث عبادہ بن صامت کی جو مسند احمد مین ہے ۱۲
[۲] فصل ۳ مین ہے ۱۲
[۳] حدیث ابن عمر کی جو مسلم مین ہے ۱۲
[۴] صفحہ ۱۹۸ مین ہے ۱۲
[۵] صفحہ ۱۹۸ ۱۲
[۶] حدیث ابن عمر کی بخاری باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین مین ہے ۱۲

کے اسمین کئی قول ہین صحیح یہ قول ہین کہ تکبیر کے برابر ہاتھ اوٹھاوے اسطرح سے کہ ابتدا تکبیر کے
ساتھ ہاتھ اٹھانے شروع کرے اور اوسکے انتہا کے ساتھ ختم کرے اور اگر ایک چیز سے پہلے
فارغ ہو جاوے تو دوسرے کو پیچھے تمام کرے اور اگر دونون سے یکبارگی فارغ ہو تو پھر ہاتھ
کو نیچے لے آوے اوٹھائی نہ رہے اور اگر کسی کے دونو ہاتھ پہنچے سے کٹے ہون یا ایک کٹا ہو
تو باقی بازو کو اوٹھاوے اور اگر ساعد کٹا ہو تو عضد کو اٹھاوے اور بعضے کہتے ہین کہ نہ اوٹھاوے
اور اگر ہاتھ اوٹھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو مگر ساتھ زیادتی کے شروع پر یا ناقص ہونے
کے اوس سے تو جو ممکن ہو اوسکو ادا کرے اور اگر نقص اور زیادتی دونو ممکن ہو تو زیادتی کو
کرے اور مستحب ہے کہ ہاتھ اوٹھانیکے وقت اپنے دونو ہتھیلیان قبلے کیطرف کرے اور اونکو
ظاہر کرے اور اونگلیون کو کھول کر رکھے لیکن نہ بہت زیادہ اور نہ کم اور اگر ہاتھ نہ اوٹھاوے
یہانتک کہ بعض تکبیر کہے تو باقی تکبیر مین ہاتھ اوٹھاوے اور اگر ہاتھ نہ اوٹھاوے یہانتک کہ تکبیر تمام
ہو جاوے تو پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھاوے انتہے ملخصاً اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ تکبیر کو
ہاتھ اٹھانے سے پہلے کہنا کسی کا مذہب نہین انتہے **باب ہے ہاتھ باندھنے کے**
**بیان مین** ؛ جب رفع یدین سے فارغ ہو تو پھر اپنے دونو ہاتھ تلے لاکر باندھ لے
اور رکھے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور پہنچے پر ف فتح الباری مین لکھا ہے
کہ یہی مذہب ہے جمہور اصحاب اور تابعین وغیرہ کا کہ نمازی نماز مین اپنے دونون ہاتھ باندھ
رکھے یعنے کھلے نہ چھوڑے اور اسکے برخلاف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہین انتہے
اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ رکھے اپنے دونون ہاتھ
اور سینے سے تلے یہی ہے مشہور مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا اور امام
اور نوری وغیرہ کہتے ہین کہ دونون ہاتھ ناف کے تلے باندھے اور حضرت علی رضہ کے
اسمین دو قول ہین مانند دونون مذہبون کی یعنی ناف سے اوپر باندھے یا نیچے باندھے
اور امام احمد کے بھی اسمین دو قول ہین اور تیسرا یہ قول ہے کہ اختیار ہے خواہ اوپر باندھے خواہ نیچے
باندھے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ابن منذر کا اور امام مالک کے اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ دونون
ہاتھ سینے سے تلے باندھے اور ایک کہ اونکو کھلا چھوڑ دے باندھے نہین اور یہی روایت ہے اسکی جمہور اصحاب

کہ نفلون مین ہاتھ باندھے اور فرضون مین چھوڑ دے اور اسیکو ترجیح دی ہے اوسکی بصر سے
والے اصحاب نے اور دلیل جمہور کی حدیث وائل بن حجر کے ہے اور حدیث سہل کی ہے جو بخاری
نے روایت کی اور اس مسئلے مین بہت حدیثین ہین کہ نماز مین ہاتھون کو باندھ رکھے کیلئے بخاری
اور ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی حدیث وائل بن حجر کی ہے کہ مین نے حضرت صلعم کے
ساتھ نماز پڑھی اور آپنے اپنا داہنا ہاتھ بائین پر رکھا اور سینے کی روایت کی یہ حدیث ابن
خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حضرت علی سے روایت ہے کہ نماز مین دونو ہاتھ ناف کے تلے باندھے
سو یہ حدیث باتفاق ضعیف ہے انتہی ملخصاً اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ خنصر اور انگوٹھے سے پہنچے
پر حلقہ کرے اور بعضے کہتے ہین کہ داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پہنچے پکڑ رکھے باب

## اس بیان مین کہ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا چیز پڑھی جاوے جب

ہاتھ باندھنے سے فارغ ہو تو اوسوقت پوشیدہ یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي
وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا
كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَ
الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ یعنی الٰہی فرق ڈالدے میرے اور میرے گناہون کے درمیان جیسے تونے
فرق ڈالا ہے مشرق اور مغرب مین الٰہی پاک کردے مجکو گناہون سے جیسے سفید کپڑا پاک کیا
جاتا ہے میل سے الٰہی دہو ڈال میرے گناہون کو پانی اور برف اور اولے سے انتہی اور
یا یہ دعا پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا
يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنْ سَيِّئِهَا اِلَّا اَنْتَ
لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ
وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ۵ یعنے

مینے اپنا منہ کیا اوسی کیطرف جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ایک طرف کا ہوکر اور نہین مین
شریک کرنیوالون سے تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف سے ہے جو
صاحب سارے جہان کا۔ نہین کوئی شریک اوسکا اور یہی مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے
پہلے حکم بردار ہون الٰہی تو بادشاہ ہے کوئی بندگی کی لائق نہین سوائے تیرے تو میرا رب ہے
مین تیرا بندہ ہون مینے زیادتی کی اپنی جان پر اور اقرار کیا اپنے گناہونکا میرے سب گناہون
کو بخشدے نہین بخشتا گناہون کو سوائے تیرے کوئی اور ہدایت کر مجکو نیک خوئین نہین
ہدایت کرتا بہتر خوئون کو سوائے تیرے کوئی اور ہٹاوے مجھسے بری خوئون کو نہین ہٹاتا
بری خوئون کو سوائے تیرے کوئی بار بار تیری خدمت مین حاضر ہون اور نیکی سب تیرے
ہاتھون مین ہے اور بدی تیری طرف نہین مین تجھسے قائم ہون اور تیری ہی طرف پہر آنیوالا
ہون تو بڑی برکت والا ہے اور سب سے اونچا تجھسے مغفرت مانگتا ہون اور تیرے آگے توبہ
کرتا ہون اور یا یہ دعا پڑھے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنے پاک ہے تو الٰہی اور ساتھ توفیق تیری کے
پاکی بیان کرتا ہون تیری نہ ساتھ قوت اپنی کے اور بڑی برکت والا ہے نام تیرا بلند ہے بادشاہی تیری کوئی
بندگی کی لائق نہین سوائے تیرے انتہے اور انکے سوا اور دعائین بہی آئی ہین جو مشکوٰۃ وغیرہ
حدیث کی کتابون مین مذکور ہین ف امام شافعی کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ توجیہ اور سبحانک اللّٰھم
کو جمع کرے اور ہر نماز مین پوشیدہ پڑھے اور امام مالک کہتے ہین کہ مستحب نہین اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ فرضون مین تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا
انتہے مافی الفتح۔ اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا کہ امام شافعی اور امام احمد اور ابو حنیفہ رح اور
جمہور کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء افتتاح پڑھنی مستحب ہے اور امام مالک کے نزدیک مستحب نہین لیکن یہ قول
مالک کا مخالف ہے حدیث کے اور فتح الباری مین کہا کہ پہلے دعا کو پڑھنا سب سے افضل ہے کہ وہ حدیث سب سے
زیادہ تر صحیح ہے اور یا کبھی کسی دعا کو پڑھے اور کبھی کسی کو تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور پہر اس
دعا کے بعد جسکے اعوذ پڑھے اسطور سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَّفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ
یعنی الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون شیطان مردود اوسکے کبر سے اور اسکے سحر سے اور اوسکے وسوسے سے

## باب ہے نماز مین قرآن پڑھنے کے بیان مین

صاحب اعوذ سے فارغ ہو تو پہر چپکے بسم اللہ پڑہے اور اگر پکار کر پڑہے تو بہی درست ہے لیکن پوشیدہ پڑہنا افضل ہے اور بسم اللہ الحمد کی جزہے جب الحمد پڑہے تو اوسکے ساتھ بسم اللہ بہی پڑہے

ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مذہب امام شافعی اور کئی جماعتون سلف اور خلف کا یعنی اکثر علما کا یہ ہے کہ بسم اللہ الحمد کی جزہے اور اوسکی ایک آیت ہے جب الحمد پڑہے تو اُسکے ساتھ اوسکو بہی پڑہے۔ اور جس جگہ الحمد کو پکار کر پڑہے وہان بسم اللہ کو بہی پکار کر پڑہے اور بسم اللہ الحمد کی جزہے اسلئے کہ وہ قرآن مین قرآن کے خط سے لکہی گئی اور یہ سب اصحاب کے اتفاق اور اجماع سے تہا کہ قرآن مین قرآن کے خط سے قرآن کے سوا کوئی چیز ثابت نہ لکہی جاوے اور بعد اونکے بہی سب مسلمان کا اجماع اسپر ہے آج تک اور اسیطرح بسم اللہ قرآن کی سب سورتون کی جزہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ سورۂ براءت کے اول مین بسم اللہ نہین اور وہ وہان نہ لکہی جاوے انتہے ملخصًا اور امام مالک کہتے ہین کہ بسم اللہ الحمد کی جز نہین اور الحمد کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑہی جاوے نہ پکار کر نہ پوشیدہ (اور یہی قول ہے حنفیہ کا لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اور جو اُنکے پیچہے ہین تابعین سے کہ نمازی بسم اللہ پکار کر نہ کہے بلکہ چپکے کہے یہی قول ہے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی وغیرہم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد اور اسحاق اور بعض اہل علم کہتے ہین بسم اللہ کو پکار کر کہنا بہی جائز ہے یہ قول ابوہریرہ اور ابن عمر اور ابن عباس کا ہے اور جو اُنکے پیچہے ہین تابعین مین سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے امام شافعی انتہے اور جب بسم اللہ سے فارغ ہو تو پہر سورۂ الحمد پڑہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

یعنی سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا بہت مہربان نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا تجہے کو ہم بندگی کرین اور تجہے سے مدد چاہین چلا ہمکو راہ سیدہے راہ ۔

اون کی جنپر تو نے فضل کیا نہ جنپر غضب ہوا اور بہکنے والے اور سورہ فاتحہ کا پڑہنا نماز مین فرض
ہے ہر رکعت مین ہر شخص پر خواہ امام ہو یا اکیلا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ سورہ الحمد کا پڑہنا فرض ہے اور وہ متعین ہے اسکے سوا اور
کوئی چیز کافی نہین لیکن اگر اوسکے پڑہنے سے عاجز ہو تو اوسکے سوا اور کسی چیز کا پڑہنا
بہی درست ہے اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا اصحاب اور تابعین
سے اور جو اونکے بعد ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سورہ فاتحہ فرض نہین بلکہ فرض مطلق قرآن
کی ہے خواہ کوئی ہو واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ پڑہ جو آسان ہو اور
دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے کہ نماز درست نہین مگر ساتھ پڑہنے سورہ الحمد کے حنفیہ کہتے ہین کہ
یہ محمول ہے نفی کمال پر یعنی بدون فاتحہ کے نماز کامل نہین ہوتی ہم کہتے ہین کہ یہ تاویل ظاہر لفظ
کی مخالف ہے اور یہ حدیث کہ پڑہ جو آسان ہو محمول ہے اوپر فاتحہ کے یعنی مراد اوس سے سورہ
الحمد ہے اور یا مراد اوس سے ماسوائے الحمد کے ہے یا وہ اُس کے حق مین ہے کہ اس سے
عاجز ہو اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ حدیثین اسمین مختلف آئی ہین سو اگر مختلف حدیثون کو تہیں
تطبیق دیجاوے تو اوسکا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جسکو قرآن یاد ہو وہ الحمد ضرور پڑہے اور اگر اسکے
سیکہنے سے عاجز ہو تو قرآن سے جو آسان ہو سو پڑہے اور اگر قرآن سے بہی عاجز ہو تو پہر فقط سبحان اللہ
وغیرہ بہی کافی ہے انتہے اور جو حنفیہ کہتے ہین کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ نفی کمال پر محمول ہے
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو نفی کمال پر محمول کیا جاوے تو اس سے سورہ الحمد کا واجب ہونا
بہی ثابت نہو گا بلکہ صرف مستحب ہونا ثابت ہو گا حالانکہ حنفیہ سورہ الحمد کو نماز مین واجب کہتے ہین اور وجوب
اسکا اسی حدیث سے ثابت کرتے ہین اور اسیطرح فرض ہے پڑہنا سورہ الحمد کا مقتدی پر بہی
ہر رکعت مین سریہ نماز ہو یا جہریہ لیکن سریہ مین الحمد کے ساتھ کی سورت جوڑے اور جہریہ مین نہ جوڑے
اور اگر وہ امام کے پیچہے سورہ الحمد نہ پڑہے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی ف امام نووی نے
شرح صحیح مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب امام شافعی اور اوسکے موافقین کی کہ
سورہ الحمد کا پڑہنا فرض ہے ہر نمازی پر خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلا ہو ف امام ترمذی
نے کہا کہ اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علم کے حضرت کے اصحاب اور تابعین سے اور یہی ہے

قول ہے مالک بن انس اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا کہ مقتدی امام کے پیچھے
قرارت پڑھتے اور ابن مبارک نے کہا کہ مین امام کے پیچھے قرارت پڑھتا ہون اور سب لوگ بھی پڑھتے
ہین لیکن ایک جماعت کوفے کی نہین پڑھتے تھے اور آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ وَاَنْصِتُوْا محمول ہے ماسوائے الحمد پر یعنی لاصلوۃ الا بام القرآن اس آیت کی مخصص ہے
اسلئے کہ عمومات قرآن آئمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک ظنی ہین تخصیص انکی ساتھ خبر واحد کے
جائز ہے علاوہ ازین مواضع حرج بھی اس آیت سے بالاجماع مخصوص ہین اور نیز یہ حدیث بھی
مشہور ہے اور نیز تخصیص اس آیت کی باعتبار معنی کے ہے نہ باعتبار نظم کے کہ وہ باعتبار معنی کے
ظنی ہے اور باعتبار نظم کے قطعی ہے اور نیز اگر قرارت خلف امام کے منع ہونے پر اس آیت سے
استدلال کیا جاوے تو نماز مین کلام کرنا اس سے بطریق اولے منع ہوگا تو لازم آویگا کہ نماز مین کلام کرنا
مکے مین منع ہوا اس لئے کہ یہ آیت بالاجماع مکی ہے اور یہ بالاجماع باطل ہے اسلئے کہ کلام کا منع ہونا
بالاجماع مدینے مین واقع ہوا زید بن ثابت کی حدیث سے پس اس آیت سے استدلال کرنا باطل ہوا
اور اسیطرح یہ حدیث لاصلوۃ الخ مخصص ہے واسطے حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ الخ کے اور اگر کوئی
اسکے برعکس دعوے کرے یعنی حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ الخ کے ساتھ حدیث لَاصَلٰوۃَ الخ سے
تخصیص کرے تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ اصول حنفی مین مقرر ہے کہ نسخ وجوب کا باحت
کو اسکے ضمن مین ہی باقی نہین چھوڑتا اور چونکہ تخصیص بھی نسخ کے معنی مین ہی اسلئے وجوب
کی تخصیص کرنے سے بھی اباحت باقی نہین رہیگی حالانکہ یہان تخصیص وجوب کے بعد اباحت باقی رہتی ہے
کہ حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ الخ صرف اباحت پر دلالت کرتی ہے اور وہ جواز کے منافی نہین کما ہو ظاہر
عَلٰی مَنْ لَّهٗ اَدْنٰی حَظٍّ مِّنْ عَقْلٍ سَلِیْمٍ انتہے اور امام نووی نے شرح صحیح مین لکھا ہے کہ نماز مین سورہ
الحمد کا پڑھنا ہر رکعت مین فرض ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علما کا سلف اور خلف سے اور
ثوری اور اوزاعی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ چار رکعت نماز کی پچھلی دو رکعتون مین قرارت واجب
نہین بلکہ نمازی کو اختیار ہے خواہ قرآن پڑھے خواہ سبحان اللہ کہے خواہ چپ رہے انتہے اور صواب
اور موافق سنت کے قول جمہور کا ہے اور جب سورہ الحمد کے پڑھنے سے فارغ ہو تو مستحب ہے
کہ بعد اسکے آمین کہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا

اسپر کہ اگر کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہو تو مستحب ہے کہ فاتحہ کے پیچھے آمین کہے اور اسیطرح مستحب ہے آمین
کہنا واسطے امام اور مقتدی کے سر یہ نماز مین اور اسیطرح مستحب ہے آمین کہنا جہریہ نماز مین نزدیک
جمہور علماء کے اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ جہریہ نماز مین امام آمین نکہے یعنی نہ پکار کر اور
نہ چپکے انتہے لیکن یہ قول امام مالک کا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح مستحب ہے پکار کر کہنا آمین
واسطے امام اور مقتدی اور منفرد کے یعنی جہریہ نمازون مین ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکہا ہے کہ اکثر علما کہتے ہین کہ آمین پکار کر کہی جاوے اور ابو حنیفہ اور کوفے والے
کہتے ہین کہ چپکے کہی جاوے انتہے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا مخالف ہے حدیث کے
اور امام ترمذی نے کہا کہ بہت اہل علم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے اور
جو اونکے بعد ہین کہتے ہین کہ آدمی آمین کو پکار کر کہے چپکے نہ کہے اور یہی قول ہے امام شافعی
اور احمد اور اسحاق کا اور فتح الباری مین کہا کہ یہی مذہب ہے جمہور کا انتہے اور اسیطرح مستحب
ہے کہ مقتدی کی آمین امام کے آمین کے ساتھ ہو نہ اوس سے پہلے اور نہ پیچھے اور جب آمین
سے فارغ ہو تو پہر سورہ اخلاص پڑھے یعنی کہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ یعنی تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ
نرالا ہے نہ کسیکو جنا اور نہ کسی سے جنا اور نہین اُسکے جوڑ کا کوئی اور یا جو سورت یاد ہو وہ پڑھے
لیکن اس صورت کا پڑھنا افضل ہے بہ نسبت اور سورتون کے اور الحمد کے ساتھ سورت کا جوڑنا
سنت ہے واجب نہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ الحمد کے ساتھ سورت
کا جوڑنا مستحب ہے نزدیک سب علما کے یعنی واجب نہین اور امام مالک کے بعض اصحاب کہتے ہین کہ
فاتحہ کے ساتھ سورت کا جوڑنا واجب ہے اور یہ شاذ اور مردود ہے اور مستحب ہے پڑھنا اوس کا
فجر اور جمعہ کی نماز اور پہلی دو رکعتون مین ہر نماز سے بالاجماع اور اسپر تیسری اور چوتھی رکعت
مین سورت کا جوڑنا سو اسمین علما کو اختلاف ہے امام مالک کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور امام
شافعی کا جدید قول یہ ہے کہ مستحب ہے اور قدیم قول یہ ہے کہ مستحب نہین (یعنی بلکہ صرف فاتحہ
ہی پڑھے لیکن افضل ہے کہ اسکے ساتھ جوڑے) اور قدیم قول صحیح تر ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ نمازی کو اختیار ہے خواہ قرآن پڑھے یا سبحان اللہ کہے اور یہ قول ضعیف ہے اور اسیطرح

مستحب ہے جوڑنا سورت کا نفل نماز مین اور جنازے کی نماز مین مستحب نہین اصح قول پر سو اسلئے کہ
اسکی بنا تخفیف پر ہے پس جنازے کی نماز مین الحمد پر کوئی چیز زیادہ نہ کیجاوے مگر آمین اسکے پیچھے
کہی جاوے - اور اسیطرح مستحب ہے کہ فجر کی نماز اور ظہر کی پہلی دو رکعتون مین طول مفصل مین سے
کوئی سورۃ پڑہی جاوے اور عصر اور عشا کی نماز مین اوساط مفصل مین سے پڑہی جاوے
اور مغرب کی نماز مین قصار مفصل مین سے پڑہی جاوے اور اسمین اختلاف ہے کہ پہلی رکعت کو
دوسری سے لمبا کیا جاوے یا نہین مشہور تر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ مستحب نہین بلکہ دونون کو
برابر رکھے کسیکو زیادہ نہ کرے اور صحیح تر یہ ہے کہ مستحب ہے کہ پہلی رکعت کو دوسری سے دراز کرے
واسطے حدیث صحیح کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت مین اسقدر طول کرتے تھے کہ دوسری مین
نہ کرتے تھے اور جو شخص کہ چار رکعت نماز کی پچھلی دو رکعتون مین سورت کو مستحب کہتا ہے اسکے
نزدیک اون دونون مین بہ نسبت پہلی دو رکعتون کے تخفیف کیجاوے یعنی اونکو پہلی دو رکعتون
سے چہوٹا کرے اور جس جگہ کہ سورت کا پڑہنا شروع ہے اسجگہ اگر سورت کو چہوڑ دے تو
سجدہ سہو کا نہین پڑہتا لیکن فضیلت فوت ہو جاتی اور چہوٹی سورت کا پڑہنا افضل ہے
اس سے کہ اوس مقدار قرآن بڑی سورت سے پڑہا جاوے اور قرآن کو باترتیب پڑہا جاوے
اور آگے پیچھے پڑہنا مکروہ ہے اور جائز ہے پڑہنا قرآن کا اوپر ساتون قرأت کے اور نہین
جائز ہے پڑہنا اوسکا شاذ قراءتون پر اور اگر سورۃ الحمد کے ساتھ آواز کو دراز کرے یہانتک
کہ معنے مین خلل پیدا ہو مانند پیش ت النعمت کی یا زیر اسکی کے یا زیر کاف ایاک کی تو اس سے
نماز باطل ہو جاتی ہے - اور اگر معنے مین خلل پیدا نہو مانند زبر مغضوب کی تو اوس نماز
باطل نہین ہوتی لیکن مکروہ ہے اور فرض ہے پڑہنا سورۃ الحمد کا ترتیب سے اور اسیطرح فرض ہے پڑہنا
پے در پے اسطور سے کہ اوسکی آیتون مین تاخیر نہو اور اسیطرح واجب ہے پڑہنا اوس کا عربی
زبان مین اور حرام ہے پڑہنا اوسکا عجمی زبان مین یعنی عربی زبان کے سوا اور کسی زبان
مین الحمد کا پڑہنا درست نہین اور نہین صحیح ہوتی ساتھ اسکے نماز برابر ہے کہ عربی پہچانتا
ہو یا نہ پہچانتا ہو اور شرط ہے قرأت مین اور سب ذکرون مین سنانا اوسکا اپنے جی کو
یعنی اگر قرأت وغیرہ کوئی چیز پوشیدہ پڑہے تو ایسا پڑہے کہ اوسکو اپنے کانون سے سن سکے

ایسا پوشیدہ نہ پڑھے کہ اوسکو آپ بھی نہ سن سکے اور اگر گنگا ہو تو جہانتک ممکن ہو وہ اپنی
زبان اور ہونٹون کو ہلاوے اور وہ اوسکو کافی ہے انتہی۔ اور جائز ہے پڑھنا دو سورتون
کا ایک رکعت مین ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد وغیرہ کا
کہ دو سورتون کو جوڑ کر ایک رکعت مین پڑھنا درست ہے اور اسیطرح جائز ہے پڑھنا آخر
سورتون کے سے یعنے اگر کسی سورت کے آخر سے کچھ قرآن پڑھ لے تو درست ہے اور اسیطرح جائز
ہے پڑھنا سورتون کا آگے پیچھے مثلاً سورۂ قل یا ایہا الکافرون کو پہلے یا پہلی رکعت مین پڑھے
اور سورۂ انا اعطیناک الکوثر کو پیچھے یا پچھلی رکعت مین پڑھے تو اس طور سے انکا پڑھنا جائز
ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین لیکن دونو
ایک رکعت مین جمع کرنا مکروہ ہے حنفیہ کہتے ہین کہ سورتون کو آگے پیچھے پڑھنا مکروہ ہے
اور اسیطرح جائز ہے پڑھنا قرآن کا سورتون کے ابتدا سے ف امام مالک کا مذہب ان
چارون مسئلون مین یہ ہے کہ اگر اسطرح کرے تو نماز فاسد نہین ہوتی لیکن خلاف اولے
اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اسمین اختلاف ہے کہ یہ ترتیب سورتونکی جو اب قرآن مین
موجود ہے حضرتؐ کے حکم سے ہوئی یا کہ اصحاب کی اجتہاد سے سو صحیح قول اسمین یہ ہے کہ یہ ترتیب
عثمان اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی وحی کے ذریعہ سے یہ حکم نہین ہوا کہ سورتون کو قرآن مین
اسطور سے آگے پیچھے رکھا جاوے لیکن ترتیب آیات سو یہ بالاتفاق توقیفی ہے اسکے
واسطے آیتونکو آگے پیچھے پڑھنا درست نہین اور اسیطرح جائز ہے پڑھنا ایک سورۃ کا دو رکعتون مین
یعنی آدھی سورت پہلی مین اور آدھی دوسری مین اور اسیطرح جائز ہے پڑھنا ایک سورۃ کا
دو بار ف بعضے کہتے ہین کہ تردید مکروہ ہے اور اسیطرح جائز ہے معین کرنا اور خاص کرنا قل اللہ احد
کا واسطے ایک نماز کے یا سب نمازون کے اور اسیطرح جائز بلکہ مستحب ہے جوڑنا اوسکا ہر رکعت مین ساتھ ہر
سورت کے ف اور اسیطرح جائز ہے معین کرنا کسی سورت کا واسطے کسی نماز کے اور جائز ہے
پڑھنا ہر سورۃ کا ہر نماز مین یعنی سوائے الحمد کے کوئی سورۃ کسی نماز کے لئے خاص اور معین نہین
کہ سوا اوس کے اور کوئی درست نہو بلکہ جسکو جس نماز مین پڑھے درست ہے لیکن مستحب ہے
معین کرنا سورۂ سجدہ کا اور ہل اتی علی الانسان کا . . . . . .

نماز فجر کے دن جمعہ کے کہ پہلے رکعت مین سورہ سجدہ پڑہے اور دوسری مین سورت
ہل اتی پڑہا کرے۔ اور اسیطرح مستحب ہے خاص کرنا سورہ سبح اسم ربک الاعلی
اور ہل اتاک حدیث الغاشیۃ کا واسطے نماز جمعہ کے کہ پہلی رکعت مین پہلے سورت
کو پڑہے اور دوسری مین دوسری پڑہا کرے اور اسیطرح واجب ہے خاص کرنا واسطے
اوسکے سورہ جمعہ اور منافقون کا کہ پہلے رکعت مین پہلے سورہ پڑہے اور دوسری مین
دوسری پڑہے۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا سورہ ق اور اقتربت الساعۃ کا دونو
عیدون مین کہ پہلی رکعت مین پہلے سورہ کو پڑہے اور دوسری مین دوسری کو۔
اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا سورۃ کافرون اور قل ہو اللہ احد کا مغرب کی نماز مین دن
جمعہ رات کے۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا اون کا مغرب کے دو سنتون مین
ف بعض حنفی کہتے ہین کہ کسی سورت کو کسی نماز کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے سو یہ
قول انکا مخالف ہے حدیث کے۔ اور جائز ہے پڑہنا اعراف وغیرہ لمبی سورتون کا
نماز مغرب مین ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ مغرب کی نماز مین سب قسم کی سورتین پڑہنی
درست ہین خواہ طوال مفصل سے ہون یا اوساط مفصل سے یا قصار مفصل سے لیکن مستحب ہے
کہ اسمین چہوٹی سورتین پڑہی جاوین اور یہی ہے مذہب امام مالک اور احمد اور اسحاق اور ابو حنیفہ
اور صاحبین کا انتہے اور یہی مروی ہے اکثر اصحاب اور تابعین وغیرہ سے اور سنت ہے
کہ مغرب اور عشا اور فجر کی نماز مین قرآن پکار کر پڑہے اور ظہر اور عصر کی نماز مین پوشیدہ
پڑہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اسپر کہ
فجر اور جمعہ کے دو فرضون اور شام اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین قرآن پکار کر پڑہے اور
ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشا کی پچہلی دو رکعتون مین پوشیدہ پڑہے
اور عید اور استسقا کی نماز مین اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک انمین بہی پکار کر پڑہے
اور رات کے نفلون مین بعضے کہتے ہین کہ پکار کر پڑہے اور بعضے کہتے ہین کہ درمیانہ آواز سے
پڑہے اور دن کے نفلون مین پوشیدہ پڑہے اور گہن اگر رات کو ہو تو پوشیدہ پڑہے اور اگر دن
ہو تو پکار کے پڑہے اور جنازے کی نماز بہی پوشیدہ پڑہے خواہ دن ہو یا رات ہو اور بعضے کہتے ہین کہ

رات کو ہو تو پکار کر پڑھے اور اگر کسیکی عشا کی نماز قضا ہو جاوے اور کسی اور رات مین اوسکو قضا
کرے تو اوسمین بھی قراءت پکار کر پڑھے اور اگر اوسکو دن مین قضا کرے تو اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے
کہ پوشیدہ پڑھے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز قضا ہو اور اوسکو دن مین قضا کرے تو اوسمین بھی
قراءت پوشیدہ پڑھے اور اگر اوسکو رات مین قضا کرے تو صحیح تر یہ ہے کہ پکار کر پڑھے اور ظہر
اور عصر وغیرہ کی نماز مین قرآن کا پوشیدہ پڑھنا اور شام اور عشا اور فجر وغیرہ کی نماز مین پکار کر
پڑھنا سنت ہے صحت نماز کی شرط نہین اگر کوئی اسکو چھوڑ دے تو ہمارے نزدیک اوسکے نماز
درست ہو جاتی ہے سجدہ سہو کا لازم نہین آتا انتہی اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ اگر سریہ نماز مین پکار
کر پڑھے تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے گو سہوا ہو اسلئے کہ سریہ نمازون مین سریہ پڑھنا اور
جہریہ مین پکار کر پڑھنا انکے نزدیک واجب ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور یہ سب امام اور منفرد کا حکم ہے اور اگر مقتدی ہو تو اوسکو امام کے پیچھے قرآن پکار کر پڑھنا
کسی حال مین درست نہین خواہ سریہ نماز ہو یا جہریہ جگہ پوشیدہ پڑھے اور اگر جہریہ نماز ہو تو مستحب ہے
کہ سکتون مین پڑھے۔ اور اسپر سب امت کا اجماع ہے۔ اور مستحب ہے لمبا کرنا پہلی رکعت کا
دوسری رکعت سے سب نمازون مین ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور احمد
وغیرہ اکثر علما کا اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ صرف فجر کی نماز مین پہلی رکعت کو دوسری سے
لمبا کرے اور اور نمازون مین نہ کرے اور اگر کوئی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھے تو مستحب ہے
کہ کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور اسیطرح اگر کوئی سورہ والتین والزیتون پڑھے۔ اور
أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ پر پہونچے تو مستحب ہے کہ کہے بَلَى وَأَنَا عَلَى ذَٰلِكَ مِنَ
الشَّاهِدِينَ اور اسیطرح اگر سورہ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ پڑھے اور أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ
عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ پر پہونچے تو مستحب ہے کہ کہے بَلَى اور اسیطرح اگر سورہ والمرسلات پڑھے
اور فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ پر پہونچے تو چاہیے کہ کہے آمَنَّا بِاللَّهِ
اور اگر سورہ الرحمن پڑھے اور فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہونچے تو مستحب ہے
کہ مقتدی اسکے جواب مین کہے لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ یعنی
کسی چیز کو تیری نعمتون سے نہین جھٹلاتے ہم اے رب ہمارے پس تجھے کو سب تعریف ہے

اور ان آیتون مین مقتدی وغیرہ کا امام کو جواب دینا ثابت نہین - اور مستحب ہے کہ قرآن کو
کھول کر پڑھے اسطرح سے کہ حرف کے ساتھ حرف نہ ملے - اور اسیطرح مستحب ہے کہ ہر آیت
پر وقف کرے اور ٹھہرے - اور اگر کوئی قرآن سیکھنے کی طاقت نرکھتا ہو تو اوسکو اسکے
بدلے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا کہنا ہی کافی ہے یعنی نماز مین اوسکو قرآن کے بدلے یہی
دعا پڑھنا کافی ہے

## باب ہے رکوع کے بیان مین

نماز مین رکوع کرنا
فرض ہے بدون اسکے نماز درست نہین - جب نمازی الحمد اور سورۃ پڑھنے سے فارغ
ہو تو اللہ اکبر کہنے کے رکوع مین جاوے - اور رکوع مین جانیکے وقت کانون تک ہاتھ اٹھاوے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تکبیر کو ان حرکتون کے برابر ساتھ ساتھ
کہے پس جب رکوع کیطرف جھکنا شروع کرے تو اوسیوقت تکبیر کہنا ہی شروع کرے اور
کھینچے تکبیر کو یہانتک کہ رکوع کی انتہا حد کو پہونچے پھر رکوع کی تسبیحین پڑھے پھر جب
سجدہ کیطرف جھکنا شروع کرے تو اوسوقت تکبیر کہنا ہی شروع کرے اور تکبیر کو کھینچے یہانتک
کہ اپنا ماتھا زمین پر رکھے - اور اسیطرح جب رکوع سے اوٹھنا شروع کرے تو اوسیوقت -
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا ہی شروع کرے اور اوسکو کھینچے یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو اور اسی
طرح جب پہلے التحیات سے کھڑا ہونا شروع کرے تو اوسیوقت تکبیر کہنا ہی شروع کرے
اور اوسکو کھینچے یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب علما کا مگر عمر بن
عبد العزیز اور مالک کا کہ جب پہلے التحیات سے اوٹھ کر سیدھا کھڑا ہو چکے تو اوسوقت تکبیر
کہے اس سے پہلے نہ کہے اور دلیل جمہور کی ظاہر حدیث ہی انتہی ملخصاً اور پھر جب رکوع مین
جاوے تو مستحب ہے کہ اپنے دونو ہاتھ دونو گھٹنون پر مضبوط رکھے اور اونگلیان اندر کیطرف موڑے
کھلا رکھے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب ہمارا اور تمام علما کا یہ ہے
کہ رکوع مین دونو ہاتھ گھٹنون پر رکھے اور تطبیق نکرے اور ابن مسعود رضی کے نزدیک سنت ہے کہ تطبیق
کرے یعنی دونون ہاتھ کی اونگلیان اپنے بیچ ڈالکر دونون رانون کو درمیان رکھے اور سب علما کے نزدیک
تطبیق منسوخ ہی انتہی اور اپنے سر کو پیٹھ کے برابر رکھے اونچا نیچا نہ رکھے اور اپنے دونون ہاتھ

کو وظیفہ سے دور رکھے اور پھر ان دعاؤن مین سے جو دعا چاہے پڑھے پہلی دعا یہ ہے
سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ یعنی پاک ہے تو اے الٰہی اے
رب ہمارے اور ساتھ توفیق تیری کے پاکی کہتا ہون تیری الٰہی بخش دے مجکو۔ دوسری دعا
یہ ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یعنی پاک ہے رب میرا بڑی عظمت والا۔ تیسری دعا یہ ہے
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ یعنی نہایت پاک اور نہایت پاک پروردگار
فرشتون اور جبرئیل کا ف اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی
وغیرہ علما کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ رکوع مین سبحان ربی العظیم کہے اور سجدے مین سبحان ربی
الاعلیٰ کہے اور ہر ایک کو تین تین بار کہے اور جوڑے ساتھ اسکے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ
اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ الخ اور دونون کا جوڑنا صرف اوس شخص کیواسطے مستحب ہے کہ امام نہو اور
یا امام ہو لیکن جانتا ہو کہ مقتدی تنگ نہونگے اور اگر شک ہو تو فقط سبحان اللہ پڑھے اور کچھ زیادہ
نہ پڑھے اور اگر امام اور منفرد صرف ایک بار ہی تسبیح کہین تو اصل سنت حاصل ہوگی لیکن فضیلت
فوت ہوگی۔ اور جاننا چاہیے کہ رکوع اور سجود مین تسبیح کہنا سنت ہے واجب نہین یہی
مذہب ہے ابن مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علما کا اور امام احمد اور ایک جماعت علما
کہتے ہین کہ واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھو جیسے کہ تمنے مجکو دیکھا
اور جمہور کہتے ہین کہ یہ حدیث استحباب پر محمول ہے انتہے ملخصاً اور فرض ہے رکوع مین اعتدال
کرنا یعنی سر کو پیٹھ کے برابر رکھنا اونچا نیچا نہ کرنا۔ اور اسیطرح فرض ہے اتنی دیر تک
ٹھہرنا اور اطمینان کرنا۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ فرض ہے اعتدال کرنا
اور برابر ہونا رکوع مین اور جلسہ مین کہ درمیان دو سجدون کے ہے اور اسیطرح فرض ہے
اطمینان کرنا اور دیر تک ٹھہرنا رکوع مین اور سجدے مین اور جلسہ مین انتہے اور نہین
جائز ہے پڑھنا قرآن کا رکوع مین اور نہ سجدے مین ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے کہ وظیفہ رکوع اور سجود کا تسبیح اور دعا ہے اور اگر رکوع اور سجود مین الحمد کے
سوا کوئی اور سورت پڑھے تو نماز مکروہ ہے لیکن باطل نہین ہوتی اور اگر سورہ الحمد رکوع مین
پڑھے تو اوسکا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے بھی نماز باطل نہین ہوتی اور ایک قول مین باطل ہو جاتی ہے

اور مکروہ بھی اوسیوقت ہے کہ جان بوجھ کر پڑے اور اگر سہو پڑے تو مکروہ نہین لیکن امام شافعی
کے نزدیک سجدہ سہو کا ہر صورت مین کرے خواہ عمداً پڑے یا سہواً پڑے انتہے ملخصاً اور جب
رکوع سے فارغ ہو کر سر اٹھانے لگے تو دونون ہاتھ کانون تک اوٹھاوے اور سمع اللہ لمن حمدہ
کہکر سیدھا کھڑا ہو یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ مین پھر آوے اور جب سیدھا کھڑا ہو تو
پھر دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ
مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا
لَکَ عَبْدٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا
الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ یعنے الٰہی اے ہمارے رب تیری ہی واسطے تعریف ہے آسمانون اور
زمین کی برابر بعد اوسکے جو چیز تیری خواہش مین ہو اوسکی برابر تعریف اور بڑائی کی لائق جو
بندے نے کہا تیری تعریف مین سو اوسکا تو لائق ہے اور ہم سب تیرے بندے ہین الٰہی کوئی
روکنے والا نہین تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہین تیری روکی چیز کو اور تیرے روبرو
نصیبے والے مالدار کو اوسکا نصیبہ اور مال کچھ فائدہ نہین دیتا یعنی بجز عبادت کے مالداری قیامت
کو کچھ کام نہ آویگی اور اگر اس دعا کو من شیء بعد تک پڑھے تو بھی درست ہے اور مستحب ہے
کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ پکار کر کہے تاکہ مقتدی سنکر بعد اوسکے ربنا لک الحمد کہین اور اسیطرح
دعا بھی پکار کر پڑھے۔ اور یہ حکم امام اور اکیلے نمازی کا ہے اور اگر مقتدی ہو تو وہ امام کے
سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یعنے
الٰہی سب تعریف تیرے ہی واسطے ہے اور اگر واو کے ساتھ ولک الحمد کہے تو یہ بھی درست
ہے اور یا یہ دعا پڑھے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ
یعنے اے رب ہمارے تیرے واسطے ہی ہے سب تعریف ایسی تعریف کہ بہت اور پاک
اور بابرکت ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مستحب ہے واسطے
ہر نمازی کے خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا یہ کہ جمع کرے درمیان سمع اللہ لمن حمدہ
ربنا لک الحمد کے سو سمع اللہ لمن حمدہ تو کھڑے ہونے کی حالت مین کہے اور ربنا لک الحمد
اعتدال کی حالت مین کہے یعنے جب کہ سیدھا کھڑا ہو چکے اور یہی مذہب ہے امام

شافعی اور ایک جماعت کا انتہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ امام شافعی اور احمد اور محمد اور
جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ امام تسمیع اور تحمید دونو کو کہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ
الْحَمْدُ اور امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے
اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ لیکن اسباب مین جمہور علما کا مذہب قوی ہے اور
حدیثین صحیحہ بہی اسی پر دلالت کرتی ہین یعنے امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول حدیثون کے مخالف ہے
اور جو آدمی کہ اکیلے نماز پڑہتا ہو اوس کے حق مین سب کا اجماع ہے کہ وہ تسمیع اور تحمید دونو
کو کہے انتہے ملخصا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ فرض ہے سیدہے کہڑے
ہونا قومہ مین اور اسیطرح فرض ہے اسمین ٹہرنا اور اطمینان کرنا اور یہی ہے مذہب مشہور
مذہب ہمارا اور مذہب علما کا کہ اسمین اطمینان کرنا فرض ہے انتہے اور فتح الباری مین لکہا
ہے کہ اعتدال یعنی رکوع سے سر اوٹہا کر سیدہے کہڑے ہونا ایک رکن طویل ہے مانند قیام
اور قرارت وغیرہ کی

## باب ہے سجدے کے بیان مین

نماز مین سجدہ کرنا فرض
ہے بدون اسکے نماز درست نہین۔ جب قومہ اور اوسکے ذکر سے فارغ ہو تو اللہ اکبر کہہ کے
سجدے مین جاوے اور سجدے مین تین بار یہ تسبیح پڑہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی
یعنے پاک ہے اللہ سب سے اونچا اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ
اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ عَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ یعنے الٰہی بخشدے میرے سب گناہ کو خواہ چہوٹا ہو خواہ
بڑا پہلا ہو خواہ پچہلا کہلا ہو خواہ چہپا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے مانگنا دعا کا سجدے مین اور اسیطرح مستحب ہے اسمین جمع کرنا
دعا اور تسبیح کا یعنی سجدہ مین تسبیح بہی کہے اور دعا بہی پڑہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور احمد وغیرہ علما کا کہ رکوع سجود مین جو دعا کرے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ رکوع و
سجود مین دعا نہ مانگے تسبیح کہے۔ لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور مستحب ہے کہ
سجدہ مین تسبیح تین بار کہے امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ مستحب ہے
کہ رکوع سجود مین تین تسبیحون سے کم نہ کہے۔ اور جب سجدہ مین جاوے تو سنت ہے کہ پہلے اپنے
دونو گہٹنے زمین پر رکہے پہر دونو ہاتہ رکہے پہر اپنا ناک اور پیشانی رکہے مضبوط کرکے اور

پاؤنکو اور انگلیون کے سر پر کھڑا کرے ف امام ترمذی نے کہا کہ اسپر سب اہل علم کا اجماع ہے
اور اسیطرح سنت ہے کہ اپنے دونو ہاتھ اپنے مونڈھونکی برابر رکھے یا سر کی برابر رکھے اور نہ اونکو
بچھاوے اور نہ سمیٹے اور اسیطرح سنت ہے کہ سجدہ مین اپنے ہاتھ اپنے پہلو سے اور اپنا
پیٹ رانون سے دور رکھے اور اپنی کہنیون کو زمین سے اونچا اور ہاتھون کو خوب کھولکر
رکھے یہانتک کہ بغلون کی سفیدی ظاہر ہو اور اونکے تلے سے بکری کا بچہ گذر سکے اور اسیطرح
سنت ہے کہ سجدہ مین پاؤن کی انگلیان کھلی رکھے اور انکے منہ قبلے کیطرف کرے
اور اسیطرح اپنی دونو رانین بھی کھلی رکھے اور فرض ہے ٹھہرنا اور اطمینان کرنا سجدے مین اور
فرض ہے سجدہ کرنا سات اعضا پر یعنی سجدے مین سات اعضا کو زمین پر رکھے ماتھے کو
اور دونو ہاتھ کو اور دونون گھٹنون کو اور دونون پاؤنکو ف فتح الباری مین لکھا ہے
کہ سجدے کرنے مین ماتھا اصل ہے اور ناک اوسکی تابع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ دونو کا
ایک حکم ہے والا آٹھ اعضا ہو جاوین گے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر صرف ناک پر سجدہ
کرے تو بھی کافی ہے اور ابن منذر نے نقل کیا ہے اجماع اصحاب کا اسپر کہ فقط ناک پر
سجدہ کرنا کافی نہین اور جمہور کے نزدیک فقط ماتھے پر سجدہ کرنا کافی ہے اور امام احمد
اور اسحاق اور اوزاعی کے نزدیک ناک اور ماتھے دونو پر سجدہ کرنا فرض ہے اور یہی ہے
ایک قول امام شافعی کا انتہی ملخصاً اور امام نووی نے کہا کہ اگر سجدے کے وقت کسی عضو
کو انمین سے زمین پر نہ رکھے تو نماز درست نہین ہوگی لیکن فرض ہے کہ ماتھے کو کھولکر
زمین پر رکھے اور باقی اعضا کا کھول کر رکھنا فرض نہین انتہی اور سجدے مین ماتھے کو
بالون اور گلے کی جگہ سے زمین پر رکھے اور نہین جائز ہے سجدہ کرنا عمامے کے پیچ پر اور نہ
سجدہ کرنا مانند چونچ مارنے جانور کے اور نہین جائز ہے سجدہ مین بچھانا دونو ہاتھ کا زمین
پر مانند کتے کی لیکن عورت کا یہ حکم نہین بلکہ وہ سجدہ یکیوقت اپنے سب اعضا کو اپنے مین جوڑ
کر اور ملا کر رکھے مرد کیطرح کھلے نہ رکھے اور جب سجدے سے فارغ ہو تو پھر اللہ اکبر کہے سجدے
سے سر اوٹھاوے اور اپنا بایان پاؤن بچھا کر اوس پر بیٹھ جاوے اور آرام کرے
یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ مین پھر آوے اور اوسوقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ یعنی الٰہی بخشدے
مجکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجکو اور آرام دے مجکو اور رزق دے مجکو ف اور یہی
قول شافعی اور احمد اور اسحاق کا برابر ہے کہ فرض نماز ہو یا نفل جو پھر اللہ اکبر کہکے
دوسرا سجدہ کرے اور اسیطرح اُس مین بھی تسبیح اور دعا پڑھے اور آرام کرے پھر اللہ اکبر
کہکے سجدے سے سر اوٹھاوے اور اپنا بایان پاؤن بچھاکر اسپر بیٹھ جاوے ف
اس جلسے کو جلسہ استراحت کہتے ہین اور اسپر عمل ہے نزدیک بعض اہل علم کے اور بعض اہل
علم کہتے ہین کہ جلسہ استراحت نکرے بلکہ اپنے پاؤن اونگلیون پر سیدھا کھڑا ہو جاوے
لیکن حدیث ضعیف ہے انتہے پھر جلسہ استراحت کرے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو بغیر
ٹیک لگانے کے زمین پر اور اگر زمین پر ٹیک کر لگاکر اوٹھے تو بھی درست ہے پڑھے
دوسری رکعت جسطرح کہ پہلی رکعت پڑھے **باب ہے التحیات کے بیان**
مین جب دوسری رکعت سے فارغ ہو تو اپنا دایان پاؤن کھڑا کرے اور بایان پاؤن
بچھاکر اوسپر بیٹھے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے ران پر رکھے اور بایان بائین ران پر
رکھے اور اگر دونو ہاتھ دونون گھٹنون پر رکھے تو یہ بھی درست ہے پھر گرہ باندھے بیچ کی
یعنی بند کرے خنصر کو اور جوڑے انگوٹھے کو بیچ جڑہ اونگلی شہادت کے اور شہادت
کی اونگلی کھلی چھوڑے پھر التحیات پڑھے اور جب الا اللہ پر پہونچے تو شہادت کی اونگلی
سے اشارہ کرے اور اوس کیطرف دیکھتا رہے ایدھر اودھر نظر نکرے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرنا ہمارے نزدیک مستحب ہے
واسطے وارد ہونے احادیث صحیحہ کے بیچ اُسکے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ الا اللہ کیوقت
اشارہ کرے اور داہنے ہاتھ کی شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرے اور اگر دو کٹی ہوئی
ہو یا بیمار ہو تو اور کسی اونگلی سے اشارہ نکرے نہ داہنے ہاتھ کی اونگلیونسے اور نہ بائین ہاتھ
کی اونگلیونسے اور سنت ہے کہ اپنی آنکھ اس سے ادھر اودھر نکرے اور اس مسئلے مین حدیث صحیح
وارد ہے ابوداؤد مین ہے اور اوسکو قبلے کیطرف متوجہ کرکے اشارہ کرے اور اشارے
نیت توحید اور اخلاص کی رکھے انتہے۔ اور التحیات یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ

وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ
بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ یعنے سب زبان کی عبادتین جیسے تعریف
اور ذکر اور بدن کی عبادتین جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتین جیسے زکوۃ اور خیرات
صرف خدا ہی کیواسطے ہین سلام تجھکو اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہمکو اور
سب خدا کے نیک بندون پر گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی لائق بندگی کی نہین
اور گواہی دیتا ہون کہ محمد بندہ ہے خدا کا اور اسکا رسول ہے - یہ التحیات عبداللہ بن مسعود
کی روایت سے آیا ہے اور ابن عباس کی روایت مین المبارکات کا لفظ زیادہ ہے اور ابی
موسی کی روایت مین پہلے تینون لفظون مین واو نہین ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکھا ہے کہ اتفاق ہے حسب علما کا کہ تینون طرح سے التحیات پڑھنا درست ہے
اور افضل ہونیمین اختلاف ہے امام شافعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک ابن عباس کا التحیات
افضل ہے اور امام ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور اور اہل حدیث کے نزدیک عبداللہ بن مسعود
کا التحیات افضل ہے - اور امام مالک کہتے ہین کہ عمر رض کا التحیات افضل ہے اور اسمین بھی
اختلاف ہے کہ التحیات سنت ہے یا واجب ہے سو امام شافعی اور ایک جماعت علما کہتے ہین
کہ پہلا التحیات سنت ہے اور پچھلا واجب ہے - اور جمہور محدثین کہتے ہین کہ دونو واجب
ہین اور امام احمد کہتے ہین کہ پہلا واجب ہے اور پچھلا فرض ہے - اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور
جمہور فقہا کے نزدیک دونو سنت ہین انتہے - اور حنفیہ کے نزدیک پہلا قعدہ سنت ہے
اور اخیر قعدہ فرض ہے پھر اگر دو رکعت کی نماز ہو تو التحیات کے بعد درود اور دعا پڑھکر
سلام پھیرے اور اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو تو التحیات پڑھکر سلام نہ پھیرے بلکہ صرف
التحیات پڑھکر اوٹھ کھڑا ہووے اور تیسری رکعت یا تیسری اور چوتھی پڑھے اسطرح کہ پہلے
دو رکعتین پڑھے تھین پھر جب تیسری یا چوتھی رکعت سے فارغ ہو تو تورک کرے یعنی اپنا داہنا
پاؤن کھڑا کرے اور بایان پاؤن داہنی طرف سے باہر نکالکر اپنی بائین کولی پر بیٹھے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اتفاق ہے سب علما کا اسپر کہ التحیات مین اپنے داہنے پاؤن کو

[1] صحیح مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ باب صفۃ الصلوۃ کی تکملہ شرح مسلم ص ۲۱۱ ج ۲

[2] نیل الاوطار ص ۲۱۱ ج ۲

ٹھہرا رکھے یعنے خواہ پہلا التحیات ہو یا پچھلا لیکن اگر پچھلے التحیات مین اوسکی اونگلیان کے
موڑے تو یہ بھی درست ہے۔ اور پھر کہا کہ اسمین اختلاف ہے کہ دونو التحیات مین تورک
افضل ہے یا پاؤن بچھا کر بیٹھنا افضل ہے امام مالک کہتے ہین کہ دونو مین تورک افضل ہے
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک افتراش افضل ہے اور امام شافعی اور ایک جماعت علما کہتے
ہین کہ پہلے التحیات مین افتراش کرے اور دوسرے مین تورک اور پھر کہا کہ عورت بھی مرد
کیطرح التحیات بیٹھے اور نفل نماز کا التحیات اور التحیات فرض نماز کی ہے یہی ہے مذہب امام شافعی
اور مالک اور جمہور کا پھر اس شکل سے التحیات بیٹھنا سنت ہے یعنے واجب نہین پس اگر سب طبون
مین افتراش کرنے یا تورک کرنے یا چار زانو ہو کر یا پاؤن دراز کر کے بیٹھے تو نماز درست ہو جاوے
گی اگرچہ مخالف ہے سنت کے انتہے

## باب ہے التحیات کے بعد درود پڑھنے کے بیان مین

جب التحیات سے فارغ ہو تو پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
پڑھے اسطور سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی الٰہی
مہر کر محمد پر اور اوسکی آل پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم پر اور اوس کی آل پر بیشک تو سب خوبیون سے
سراہا بڑائی والا ہے الٰہی برکت کر محمد پر اور اوسکی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم پر اور اوسکی
آل پر بیشک تو ہے سب خوبیون سے سراہا بڑائی والا اف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ اسمین اختلاف ہے کہ التحیات کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہین
سو امام ابو حنیفہ اور مالک اور جمہور کے نزدیک التحیات کے بعد درود پڑھنا سنت ہے اگرچہ چھوڑ
دے تو نماز درست ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک واجب ہے اگر چھوڑ دے تو نماز
درست نہین ہوتی اور یہی مروی ہے عمر اور ابن عمر سے اور یہی قول ہے شعبی کا انتہی ملخصاً
اور حضرت پر درود پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے خواہ نماز مین ہو یا نماز سے باہر ہو کہ جو شخص حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر ایکبار درود پڑھے خدا اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اوسکے دس گناہ
دور کیے جاتے ہین اور اوسکے لئے دس درجے بلند کیے جاتے ہین۔ اور ایک روایت مین آیا ہے

## درود کا بیان

صلے ۱۹۵ ۱۲

صلے یہ حدیث عبدالرحمن بن ابی لیلی کی ہے کتاب الصلوٰۃ علی النبی باب فضل الصلوٰۃ علی النبی ۱۲

صلے ۱۴۵ ۱۲

صلے یہ حدیث ابو ہریرہ کی ہے کتاب الصلوٰۃ علی النبی باب فضل الصلوٰۃ علی النبی ۱۲

کہ خدا اسپر ستر بار رحمت بھیجتا ہے اور جو شخص کہ بہت درود پڑھے قیامت کے دن وہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک ہوگا اور بیشک اللہ تعالے نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں کہ زمین میں سیر کرتے
ہیں جو شخص درود پڑھے وہ اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا دیتے ہیں اور جب کسی
کے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ذکر کیا جاوے تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور جو
کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر درود نہ پڑھے تو وہ ذلیل اور ہلاک ہوا کما جعل اللہ من
صلی الخ اور جو کوئی چاہے کہ میری دعا قبول ہو تو وہ پہلے خدا کی تعریف کہے پھر حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پر درود پڑھے پھر دعا مانگے جو کوئی اسطرح کرے اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور جو کوئی دعا پہلے
حمد اور درود نہ پڑھے اوس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
یعنی الٰہی اوتار اوسکو قیامت کے دن مقرب جگہ میں یعنی مقام محمود میں تو اوسکے لئے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ ف طیبی نے لکھا ہے کہ سب کا اجماع ہے اسپر کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر اور سب پیغمبروں پر بالاستقلال درود بھیجنا درست ہے اور پیغمبروں کے
سوا اور لوگوں پر ابتداءً درود پڑھنا درست نہیں لیکن پیغمبروں کے بالتبع اور ونپر درود پڑھنا
بالاتفاق درست ہے۔ انتہی

## باب التحیات میں دعا پڑھنے کے بیان میں

جب التحیات کے بعد درود پڑھنے سے فارغ ہو تو پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ
نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی الٰہی میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم
اور گناہوں کو نہیں بخشتا سوا تیرے کوئی سو بخشدے مجھکو اپنے پاس کی مغفرت سے
اور مجھپر رحم کر بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اور یا یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
یعنی الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب
سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور

موت کے فتنے سے۔ اور جائز ہے التحیات مین دعا مانگنی ساتھ ہر چیز کے یعنے خواہ کوئی کام
دینی ہو یا دنیوی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ التحیات کے بعد سلام
سے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور جائز ہے دعا مانگنی ساتھ ہر چیز کے کہ چاہے امور آخرت اور
دنیا سے جب تک کہ گناہ نہو اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ نہین جائز ہے التحیات مین دعا مانگنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ قرآن اور حدیث مین وارد ہو
انتہے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور جب دعا سے فارغ ہو تو ہر دو
بار سلام کہے یعنی پہلے اپنے داہنی طرف منہ کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
کہے پھر بائین طرف منہ کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی اور جمہور علما سلف اور خلف کے نزدیک سنت دو بار سلام
کہنا ہے اور امام مالک اور ایک جماعت کہتی ہے کہ سنت صرف ایکبار سلام کہنا ہے اور دلیل اون کی
ضعیف حدیثین ہین جو ان حدیثون کا مقابلہ نہین کرسکتین اور اگر کوئی ثابت ہو تو وہ محمول ہوگی
اوپر بیان جواز کے نہ سنت کے اور علما معتبرین کا اجماع ہے اسپر کہ نہین واجب ہے مگر ایک بار
سلام کہنا پس اگر صرف ایکبار ہی سلام کہے تو مستحب ہے کہ اپنے منہ کے سامنے کہے اور اگر دو بار
سلام کہے تو پہلے داہنی طرف کہے پھر بائین طرف کہے اور ہر سلام مین منہ پھیرے یہانتک
کہ اسکے رخسار کا کنارہ دیکھا جاوے یہی صحیح بات ہے اور اگر دونون سلام داہنی طرف
کہے یا دونون بائین طرف کہے یا دونون سامنے کہے یا پہلی بار بائین کہے اور پھر داہنے تو
نماز درست ہوگی لیکن فضیلت فوت ہوگی اور جاننا چاہئے کہ سلام کہنا ایک رکن ہے نماز کے
رکنون مین سے اور ایک فرض ہے اُس کے فرضون مین سے نہین درست ہوتی نماز مگر ساتھ
اوسکے یعنی سلام کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ نماز سے باہر نہین نکلتا اور اگر سلام کے سوا کسی اور
چیز کے ساتھ نماز سے باہر آوے تو نماز باطل ہو جاتی ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور
علما کا صحابہ اور تابعین سے اور جو اونکے پیچھے ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سلام کہنا سنت ہے
اور جو چیز کہ نماز کے مخالف ہو اوسکے ساتھ نماز سے باہر نکلنا درست ہے خواہ سلام ہو یا کلام ہو
یا گوز یا قیام وغیرہ ہو انتہے ملخصاً اور سلام کیوقت امام یہ نیت کرے کہ مین مقتدیون کو سلام کہتا

ہون اور مقتدی یہ نیت کرین کہ ہم امام کے سلام کا جواب دیتے ہین ف امام فتح الباری
مین لکھا ہے کہ قراءت اور قیام اور رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ اور اونمین اطمینان کرنا اور
اقامت اور تعوذ اور دعاء افتتاح اور تکبیر تحریمہ وغیرہ مین رفع یدین کرنا اور داہنے ہاتھ کو بائیں
ہاتھ پر باندہنا اور انتقالات کی تکبیرین اور رکوع و سجود کی تسبیحین کہنا اور التحیات کی ہیئت اور
ہاتھ زانو پر رکھنا اور نیت کرنا اور التحیات اول اور آخر اور سلام اور درود وغیرہ پڑہنا سب کام نماز
کے فرض ہین بموجب حدیث جنگلی کے اسنے اپنی نماز خراب کی تہی پس جو شخص اونکے فرض ہونیکا
نہین اوسکو لازم ہے کہ کوئی اپنی دلیل پیش کرے جو اوسکی مخصص ہو سکے انتہے باب ہے

## سلام کے بعد مقتدیون کیطرف پہرنے اور ذکر کرنے کے بیان مین

جب امام نماز سے سلام پہیرے تو پہر مقتدیون کیطرف پہر کر بیٹہے اور خواہ اپنے داہنے طرف منہ
کرے یا بائین طرف کرے دونو طرح درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ دونو طرف منہ کرنا جائز ہے کسی مین کراہت نہین لیکن مستحب ہے کہ جسطرف حاجت ہو اوسطرف
منہ کرے برابر ہے کہ داہنی طرف ہو یا بائین طرف اور اگر دونو طرف حاجت ہو یا کسی طرف بہی حاجت
نہو تو اوسوقت مستحب ہے کہ اپنی داہنی طرف پہر کر بیٹہے کہ عموم حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ داہنا افضل ہے اور کہا کہ جو شخص کہ خاص ایکطرف پہرنے کو واجب جانے تو اوسنے خطا کی صحیح
اپنی نماز سے شیطان کا حصہ ٹہرایا انتہے ملخصاً اور پہر ان دعاؤن مین سے جو دعا چاہے پڑہے
پہلی دعا یہ ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ
السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی مغفرت مانگتا ہون تجہسے مغفرت مانگتا ہون
تجہسے مغفرت مانگتا ہون تجہسے الٰہی تجہے کو سچی سلامتی ہے تو ہر عیب اور مکروہات سے سالم ہے
اور تیری ہی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے تو بڑی برکت والا ہے اے جلال اور بڑائی
والے اور دوسری دعا یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ یعنی کوئی معبود نہین برحق سوائے خدا کے وہ اکیلا ہے
کوئی اسکا شریک نہین اسی کا ملک ہے اور اوسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ف حدیث ذرا بعد کی مشکوٰۃ کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

اعراب ع

ف حدیث مشکوٰۃ کے بیہقی و نسائی کی روایت ہے فصل مین ہے ۱۲

ہے الٰہی کوئی روکنے والا نہین تیری دی ہوئی چیز کو اور کوئی دینے والا نہین تیری روکی
چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے کو اوسکا نصیبہ کچھ نفع نہین کرتا اور تیسری دعا یہ ہے کہ
تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اسکے
ساتھ ایک بار کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ف جو شخص اس دعا کو نماز کے بعد پڑھے اسکے تمام گناہ بخشے جاتے ہین
اگرچہ مانند جھاگ دریا کے ہون یعنی اگرچہ کتنی ہی کثرت سے ہون سب بخشے جاتے ہین اور انکے سوا
اور بھی بہت دعائین نماز کے بعد پڑھنی آئی ہین جو مشکوٰۃ کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ اور باب
جامع الدعا مین مذکور ہین شائق اُنکا مطالعہ کرے۔ اور جو شخص کہ فجر کی نماز کے بعد بیٹھکر ذکر کرے
یہانتک کہ سورج نکلے تو اوسکو چار غلام کے آزاد کرنیکا ثواب ہوتا ہے اولاد حضرت اسمٰعیل کی سے
اور اسیطرح عصر کی نماز کے بعد ذکر کرنیکا بھی یہی ثواب ہے اور جب نماز سے سلام پھیرے تو چاہیے
کہ فرق کرے درمیان دو نمازون سے یعنی اگر اوسکے بعد کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اوس جگہ
سے ہٹ کر اور جگہ نماز پڑھے یا اونکے درمیان کلام کرے یا ذکر کرے۔ اور اسیطرح نماز کے
بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا بھی بہت ثواب ہے کہ جو کوئی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو نہین روکتی
اوسکو کوئی چیز داخل ہونے بہشت کے سے مگر موت + باب ہے دعا کے وقت
ہاتھ اوٹھانے کے بیان مین جب کوئی دعا مانگنے لگے تو سنت ہے کہ ہاتھ
اوٹھا کر دعا مانگے اسواسطے کہ جب کوئی بندہ ہاتھ اوٹھا کر خدا سے دعا مانگے تو خدا شرم کرتا ہے
اس سے کہ اسکو خالی ہاتھ پھیرے اور دعا کیوقت ہاتھون کے اندر کیطرف اوپر رکھے اور باہر کیطرف
نیچے رکھے اور جب دعا سے فارغ ہو تو دونون ہاتھ اپنے منہ پر ملے۔ اور ہاتھون کی اونگلیون کو
کندھون کے برابر رکھے اور مستحب ہے کہ جامع دعا مانگے یعنے جسکے لفظ تھوڑے ہون اور معنے
بہت ہون اور مثال اس کی یہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین بہتری اور آخرت مین بھی بہتری
اور بچا ہمکو آگ کے عذاب سے۔ اور جب کوئی دعا مانگے تو یون نہ کہے کہ الٰہی بخش دے مجکو اگر
تو چاہے بلکہ یقین سے دعا مانگے بغیر تردد کے یعنی کہے الٰہی بخش دے مجکو اور جب

کوئی یقین سے دعا مانگے تو اوس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ اور ناتا توڑنے
کی دعا نہ مانگے یعنی یہ دعا قبول نہین ہوتی اور سب دعا قبول ہو جاتی ہے جب تک کہ نہ جلدی کرے
اور جلدی یہ ہے کہ کہے مینے بہت بار دعا مانگی مگر قبول نہین ہوئی پس تھک کر دعا چھوڑ دے اور دعا
مغز عبادت کا ہے یعنی عبادت کا مقصود اسمین خوب حاصل ہوتا ہے - اور دعا مانگنے کا اتنا
درجہ ہے کہ وہ تقدیر کو بھی پھیر دیتی ہے یعنی جو دعا کہ اُسکے ساتھ معلق ہو وہ اُس سے پھر جاتی
ہے اور جو شخص کہ اللہ سے دعا مانگے خدا اوسکو بہت دوست رکھتا ہے اور جو خدا سے دعا نہ
مانگے خدا اُسپر غصے ہوتا ہے اور جو دعا کا دروازہ کھولے اُسکے لئے رحمت کے دروازے
کھولے جاتے ہین - اور نہین جائز ہے بد دعا مانگنی اپنی جانون پر اور اپنی اولاد پر اور اپنے
مالون پر کہ مبادا یہ بد دعا قبولیت کی ساعت کے ساتھ موافق ہو اور قبول ہو جاوے اور تین
آدمی کی دعا بیشک قبول ہوتی ہے دعا باپ کے واسطے بیٹے اپنے کے اور دعا مسافر کی اور دعا
مظلوم کی کہ اُسپر کسی نے ظلم کیا ہو اور اسیطرح روزیدار کی دعا روزہ کھولنے کیوقت بھی قبول
ہوتی ہے اور اسیطرح حاکم عادل کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کے
پیٹھ پیچھے دعا کرنیمین قبول ہوتی ہے - باب ہے نماز کے توڑنے والی اور نہ توڑنے
والی چیزون کے بیان مین - نہین جائز ہے کلام کرنا بیچ نماز کے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ نماز مین ہر قسم کی کلام کرنا حرام ہے
برابر ہے کہ حاجت ہو یا نہو اور برابر ہے کہ نماز کی مصلحت کیلئے ہو یا کسی اور چیز کی مصلحت کے
لئے ہو اور اگر تنبیہ کرنے کی حاجت ہو یا کسی داخل ہونیوالے کیلئے اذن دینا ہو تو سبحان اللہ کہے اگر
مرد ہو اور اگر عورت ہو تو تالی بجاوے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور
جمہور کا سلف اور خلف سے اور اوزاعی وغیرہ بعض علما کہتے ہین کہ نماز کی مصلحت کیلئے نماز مین سلام
کرنا درست ہے یعنے اور بے مصلحت کلام کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ اُس شخص کا حکم
ہے کہ اسکے حرام ہونے کو جانتا ہو اور جان بوجھ کر کلام کرے اور جو شخص کہ نماز مین بھول کر کلام
کرے تو تھوڑی کلام کرنیسے اس کی نماز باطل نہین ہوتی یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور
احمد اور جمہور کا اور ابو حنیفہ اور کوفے والے کہتے ہین کہ تھوڑی کلام سے بھی نماز باطل ہو جاتی

اور امام شافعی اور جو اونکے موافق ہین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد ظہر کے
سنتین پڑہین پس حاضر سنتون اور قضا فرضون کا ان وقتون مین پڑہنا بطریق اولی جائز ہوگا
اور حنفیہ کے نزدیک بھی عصر کی نماز کے بعد قضا نماز کا پڑہنا درست ہے انتہے اور امام مالک کے نزدیک
ان وقتون مین فرض پڑہنے درست ہین نفل پڑہنے درست نہین اور یہی مذہب ہے امام احمد کا لیکن
احمد کے نزدیک طواف کی دو رکعتین نہی سے مستثنی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ منع وہ نماز ہے
جو کہ بلا سبب ہو اور جائز وہ نماز ہے جسکا کوئی سبب ہو مانند تحیۃ المسجد وغیرہ کے جیسے کہ اوپر گذرا
اور یہی وجہ صحیح ہے کہ اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہوجاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سورج نکلتے اور ڈوبتے
نماز پڑہنا حرام ہے اور فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑہنا مکروہ ہے لیکن مشہور سب مین کراہت ہے
اور بعضون کے نزدیک تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے انتہے فی الفتح اور اسیطرح عشا کے
مین بھی ان وقتون مین نماز پڑہنا درست ہے۔ اور اسیطرح جمعہ کی نماز بھی دوپہر کے وقت جائز ہے
ف اور یہی قول ہے امام شافعی وغیرہ کا اور امام مالک کے نزدیک ہر روز دوپہر کیوقت
نماز پڑہنا درست ہے اور ابو داؤد مین حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز نہ پڑہا کرو مگر یہ کہ آفتاب سفید اور بلند ہو پس یہ حدیث صریح
ہے اسمین کہ یہ حدیث عام نہین بلکہ خاص ہے ساتھ عین طلوع اور غروب آفتاب کے پس معلوم ہوا
کہ فجر اور عصر کے بعد جب تک کہ آفتاب سفید اور بلند ہو تب تک نماز پڑہنا درست ہے پس اس حدیث
سے سب جھگڑا طے ہوگیا۔ باب ہے جماعت اور اوس کی فضیلت کے
بیان مین ❖ جماعت سے نماز پڑہنا سنت ہے اور اوس مین بڑا عظیم ثواب ہے اس لئے
کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے ستائیس ۲۷ حصے افضل ہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت صحت نماز کی شرط نہین یعنے
اسلئے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بھی درست اور صحیح ہے اور یہی مذہب
جمہور کا اور داؤد کہتے ہین کہ جماعت صحت نماز کی شرط ہے اور یہی معلوم ہوا کہ جماعت
فرض عین نہین مگر ایک جماعت کے نزدیک فرض عین ہے (اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اوزاعی
اور ثوری اور ایک جماعت محدثین کا) اور مختار یہ بات ہے کہ فرض کفایہ ہے۔

صحیح مسلم صفحہ ۱۸۱ مین ہے

مشکوٰۃ کے باب الاوقات الصلوٰۃ مین ہے

صحیح مسلم صفحہ ۲۳۱ مین ہے

صحیح مسلم صفحہ ۲۳۲ مین ہے

اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور شافعیہ اور مالکیہ اور حنفیہ کا) اور بعضے کہتے ہین کہ سنت ہے
انتہے اور ظاہر حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنت ہے اگر کرے تو ثواب ہے اور نہ کرے
تو عذاب نہین لیکن یہ سب اختلاف جمعہ کے سوائے دوسری نمازون مین ہے کہ جمعہ کی جماعت
بالاتفاق فرض عین ہے یعنی ہر شخص کے حق مین فرض عین ہے بخلاف فرض کفایہ کے کہ وہ
غیر کے حاضر ہونیکے ساتھ بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اور جائز ہے جماعت کرنا نفلون کا اور پڑھنا
اونکا جماعت سے یعنی تہجد کے نفل ہون یا کوئی اور ہون اور خواہ رات کے ہون یا دن کے
اور نہین جائز ہے عورت کو آنا مسجد مین واسطے جماعت کے بغیر اذن خاوند کے اور اگر خاوند
اذن دے تو اوسوقت اوسکو مسجد مین آنا درست ہے لیکن یہ اوسیوقت ہے کہ فتنے کا خوف نہو
اور خوشبو لگا کر اور زینت سے مسجد مین نہ آوے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ عورت کو مسجد مین آنا درست نہین مگر ساتھ کئی شرطون کے جو حدیثون سے ماخوذ ہین اول یہ
خوشبو نہ لگاوے دوم یہ کہ زینت نہ کرے سیوم یہ کہ پاؤن مین پازیب نہ پہنے کہ اوسکی آواز سی جاوے
چہارم یہ کہ عمدہ کپڑے نہ پہنے پنجم یہ کہ جوان نہو کہ اسکے ساتھ فتنے کا خوف ہو ششم یہ کہ راہ مین
کوئی مفسدہ نہو ہفتم یہ کہ مردون کے ساتھ نہ ملے اگر یہ سب شرطین پائی جاوین تو درست ہے
والا نہین درست لیکن گھر مین نماز پڑھنا اسکے لئے افضل ہے مسجد مین جانے سے بلکہ گھر کے صحن
سے دالان کے اندر نماز پڑھنا افضل ہے اور کوٹھری مین نماز پڑھنا اسکے لئے اور بہتر ہے
لیکن جائز ہے ترک کرنا جماعت کا مینہ کے سبب سے اور سردی کے سبب سے ف فتح الباری مین
لکھا ہے کہ سب کا اجماع ہے اسپر کہ عذر سے جماعت کا ترک کرنا درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک
ہوا رات کو عذر ہے دن کو نہین۔ اور اسیطرح اگر اندھیرا ہو یا بیماری ہو یا دشمن کا خوف ہو یا
کوئی اور عذر ہو تو اوسوقت بھی جماعت کو ترک کرنا اور گھر مین نماز پڑھنا درست ہے اور
اسی طرح جائز ہے ترک کرنا جماعت کا اسکو کہ اسکا بدن بھاری ہو ف اور یہی حکم ہے بوڑھے
آدمی کا۔ اور اسیطرح جائز ہے ترک کرنا جماعت کا وقت حاضر ہونے کھانیکے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ کھانا حاضر ہونیکے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اوس سے
دل کا حضور نہین رہتا۔ اور اسیطرح اگر پائخانے اور پیشاب کی حاجت ہو تو بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے

اور یہی حکم ہے ہر چیز کا کہ اسکے ساتھہ دل مشغول ہے اور یہ کراہت جمہور کے نزدیک اسوقت
ہے کہ وقت فراخ ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو لازم ہے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھانا کھاوے یا حاجت
دفع کرے کہ نماز کو ایسے وقت مین تاخیر کرنا ہرگز درست نہین اور اگر وقت فراخ ہو اور بے کھانے اور
حاجت ادائی کے نماز پڑھے تو اوس کی نماز صحیح ہے نزدیک ہمارے اور جمہور کے اور اہل ظاہر کے نزدیک
درست نہین اور یہی حکم ہے جمعہ کا کہ اگر مینہ یا سردی وغیرہ کا عذر ہو تو جمعہ کو ترک کرنا اور گھر مین نماز
پڑھنا درست ہے لیکن اگر کوئی باوجود عذر کے تکلیف کرکے جمعہ کی جماعت مین حاضر ہو تو مستحب ہے
اور موجب ثواب ہے۔ اور نہین جائز ہے نکلنا مسجد سے بعد اذان کے ہونے کے یہانتک کہ نماز پڑھے
اور اگر کوئی اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے نکل کر چلا جاوے اور پھرنے کا ارادہ نرکھتا ہو تو وہ منافق
ہے لیکن اگر کوئی حاجت ہو اور پھر آنیکا ارادہ رکھتا ہو تو اذان کے بعد مسجد سے نکلنا درست ہے
اور اسیطرح اگر وضو ٹوٹ جاوے یا کسی دوسری مسجد کا امام ہو تو اوسکو بھی اذان کے بعد
مسجد سے نکلنا درست ہے اور ادنی درجہ جماعت کا دو آدمی ہین جتنے زیادہ ہون اوتنا ہی ثواب
زیادہ ہے اور جائز ہے جماعت کرنا اوس جگہ مین کہ پہلے وہان جماعت ہو چکی ہو ف جو
شخص کہ عذر سے جماعت کو ترک کرے اوسکو جماعت کا ثواب ملتا ہے اور نہین جائز ہے پڑھنا
کسی نماز کا بعد شروع ہونے تکبیر کے اپنے سوائے فرض وقتی کے ف امام نووی
نے کہا کہ نماز کی تکبیر کے شروع ہونے کے بعد نفل نماز پڑھنی مکروہ ہین برابر ہے کہ سنت راتبہ
ہون مانند سنتون فجر اور ظہر کی یا غیر ہون اور برابر ہے کہ جانتا ہو کہ وہ امام کے ساتھہ ایک
رکعت پالیگا یا نہ جانتا ہو یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر
فجر کی سنتین نہ پڑھی ہون تو اونکو تکبیر نماز کے بعد مسجد مین پڑھنا درست ہے کہ دوسری رکعت
کے فوت ہونیکا خوف نہو اتنے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور فتح الباری
مین لکھا ہے کہ اگر کوئی فرض کی تکبیر ہونے سے پہلے سنت پڑھ رہا ہو تو شافعیہ وغیرہ کہتے ہین
کہ سنت توڑ کر جماعت مین ملجاوے واسطے عموم حدیث کے اور بعضے کہتے ہین کہ نہ توڑے
لیکن تکبیر کے بعد نفل شروع نہ کرے لیکن توڑ دینا افضل ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر رکعت کے فوت
ہونے کا خوف ہو تو توڑ ڈالے ورنہ تمام کرے۔ اور اگر کوئی اسی طرح وضو کرکے جماعت کی نیت

ف حدیث ابن عباس پارہ (۳۰) باب للامام من یصلی بالناس ۱۲

ف مشکوٰۃ باب الجماعۃ وفضلہا ص ۹۵

ف مشکوٰۃ باب الجماعۃ وفضلہا ص ۹۵

ف صحیح مسلم صفحہ ۲۴۲ ج ۱

ف مسلم صفحہ ۲۴۲ ج ۱

سے مسجد مین جاوے اور اوس کے جانے سے پہلے جماعت ہو چکی ہو تو اوسکو جماعت کا
ثواب پورا ملتا ہے کسی کا ثواب اون مین سے کم نہین ہوتا لیکن مستحب ہے کہ جو لوگ نماز پڑھ چکے ہون
اون مین سے ایک شخص اوسکے ساتھ جماعت کرے + باب ہے صفون کے
برابر کرنے کے بیان مین + سنت ہے برابر کرنا صفون کا اسطرح سے کہ سب لوگ
برابر کھڑے ہون نہ کسی کا قدم آگے بڑہے اور نہ پیچھے بڑہے اور نہ کسی کا سینہ آگے بڑہے اور نہ
پیچھے - اور اسیطرح سنت ہے کہ صف مین مقتدی کندہے کے ساتھ کندہا اور ٹخنے کے ساتھ
ٹخنہ ملاکر کھڑے ہون اسطرح کہ صف کے درمیان کوئی جگہ خالی نرہے اور کندہون مین کچھ
فرق نرہے ف بعضون کے نزدیک صفون کو برابر کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ اور
شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک صفون کو برابر کرنا سنت ہے اونکے نزدیک وعید زجر اور مبالغہ
پر محمول ہے - اور جب صفین برابر ہو چکین تو اوسوقت امام تکبیر کہے پہلے نہ کہے - اور جائز ہے
برابر کرنا صفون کا تکبیر ہونے کے وقت بہی اور اوس سے بعد بہی - اور اسیطرح جائز ہے
امام کو متوجہ ہونا طرف نمازیون کی وقت برابر کرنے صفون کے - اور مستحب ہے کہ کھڑے ہونا
صف اول مین - اور واجب ہے اول پورا کرنا صف پہلی کا پہر دوسری کا پہر تیسری کا وعلے ہذا
القیاس اور اگر کچھ آدمی کم رہین تو چاہیے کہ پچھلی صف مین ہون کہ پچھلی صف کا پورا کرنا ضرور
نہین - اور مستحب ہے کھڑے ہونا داہنی طرف امام کی اور بہتر لوگون مین وہ ہے کہ نماز مین
اپنے کندہون کو نرم رکھے اپنے ساتھی کو اوس سے ایذا نہ دے - اور مستحب ہے کہ مقتدی امام
کو اپنے درمیان رکھین نہ داہنے زیادہ کھڑے ہون اور نہ بائین + باب ہے
اس بیان مین کہ مقتدی امام سے کس جگہ کھڑا ہو + اگر مقتدی
صرف ایک ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا ہووے اور اگر دو یا تین ہون تو امام کے پیچھے
کھڑے ہون ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب اصحاب کا
جو اونکے پیچھے ہین اسپر کہ اگر مقتدی دو یا تین ہون تو امام کے پیچھے کھڑے ہون لیکن
عبداللہ بن مسعود کہتے ہین کہ اگر مقتدی دو ہون تو ایک امام کے داہنے کھڑا ہو اور ایک بائین
کھڑا ہو اور اسپر بہی سب علما کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی ایک ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا

ف مشکوٰۃ باب الموقف فصل اول مین ہے ۱۲

ہووے انتہے - اور عورتون کی صف مردون کی صف کے پیچھے ہو اور اگر صرف ایک عورت
ہو دوسری کوئی عورت اسکے ساتھہ نہو تو وہ بھی مردون کے پیچھے کھڑی ہووے اونکے ساتھہ
نہ کھڑی ہو اور جائز ہے کھڑے ہونا اکیلی عورت کا پیچھے صف کے اور اوس کی نماز درست
ہوجاتی ہے - اور اگر ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو مرد اس کے داہنی طرف کھڑا ہووے اور عورت
اسکے پیچھے کھڑی ہووے - اور جائز ہے نابالغ لڑکے کا کھڑے ہونا بیچ صف مردون کے لیکن
اگر بہت ہون تو افضل ہے کہ مردون سے پیچھے کھڑی ہون - اور اگر مقتدی صرف ایک ہو اور امام
کی بائین طرف کھڑا ہو تو امام کو چاہیے کہ اوسکو پکڑ کر اپنی داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر اوس کے بعد
کوئی دوسرا مقتدی آکر اسکے بائین کھڑا ہوجاوے تو دونون کو ہٹا کر اپنے پیچھے کھڑا کرے اور
اوس سے کسی کی نماز مین قصور نہین آتا نہ امام کی نماز مین نہ مقتدیون کی نماز مین اور اس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر صرف ایک مقتدی ہو اور امام کی بائین طرف کھڑا ہوجاوے تو اوس کے
نماز باطل نہین ہوتی اگرچہ وہ بے موقع کھڑا ہے ف اور اسیطرح اگر عورت مردون کے
ساتھہ کھڑی ہوجاوے تو جمہور علما کے نزدیک اوس کی نماز بھی نہین ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہین
کہ اگر عورت مرد کے برابر کھڑی ہوجاوے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے - اور عورت کی نماز
نہین ٹوٹتی لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے - انتہے مافی الفتح - اور جائز ہے بلند ہونا امام
کا مقتدیون سے اور اسیطرح جائز ہے بلند ہونا مقتدی کا امام سے ف امام نووی
نے کہا کہ امام کا مقتدی سے بلند ہونا اور مقتدی کا امام سے بلند ہونا بغیر حاجت کے مکروہ
ہے اور اگر حاجت ہو تو درست ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ امام اور مقتدی کا ایک
دوسرے سے بلند ہونا مکروہ ہے - اور مکروہ ہے واسطے اکیلے کے نماز پڑھنا پیچھے صف کے
لیکن اگر کوئی شخص صف کے پیچھے تنہا ہو کر نماز پڑھے تو اوس کی نماز درست ہے ف امام
ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر پڑھے تو دوبارہ
یہ قول امام احمد اور اسحاق اور بعض اہل کوفہ کا ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے
نماز پڑھنا درست ہے یہ قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی کا ہے - اور جائز ہے نماز پڑھنا
پیچھے امام کے جبکہ اوسکے اور مقتدیون کے درمیان کوئی دیوار یا آڑ ہو اور اوس سے مقتدیون

نماز صحیح ہو جاتی ہے اوسمین کچھ نقصان نہین آتا خواہ امام کی تکبیر سنتے ہون یا نہ سنتے ہون لیکن
امام کا کچھ بدن نظر آتا ہو ف اور یہی مذہب ہے مالکیہ کا اور باقی امامون کا یہ مذہب ہے کہ اگر مقتدی
امام کی تکبیر سنتا ہو تو درست ہے والا نہین لیکن اگر امام کا بدن نظر نہ آتا ہو تو پھر امام کی تکبیر سننا
ضرور تھی - اور اسیطرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر یا نالا ہو تو بھی مقتدی
کی نماز درست ہے بشرطیکہ امام کی تکبیر سنتا ہو - **باب ہے امامت کے بیان**
مین امامت کرے لوگون کی جو اون مین قرآن کا بڑا قاری ہو اور قرآن بہت عمدہ
پڑھتا ہو اور اگر وے لوگ قرآن مین سب برابر ہون تو جو اون مین بڑا عالم حدیث کا ہو سو امامت
کرے اور اگر حدیث مین بھی سب برابر ہون تو امامت کرے وہ جسنے اول ہجرت کی ہو سو اگر
ہجرت مین برابر ہون تو اونمین بڑی عمر والا امامت کرے ف اس مین اختلاف ہے
کہ جب عالم اور قاری دونو موجود ہون تو امام کون بنے امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور
متقدمین کہتے ہین کہ عالم امام بنے کہ نماز مین علم کی حاجت پڑتی ہے کہ اگر نماز مین کچھ قصور ہو
تو وہ اسکا تدارک کر سکتا ہے بخلاف قاری کے کہ وہ بسبب بے علمی کے اوسکا تدارک نہین کر سکتا
اور حدیث بھی اسپر دلالت کرتی ہے اور امام احمد اور اسحاق اور ابو یوسف اور بعضے شافعیہ کہتے
ہین کہ قاری امام بنے جیسے کہ حدیث مین آیا ہے کہ امامت وہ کرے جو قرآن کا بڑا قاری ہو اور
جمہور علما اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا جبکہ حافظ کم تھے اور امامت صدیق
اکبر رض کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر مین واقع ہوئی پس اسپر عمل کرنا اولی ہے انتہی ماخوذ الفتح
اور جائز ہے امامت غلام اور آزاد شدہ غلام کی ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا کہ
اونکے نزدیک غلام کی امامت جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غلام کی امامت مکروہ ہے
یعنے جبکہ جاہل ہو اور اگر عالم ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک بھی اوس کی امامت بلا کراہت جائز ہے
اور اسیطرح جائز ہے امامت گنوار اور ولد الزنا کی - اور اسیطرح جائز ہے امامت لڑکے
نابالغ کی ف ولد الزنا اور گنوار کی امامت جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے
نزدیک جائز ہے باکراہت اور لڑکے نابالغ کی امامت امام شافعی اور حسن بصری وغیرہ کے نزدیک
جائز ہے - اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور ابو حنیفہ سے مشہور روایت

نماز مین صحیح ہے اور نماز مین صحیح نہین لیکن یہ قول امام مالک اور ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث
کے - اور اسیطرح جائز ہے امامت فتنے کی امام کی کہ فتنے کو قائم کرے اور امام بحق کا مقابلہ
کرے - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا پیچھے بدعتی کے ف بدعتی اوسکو کہتے ہین جس کا
کوئی عقیدہ اہل سنت کے مخالف ہو اور خوارج اور اہل بدعت کی امامت مین اختلاف ہے
ابن عمر اور سعید بن جبیر اور ابن ابی لیلی کہتے ہین کہ انکے پیچھے نماز جائز نہین اگر پڑھے تو اعادہ
کرے اور امام احمد کہتے ہین کہ جو بدعتی کہ لوگون کو اپنی بدعت کیطرف بلاوے اسکے پیچھے نماز درست
نہین اور اگر کوئی رافضی اور قدری اور جہمی کے پیچھے نماز پڑھے تو واجب ہے دوہرانا اوسکا اور
حنفیہ کہتے ہین کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور تین فرقون مذکورہ
کے پیچھے نماز درست نہین اور جائز ہے نماز پڑھنا پیچھے ہر مسلمان کے خواہ نیکوکار ہو یا گنہگار
لیکن مکروہ ہے اور زہری نے کہا کہ ہیجڑے کے پیچھے نماز جائز نہین مگر ساتھ ایسی ضرورت کے
کہ اوس سے کوئی چارہ نہو - یعنی حاکم وقت ہو یا اوسکا نائب ہو کہ اوس کی مخالفت سے نقصان
کا خوف ہو - اور اسیطرح جائز ہے امامت اندھے کی اور جائز ہے نماز پڑھنا پیچھے اوسکے
ف ابن حجر نے کہا کہ اندھے کی امامت بالاتفاق درست ہے لیکن اگر کوئی بینا موجود ہو تو
اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اندھے کی امامت افضل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آنکھ
والے کی امامت افضل ہے - اور مکروہ ہے امامت اوس شخص کی کہ مقتدی اوسکو برا جانین
یعنی واسطے کسی امر غیر مشروع کے اور اگر کسی دنیاوی امر کے سبب سے ناراض ہون تو درست ہے
امام احمد نے کہا کہ اگر ساری جماعت مین سے ایک یا دو یا تین ناراض ہون تو اونکا کچھ
اعتبار نہین یہانتک کہ اکثر لوگ ناراض ہون - اور جائز ہے نماز فرض پڑھنے والے کی پیچھے
نفل پڑھنے والے کے ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور احمد کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ
فرض پڑھنے والے کی نماز نفل والے کے پیچھے درست نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے
حدیث کے اور امامت کرے کوئی دوسرے کی حکومت کے مکان مین ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ گھر والا اور امام مسجد زیادہ حقدار ہے غیر سے اگرچہ غیر بڑا قاری ہو
اور بڑا فقیہ اور بڑا پرہیزگار ہو اوس سے اور گھر والا زیادہ حقدار ہے چاہے آپ امام بنے چاہے

غیر کو امام بناوے اگرچہ وہ غیر باقی حاضرین سے کم درجہ ہو اسلئے کہ وہ اسکی حکومت کا مکان ہے جسطرح
اسمین دست اندازی کرے درست ہے لیکن اگر بادشاہ یا اوسکا نائب حاضر ہو تو اوسکو غیر جگہ مین
امامت کرنا درست ہے بلکہ گھر والے اور امام مسجد پر وہ مقدم ہے کہ اوسکی ولایت اور حکومت عام ہے
اور مستحب ہے گھر والے کے لئے کہ آپ سے افضل کو اذن دے انتہے۔ اور نہین جائز ہے عورت
کو امامت کرنا مرد کی۔ اور جائز ہے نیت کرنا امامت کی درمیان نماز کے یعنی اگر کوئی آدمی
اکیلا نماز شروع کرے امامت کی نیت نہو پھر نماز کے درمیان کچھ لوگ پیچھے سے آجاوین اور وہ
شخص اونکا امام بن جاوے تو درست ہے اور اوس کی امامت صحیح ہے اگرچہ اوسنے شروع نماز
کے وقت امامت کی نیت نہ کی اور اگر امام نیت نہ کرے تو بھی اوس کی امامت صحیح ہے لیکن اسصورت
مین مقتدیون کو جماعت کا ثواب ہوگا اور امام کو نہوگا ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور
مالک اور زفر وغیرہ کا کہ امامت کی صحت کیلئے نیت شرط نہین خواہ مقتدی مرد ہون یا عورتین
اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر مقتدی مرد ہون تو نیت شرط نہین اور اگر مقتدی عورتین ہون تو
اونکی امامت کیلئے نیت شرط ہے اور مشہور قول امام احمد کا یہ ہے کہ فرضون مین نیت شرط ہے
اور نفلون مین نہین لیکن حنفیہ کا قول حدیث کے مخالف ہے اور جائز ہے عورت کو امامت
کرنا عورتون کی۔ اور جو عورت کہ امام بنے وہ مقتدیہ عورتون کی صف کے درمیان کھڑی ہووے
اون آگے نہ بڑھے لیکن نہین جائز ہے اوسکو اذان کہنا اور نہ تکبیر کہنا بلکہ اذان اور تکبیر کوئی مرد کہے
اور جائز ہے مقتدی کو واسطے ضرورت کے توڑنا اپنی نماز کا اور نماز پڑھنا جدی جماعت سے
جبکہ امام قراءت لمبی پڑھے یعنی اگر امام لمبی قراءت پڑھے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو اور
جماعت سے جدی ہو کر تنہا اپنی نماز پڑھ لے تو درست ہے مکروہ نہین گو پاس جماعت موجود ہے
اور جائز ہے امام کو دیر کرنی درمیان اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے واسطے حاجت کے ف
حنفیہ کہتے ہین کہ اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز نہین لیکن یہ قول انکا حدیث کے
مخالف ہے اور اسیطرح اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کلام کرنا بھی درست ہے خواہ امام ہو
یا مقتدی اور خواہ کوئی حاجت ہو یا نہو ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا اور بعضے لوگ
اوس سے منع کرتے ہین لیکن یہ قول انکا خطا ہے۔ اور جائز ہے کھڑے ہونا امام کے پہلو مین کسی مقتدی کو

واسطے کسی سبب کے یعنی اگر امام مثلاً بیمار ہو اور مقتدی اوسکے تکبیر نہ سن سکین اور مقتدیون
مین کوئی آدمی امام کے پہلو مین کہڑا ہو اور اوسکی تکبیر لوگون کو سنا دے تو درست ہے اور
اسیطرح جائز ہے واسطے مقتدی کے یہ کہ سنا دے تکبیر اوس کی لوگون کو صف مین کہڑے
ہوکر بدون اسکے کہ امام کے پہلو مین کہڑا ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز اوس شخص کی کہ امام
بنا ہو پہر دائمی امام آجاوے اور پہلا امام پیچھے ہٹ آوے یعنی اگر دائمی امام حاضر نہو اور
دوسرا کوئی امام ہو تو لوگون کو نماز پڑہا رہا ہو دائمی امام کی اجازت سے پہر دائمی امام نماز
کے اندر آجاوے اور پہلا امام صف مین پیچھے ہٹ جاوے یا وہین کہڑا رہے تو اوسکی نماز
درست ہو جاتی ہے اور دو تین قدم پیچھے ہٹنے کے سبب سے نماز فاسد نہین ہوتی مگر یہ شرط
ہے کہ اولٹے پاؤن پیچھے ہٹے قبلے کیطرف پیٹھ نہ پہیرے ف اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ جائز ہے پڑہنا ایک نماز کا پیچھے دو امامون کے اسطور سے کہ پہلے کچھہ نماز ایک امام پڑہا دے پہر باقی
نماز دوسرا امام پڑہا دے اور اگر دائمی امام غائب ہو تو کسی کو اپنا خلیفہ بنا دے اور اگر خلیفہ امام
ہوکر نماز شروع کرے اور پہر دائمی امام نماز کے اندر آجاوے تو اوسکو اختیار ہے خواہ اپنے خلیفہ
کا اقتدا کرے یا خود امام بنے اور خلیفے کو مقتدی بنا دے کہ اسطرح کے ساتھ اول بدل کرنیسے
نماز فاسد نہین ہوتی نہ امام کی نہ مقتدیون کی اور اسیطرح جائز ہے آدمی کہ اپنی کچھہ نماز مین امام
بنے اور کچھہ نماز مین مقتدی بنے اور اسیطرح اگر کوئی آدمی اکیلے نماز شروع کرے پہر
بعد اوسکے اوس پاس جماعت ہونے لگی تو جائز ہے اسکو کہ نماز کے اقتدا کی نیت کرکے جماعت کے
ساتھہ ملجاوے نماز نہ توڑے اسلئے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے تو درست ہے اور اوس سے
نماز فاسد نہین ہوتی۔ اور اسیطرح جائز ہے امام کو کہ اپنی امامت توڑکر نماز کے اندر دوسرے کا
مقتدی ہو جاوے اور اسیطرح اگر دائمی امام حاضر نہو تو جائز ہے کہ مقتدیون مین کوئی امام
بن جاوے۔ لیکن یہ اوسیوقت ہے کہ فتنے کا خوف نہو اور امام اوس خلیفے سے ناراض نہو اور
اسیطرح جائز ہے امامت مفضول کی واسطے فاضل کے اور اسیطرح جائز ہے واسطے مقتدی کے
بتلانا امام کو جبکہ بند ہو قراءت اوسکی انتہے۔ اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جاوے
اور کسیکو خلیفہ بنا کر وضو کرکے پہر آوے اور خلیفے کو پیچھے ہٹا کر آپ مصلے پر کہڑا ہو جاوے تو

اسصورت مین نماز صحیح ہوجاتی ہے اور یہی ہے مذہب شافعیہ کا انتہے مافی الفتح - اور جائز ہے امام بننا
اور اقتدا کرنا بعض مقتدیون کا واسطے بعض کے ف مقتدیون کو اسمین ایکدوسریکا امام بننا
دو طور سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ اگر امام سلام پہیر دے اور کچھ مقتدیون کی نماز باقی ہو تو جائز ہے کہ
ایک اون مین سے امام بن جاوے اور دوسرے اوسکے مقتدی ہوجاوین دوم یہ کہ اگر سب مقتدی
امام کے پیچھے کھڑے ہون اور اسحالت مین اگر کوئی اونمین سے امام بن جاوے اور کچھ مقتدی
یا سب مقتدی اوسکے مقتدی ہوجاوین تو یہ بھی درست ہے اور دونون طرح سے نماز درست
ہوجاتی ہے ف اور یہی مذہب ہے مسروق اور شعبی کا پس اونکے نزدیک اگر امام نے رکوع
سے سر اوٹھالیا ہو اور مقتدیون نے ابھی نہ اوٹھایا ہو اور اسحالت مین کوئی شخص اگر جماعت
مین ملجاوے تو اوسکی رکعت صحیح ہوجاتی ہے انتہے مافی الفتح اور جائز ہے امام کو مان لینا مقتدیونکا
جبکہ شک پڑے اوسکو نماز مین ف اگر امام کو شک پڑے تو جائز ہے کہ مقتدیون کے قول
پر عمل کرے اور یہی ہے مذہب حنفیہ کا اور شافعیہ کے نزدیک امام کو مقتدیون کے قول پر عمل کرنا
درست نہین اگر اونکے قول پر عمل کرے اوسکی نماز باطل ہوجاتی ہے اور یہ قول شافعیہ کا مخالف
ہے حدیث کے لیکن یہ سب اختلاف اوسیوقت ہے کہ امام کو شک پڑے اور اوسکو یقین ہو تو پھر سب
کا اتفاق ہے کہ اپنے یقین پر عمل کرے - اور جائز ہے امام کو رونا بیچ نماز کے اور اوس سے
نماز فاسد نہین ہوتی ف مالکیہ اور حنفیہ اور جمہور علما کے نزدیک اگر بہشت اور دوزخ کی یاد
سے یا خوف الٰہی سے رووے تو نماز نہین ٹوٹتی اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور
امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کسی درد مصیبت سے بلند آواز کے ساتھ رووے تو نماز باطل ہوجاتی ہے
اور اگر بلا آواز رووے تو کچھ ڈر نہین - اور جائز ہے نماز اوس شخص کی کہ لوگون کو نماز پڑھاوے
واسطے تعلیم کے یعنی بدون سکھانے کے اوس سے کچھ مقصود نہو اور نہ کوئی سبب قضا یا ادا
کا ہو یعنی یہ نماز ریا مین داخل نہین اور نہ تشریک فی العبادۃ کے قبیلے سے ہے باب ہے

## اس بیان مین کہ مقتدی کا امام پر کیا حق ہے

❖ جو شخص کہ امام بنے اور
لوگون کو نماز پڑھاوے تو واجب ہے اوسکو کہ نماز ہلکی پڑھے اور مقتدیون کی رعایت کرے
اور نہین جائز ہے اوسکو لمبا کرنا قرارت کا اسواسطے کہ مقتدیون مین ضعیف اور بڈھے اور

حاجتمند بھی ہوتے ہین لیکن اگر اکیلا نماز پڑہے تو جسقدر لمبی قرارت کرے درست ہے لیکن جب امام
نماز ہلکی پڑہے تو صرف قرارت ہلکی کرے رکوع سجود ہلکا نہ کرے کہ رکوع سجود کے پورا نہ کرنے سے
نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اور جائز ہے شکایت کرنی امام کی جبکہ قرارت لمبی پڑہے یعنی یہ غیبت مین
داخل نہین۔ اور جائز ہے امام کو ہلکا کرنا نماز کا واسطے رونے لڑکے کے یعنی اگر امام کے پیچھے
کوئی بچہ والی عورت نماز پڑہتی ہو اور اوسکا بچہ رونے لگا تو امام نماز مین تخفیف کر دیوے کہ اوسکی
ان کو اوسکے رونے کے سبب سے رنج اور قلق نہووے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی
مصلحت ہو کہ مقتدی کے ساتھ علاقہ رکھتی ہو تو اوسکے سبب سے نماز مین تخفیف کرنا بھی درست ہے
ف اگر امام پاؤن کی آواز سنے اور معلوم کرے کہ کوئی شخص آتا ہے تو اسصورت مین امام
کو رکوع کا لمبا کرنا تاکہ وہ آنیوالا رکوع پالیوے جائز ہے یا نہین امام احمد اور اسحاق اور
ابو ثور وغیرہ کہتے ہین کہ اگر جماعت کو تکلیف نہو تو درست ہے اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی
وغیرہ کہتے ہین کہ مکروہ ہے۔ اور اگر امام رکوع سجود وغیرہ رکنون مین کچھہ قصور کرے پورے نہ
کرے یا ناپاک اور بیوضو نماز پڑہاوے یا نماز مین کچھہ اور قصور کرے تو مقتدی کی نماز صحیح
ہو جاتی ہے خواہ وہ اس قصور کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور امام کی نماز درست نہین ہوتی۔
ف اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ اور امام احمد کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسصورت
مین مقتدی کی نماز بھی نہین ہوتی ابن منذر نے کہا کہ یہ حدیث صریح ہے اونکے رد مین کہ
اس سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کی نماز مین کچھہ قصور ہو تو مقتدی کی نماز کو اوسکے
کچھہ نقصان نہین پہونچتا بشرطیکہ مقتدی کا کوئی قصور اوسمین نہو اسیطرح اگر نماز کے
بعد معلوم ہو کہ امام کو نہلانے کی حاجت تھی یا اوسکے کپڑے یا بدن پر پلیدی پوشیدہ لگی تھی
تو مقتدی کی نماز کو اوس سے کچھہ نقصان نہین اسکا سب قصور امام پر ہے انتہی ماخوذ الفتح

## باب ہے اس بیان مین کہ مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تو صرف اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی
کیجاوے پس فرض ہے مقتدی پر یہ کہ پیروی کرے امام کی ہر حال مین یعنی تکبیر مین اور قیام
مین اور قعود مین اور رکوع مین اور سجود مین اور ادا کرے انکو بعد ادا کرنے امام کے پس

۱ حدیث ابو قتادہ کی بخاری باب ۱۲ صلوٰۃ اور مسلم مین ہے اور یہ حدیث ابن عمر کی اور مضمون یہ ہے کہ بخاری ۱۲

تکبیر کہے بعد فارغ ہونے امام کے تکبیر سے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے تکبیر شروع
کرے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی ۔ اور اسیطرح رکوع کرے بعد شروع ہونے امام کے
رکوع مین یعنی پہلے سر اوٹھانے اوسکے کے اوس سے اور اگر امام کی برابر رکوع کرے یا اوس سے
پہلے کرے تو گنہگار ہوگا لیکن نماز باطل نہین ہوتی ۔ اور اسیطرح سجدہ بھی امام سے پیچھے کرے
یعنے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد سیدھا کھڑا رہے یہانتک کہ جب امام اپنا ماتھا زمین پر رکھدے
تو اسوقت سجدے جاوے اور اسیطرح سلام بھی امام کے سلام سے پیچھے کرے اور اگر امام سے
پہلے سلام کہے تو نماز باطل ہوجاتی ہے مگر یہ کہ جدا ہونے کی نیت ہو پس اسمین اختلاف مشہور ہے
اور اگر اوس کی برابر سلام کہے نہ پہلے اور نہ پیچھے تو گنہگار ہوا لیکن نماز باطل نہین ہوتی صحیح
قول پر انتہے ما فی النووی ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ اگر مقتدی رکوع یا سجدے
مین امام سے پہلے سر اوٹھاوے اور امام نے ابھی سر نہ اوٹھایا ہو تو مقتدی اپنا سر وہین
رکھدے اور امام کے سر اوٹھانے سے پیچھے اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر کہ اوس سے پہلے
سر اوٹھایا تھا یعنی اتنے وقت کو بھی قضا کرنا واجب ہے ۔ اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کوئی امام
کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اور رکوع اوس کے ساتھ پاوے مگر سجدہ اوس کے ساتھ نہ
پائے یعنی خلق کے ہجوم سے یا کسی اور عذر سے تو وہ اخیر رکعت کیواسطے دو سجدے کرے پھر
دوسری رکعت سجدے کے ساتھ قضا کرے یعنی چونکہ اخیر رکعت کے دونون سجدے اسکے ساتھ
متصل واقع ہوے ہین اس لئے وہ رکعت تو پوری ہوگئی اور پہلی رکعت مین چونکہ رکوع ہی ہوا تھا
سجدہ نہ ہوا تھا تو اب وہ رکوع بھی معتبر ہوا اس لئے پوری رکعت ادا کرنی ضرور ہوئی اور شافعیہ
کے نزدیک پہلا رکوع بھی معتبر ہے اوس سے نماز جمعہ کا ثواب ملجاویگا اور حسن بصری نے اوس شخص کے
حق مین کہا جو نماز سے ایک سجدہ بھول جاوے یہانتک کہ سیدھا کھڑے ہو کہ اسکا حکم یہی ہے
کہ دوسرا سجدہ کرے اور وہ قیام کہ بے ترتیب واقع ہو ہی اوسکو کالعدم شمار کرے بعد اسکے
کھڑا ہووے لیکن اگر کوئی آدمی نماز شروع کرے اور بعد شروع کرنے اسکے کے اوس مین
جماعت ہونے لگی تو اوسکو اوس نیت سے امام کے ساتھ اقتدا کرنا درست ہے بغیر توڑنے اپنی نماز
کے اور اگر کوئی ابتدا ہی سے امام کے پیچھے کھڑا ہوا ہو تو اوسکو واجب ہے کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے پیچھے

هذا ما بدا لی من التوفیق بین مختلف الاحادیث والله اعلم بالصواب

اور جائز ہے امام کو یہ کہ نماز پڑھاوے لوگون کو بیٹھکر یعنی اگر امام معذور ہو اور لوگون کو بیٹھے
نماز پڑھاوے تو درست ہے خواہ مقتدی بھی مانند اوسکی معذور ہو یا تندرست ہو اور اوسکے
پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور یہی ہے مذہب اکثر اصحاب کا اور ابن عبدان حنفیہ نے کہا کہ اسپر اجماع
ہو چکا ہے کہ اگر امام بیٹھے نماز پڑھاوے اور مقتدی کھڑے ہون تو درست ہے لیکن امام مالک کے
نزدیک بیٹھکر امامت کرنی درست نہین اور یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے لیکن اگر امام
بیٹھکر نماز پڑھاوے تو مقتدی کو اوس کے پیچھے بیٹھکر نماز پڑھنا درست نہین ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسمین علما کو اختلاف ہے امام احمد اور اوزاعی کہتے
ہین کہ اگر امام بیٹھکر نماز پڑھاوے تو مقتدی کو بھی اُسکے پیچھے بیٹھکر نماز پڑھنا درست ہے (اور
یہی قول ہے ایک جماعت محدثین کا مانند ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان وغیرہ کی) اور
امام مالک کے نزدیک بیٹھے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مطلق درست نہین نہ کھڑے اور نہ بیٹھے اور
امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور سلف کہتے ہین کہ جو کھڑے ہونیکی نیت رکھتا ہو اوسکو بیٹھے امام
کے پیچھے بیٹھکر نماز پڑھنا درست نہین مگر کھڑے ہوکر پڑھے تو درست ہے انتہی اور
فتح الباری مین لکھا ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رض کی (کہ بیٹھے امام کے پیچھے نماز پڑھو) استحباب پر
محمول ہے اور حدیث مرض الموت کی (کہ آپ نے بیٹھے نماز پڑھائی اور لوگ کھڑے تھے) جواز
پر محمول ہے یعنی بیٹھے امام کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا درست ہے لیکن افضل بیٹھکر نماز
پڑھنا ہے انتہی - اور نہین جائز ہے امام سے پہلے سر اوٹھانا رکوع اور سجدہ مین ف اگر
کوئی امام سے پہلے سر اوٹھاوے تو جمہور علما کے نزدیک اوسکی نماز درست ہو جاتی ہے اور
امام احمد وغیرہ کے نزدیک اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہے ❖ باب ہے مسبوق کے
بیان مین ❖ جب کوئی جماعت کیلیے مسجد کو جاوے تو مستحب ہے کہ آرام اور اطمینان سے
چلے جلدی نہ کرے برابر ہے کہ جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور ہو اور برابر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے فوت
ہونیکا خوف ہو یا نہو اور جب مسجد مین آوے تو چاہیے کہ جس حال مین امام کو پاوے اُنکے ساتھ شریک
ہو جاوے یعنی خواہ قیام مین ہو یا رکوع مین یا سجدے وغیرہ مین سو جتنی نماز امام کے ساتھ

پاوے وتنی پڑہی اور جو فوت ہوا اوسکو آپ تمام کرے لیکن اگر امام کو سجدہ مین پاوے تو اوسکو
رکعت نہ شمار کرے اوسکی بجائے اور رکعت پڑہے اور اگر امام کو رکوع مین پاوے تو اوسکو رکعت شمار
کرے اور باقی جتنی رکعتین ہون اونکو پڑہے ف اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ امام کو رکوع مین
پانے سے رکعت ہو جاتی ہے اور بعض علما اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ رکوع مین ملنے سے رکعت
نہین ہوتی اور احتیاط اسمین ہے کہ وہ رکعت پہر پڑہے تاکہ اختلاف سے بچے + باب
ہے ایک نماز کو دو بار پڑہنے کے بیان مین ٭ جائز ہے پڑہنا ایک نماز
کا دو بار یعنی اپنے وقت مین اور پہلی نماز فرض واقع ہوگی اور دوسری نفل برابر ہے کہ ایک
اکیلی پڑہے اور ایک جماعت سے خواہ پہلی ہو یا دوسری اور برابر ہے کہ دونون بار اکیلی پڑہے
یا دونون بار جماعت سے - اور جائز ہے پڑہنا ایک نماز کا دو بار جماعت سے اسطور پر کہ پہلی بار
ایک جگہ مین کسی امام کا مقتدی بنے پہر دوسری جگہ اوسی نماز مین کسی قوم کا امام بنے اور
اگر اپنی جگہ مین پہلے اکیلے نماز پڑھ چکا ہو پہر دوسری جگہ جماعت ہوتی پاوے تو مستحب ہے کہ اسکے
ساتھ شریک ہو جاوے کہ وہ اسکے لئے نفل ہونگے یعنی موجب زیادتی ثواب کا اور اسیطرح اگر
امام نماز کو اول وقت سے تاخیر کرتا ہو تو جائز ہے مقتدی کو اول وقت مین اپنی نماز تنہا
پڑھ لے اگر امام کے ساتھ نماز پاوے تو اوسکے ساتھ شریک ہو جاوے کہ وہ اسکے لئے نفل ہونگے
ف امام نووی نے کہا کہ اگر کوئی ایک نماز دو بار پڑہے تو پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری
نفل اور یہ حدیث صریح ہے بیچ اسکے اور یہی قول صحیح ہے نزدیک ہمارے انتہی اور ایک حدیث مین
آیا ہے کہ ایک نماز ایکدن مین دو بار نہ پڑہو سو یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث ابی ذر اور یزید
بن اسود کے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع مین حاضر ہوا الخ اور نیز منع
یہ بات ہے کہ دونون نمازون کو فرض نہ ٹہرایا جاوے بلکہ اون مین سے ایک کو فرض ٹہرایا
جاوے اور دوسری کو نفل باب ہے بیچ بیان سنتون کے اور اون کی
فضیلت کے ٭ مستحب ہے پڑہنا بارہ رکعت سنت کا ہر دن مین پہلے اور پیچھے فرضون
کے دو رکعت پہلے فرض صبح کے اور چار رکعت پہلے فرض ظہر کے اور دو رکعت پیچھے اوسکے
اور دو رکعت پیچھے فرض مغرب کے اور دو رکعت پیچھے فرض عشا کے جو شخص کہ ہر دن یہ بارہ رکعت

پڑہے اُسکے لئے بہشت مین گہر بنایا جاویگا اور اگر ظہر سے پہلے دو رکعت سنت پڑہے تو یہی درست
ہے اور اصل سنت اُسکے ساتہہ ادا ہو جاتی ہے لیکن ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کا پڑہنا افضل
ہے - اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا دو رکعت سنت کا پیچہے نماز ظہر کے لیکن چار سنت کا
پڑہنا افضل ہے - اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت سنت کا پیچہے فرض جمعہ کے اور دو کا
پڑہنا بہی درست ہے ف یہ بارہ رکعت سنتین موکدہ ہین اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونپر ہمیشگی کی اور اونکو کبہی نہین چہوڑا بلکہ ایک بار ظہر کی سنت قضا ہوئی تو اوسکو عصر کے
بعد قضا کرکے پڑہا اور اسیطرح جمعہ کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہین اور مستحب ہے کہ ظہر کے
پہلے چار سنتین ایک سلام سے پڑہے ف ظہر کے پہلے سنتین امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک
چار ہین ایک سلام سے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک دو سلام سے ف امام ترمذی
نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے اصحاب سے اور جو اونکے بعد ہین کہ ظہر سے پہلے چار
سنتین پڑہی جاوین اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور اسحاق کا اور بعض
اہل علم کہتے ہین کہ نماز رات اور دن کی دو رکعتین ہین یعنی دو دو رکعتون پر سلام پہیرے
اور ساتہہ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور اسحاق انتہے اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت
نفل کا پہلے نماز عصر کے اور دو رکعت کا پڑہنا بہی درست ہے لیکن افضل نہین - اور اسیطرح
مستحب ہے پڑہنا نفلون کا درمیان اذان اور تکبیر کے - اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا نفل کا پہلے
نماز شام کے ف اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کا اور امام مالک اور
شافعی کے نزدیک شام سے پہلے نفل پڑہنے جائز نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا بیس رکعت نفل کا بعد نماز مغرب کے اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت
یا چہہ رکعت نفل کا بعد نماز عشا کے - اور مکروہ ہے پڑہنا نفلون کا بیچ اوس جگہ کے کہ وہان
فرض پڑہے ہون یہانتک کہ کلام کرے یا وہان سے سرک کر دوسری جگہ نفل پڑہے - اور
مستحب ہے پڑہنا ان تمام سنتون اور نفلون کا اپنے گہر مین اور اگر انکو مسجد مین پڑہے تو بہی
درست ہے لیکن افضل نہین - ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مستحب ہے
پڑہنا سب سنتون اور نفلون کا اپنے گہر مین اور ہمکو اسمین کچہہ اختلاف نہین اور یہی ہے قول

جمہور کا برابر ہے کہ دن کے فرضون کی سنتین ہون یا رات کے فرضون کی۔ اور بعض لوگ سلف کے
کہتے ہین کہ مختار پڑہنا اونکا مسجد مین ہے۔ اور امام مالک اور ثوری کہتے ہین کہ دن کی سنتون کا
مسجد مین پڑہنا افضل ہے۔ اور رات کی سنتون کا گہر مین پڑہنا افضل ہے۔ اور دلیل ہماری
حدیث ہے کہ فرض کے سواے ہر نماز کا گہر مین پڑہنا افضل ہے اور یہ حدیث صریح اور عام سب
نفلون کو شامل ہے برابر ہے کہ راتبہ ہون یا مطلق مگر جو نفل کہ اسلام کے شعائر سے ہین مانند
عید اور کسوف اور استسقا اور تراویح کی اونکو مسجد مین پڑہنا افضل ہے ساتھ جماعت کے
اسیطرح تحیۃ المسجد اور دو رکعت طواف کا بہی مسجد مین پڑہنا افضل ہے اور استسقا میدان مین
انتہے ما فی النووی ف اور نیز امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جائز ہے نفلون کا پڑہنا
بیٹھ کر باوجود قدرت کے کہڑے ہونے پر اور اسپر علما سب کا اجماع ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے
پڑہنا بعض رکعت کا کہڑے ہو کر اور بعض کا بیٹھ کر یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور
ابی حنیفہ اور عام علما کا برابر ہے کہ کہڑا ہو پہر بیٹھ جاوے یا بیٹھا ہو پہر کہڑا ہو جاوے اور
بعض سلف اوسکو منع کرتے ہین اور یہ غلط ہے اگر کہڑے ہونے کی نیت کرے پہر بیٹھ
جاوے تو جائز ہے نزدیک ہمارے اور نزدیک جمہور کے اور اشہب مالکی نے اوسکو منع کیا ہے
لیکن بیٹھے نفل پڑہنے والیکو کہڑے کا آدہا ثواب ہے اور بیٹھے نفل پڑہے اور کہڑے ہونے
کی طاقت نرکہتا ہو تو اوسکو کہڑے پڑہنے والیکے برابر ثواب ہے لیکن جو کہڑے ہونے کی قدرت
رکہتا ہو اسکو بیٹھ کر فرض نماز پڑہنا درست نہین بلکہ گنہگار ہوگا اور حلال جانکر پڑہے تو
کافر ہوگا اور مرتدون کے احکام اسپر جاری ہونگے اور اگر بیٹھے فرض پڑہے اور کہڑے ہونے
سے عاجز ہو یا لیٹے فرض پڑہے اور بیٹھنے سے عاجز ہو تو کہڑے کے برابر اوسکو ثواب ہے
ساتھ اتفاق ہمارے اصحاب کے برابر ہے کہ داہنا پاؤن کہڑا کرے اور بایان پاؤن بچہا کر
اسپر بیٹھے یا چار زانو ہو کر بیٹھے یا تورک کرے ہر طرح سے جائز ہے انتہے۔ اور جو شخص کہ
بیمار ہو اور تکلیف اوٹہا کر کہڑے نماز پڑھ سکتا ہو تو اوسکو بیٹھے نماز پڑہنا درست ہے
لیکن اگر کہڑے نماز پڑہے تو افضل ہے اور اگر بیٹھے نماز پڑہے تو اوسکو کہڑے کا آدہا ثواب ہے
اور اگر لیٹے نماز پڑہے تو اوسکو بیٹھے کا آدہا ثواب ہے ف اور جس بیمار سے کسیطرح اوٹہا

بیٹھا نہ جاوے اُس کو پورا ثواب ہے خواہ بیٹھے پڑھے یا لیٹے لیٹے اور فجر کی دو سنتین بہتر ہین
ساری دنیا سے اور اُنپر سے کہ دنیا مین ہے۔ اور سنت ہے لیٹنا بعد پڑھنے اُنکے داہنی کروٹ
پر پہلے فرضون سے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح وغیرہ کا اور امام مالک رح اور جمہور
علماء کے نزدیک فجر کی سنتون کے بعد لیٹنا بدعت ہے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسی طرح مستحب ہے بیچ ایک جوڑ ماسورت کا بعد الحمد کے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح اور جمہور
کا اور امام مالک رح وغیرہ کہتے ہین کہ اُنہین الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑھا جاوے لیکن یہ قول اُنکا
مخالف ہے صحیح حدیثون کے اور اسی طرح جائز ہے کلام کرنا بعد اُنکے پہلے فرض کے اور یہی ہے
مذہب امام شافعی اور مالک اور جمہور کا اور کوفی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے لیکن یہ قول اُنکا خطا ہے **باب ہے**
**رات کی نماز یعنے تہجد کے بیان مین** نماز تہجد کی کوئی حد معین نہین جسقدر
پڑھے درست ہے خواہ دو رکعت پڑھے یا چار پڑھے یا دس پڑھے یا بیس پڑھے یا کم و
بیش پڑھے لیکن افضل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے زیادہ نہ پڑھے کہ اعلے
درجہ تیرہ رکعتین ہیں کہ اُنمین سے اکثر اوقات گیارہ رکعتین ہین ساتھ وتر کے اور بعض
اوقات تیرہ ہین ساتھ وتر کے اور ادنے درجہ سات ہین ساتھ وتر کے **ف** امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ قاضی نے کہا کہ اسمین کوئی اختلاف نہین یعنے سب کا اتفاق ہے اسپر
کہ رات کی نماز کی کوئی حد معین نہین کہ اُس سے کم و بیش کرنا درست نہو بلکہ اُسکو جسقدر زیادہ
پڑھے اُتنا ثواب زیادہ ہے اور اختلاف تو صرف اسمین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات
مین کتنی رکعتین پڑھتے تھے اور آپنے اپنے لیے کیا اختیار کیا تھا انتھے اور جب رات کو تہجد کی
نماز شروع کرے تو مستحب ہے کہ پہلے دو رکعت ہلکی نماز پڑھے اور نماز تہجد کی دو دو رکعت ایک
سلام سے پڑھنی بھی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنی بھی درست ہین اور چھ
چھ رکعت ایک سلام سے پڑھنی بھی درست ہین اور آٹھ رکعت ایک سلام سے پڑھنی بھی درست ہین
اور دس رکعت ایک سلام سے پڑھنی بھی درست ہین لیکن افضل یہ ہے کہ دو دو رکعتون پر سلام
پھیرے اور تہجد کی نماز مستحب ہے بالاجماع **باب ہے وتر کے بیان مین** وتر سنت
یا واجب ہین جب کوئی نماز تہجد سے فارغ ہو تو پھر وتر پڑھے اور جائز ہے پڑھنا

ف یہ حدیث عائشہ رضی کی صحیح مسلم مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابن عباس رضی کی صحیح مسلم مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابن عباس رضی کی صحیح مسلم مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث عبد اللہ بن قیس رضی کی مشکوۃ کے باب الوتر کے فصل دوم مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابو ہریرہ رضی کی صحیح مسلم کے صفحہ ۲۵۴ مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابن عمر رضی کی صحیح مسلم کے صفحہ ۲۵۴ مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابو ایوب رضی کی مشکوۃ کے باب الوتر کے فصل دوم مین ہے ۱۲

ف یہ حدیث ابن عمر رضی کی مشکوۃ کے باب الوتر کے فصل دوم

صرف ایک رکعت وتر کا تنہا بغیر جوڑنے دوسری رکعت کے ساتھ اُسکے **ف** امام نووی رح نے
شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ ادنے درجہ وتر کا ایک رکعت ہے اور صرف
ایک رکعت نماز پڑہنا صحیح ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین
کہ صرف ایک رکعت پڑہنا درست نہین اور حدیثین اُسپر رد کرتی ہین انتہے اور اسی طرح جائز ہے
پڑہنا تین وتر کا ایک سلام اور ایک التحیات سے یا دو سلام اور دو التحیات سے اور اسیطرح
جائز ہے پڑہنا پانچ وتر کا ایک سلام اور ایک التحیات سے اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا
سات وتر کا ایک سلام سے اور نو رکعت کا ایک سلام سے اور گیارہ رکعت کا ایک سلام سے
اور تیرہ رکعت کا ایک سلام سے اور انمین سے ایک رکعت اخیر کی وتر ہوگی اور جائز ہے پڑہنا وترونکا
سب رات مین یعنے خواہ اول رات مین پڑہے یا اُسکے درمیان مین پڑہے یا اخیر مین پڑہے ہر
طرح درست ہے لیکن پچھلی رات مین پڑہنا اُنکا افضل ہے جبکہ پچھلی رات مین جاگنے کا یقین
ہو خواہ خود بخود جاگے یا کسی کے جگانے سے اور برابر ہے کہ تہجد پڑہے یا نہ پڑہے اور جو شخص پچھلی
رات مین جاگنے کا یقین نہ رکھتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ اول رات مین سونے سے پہلے وتر
پڑہے **ف** امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ وترون کے اول وقت مین اختلاف
ہے صحیح ہمارے مذہب مین یہ ہے کہ اول وقت اُسکا وہ ہے جبکہ عشا کی نماز سے فارغ ہو اور اخیر
وقت اُسکا طلوع صبح صادق ہے اور یہی ہے مشہور قول امام شافعی رح کا انتہے۔ اور جائز
ہے پڑہنا دو رکعت نفل کا بعد وتر کے بیٹھ کر لیکن افضل یہ ہے کہ وتر کے بعد کوئی نماز
نہ پڑہے اور اگر کوئی وتر سے سو جاوے یا اُسکو بھول جاوے تو جب جاگے یا یاد آوے اُس وقت پڑہ لے
کہ اُنکا قضا کرنا مستحب ہے اور اگر کوئی ایک رکعت وتر پڑہے پھر اُسکے بعد اور نماز پڑہنا چاہے
تو اُسکے ساتھ ایک رکعت اور جوڑ کر اسکو طاق کرے اور جتنی نماز چاہے پڑہے پھر جب نماز تمام
کرنی چاہے تو وتر پڑہکر تمام کرے اور جب وتر سے سلام پھیرے تو مستحب ہے کہ بعد اُسکے بلند آواز
سے تین بار کہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ یعنے پاک ہے بادشاہ بہت پاک اور
مستحب ہے کہ وتر مین یہ دعا قنوت پڑہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ
وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا

اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یعنے الٰہی ہدایت کر مجھکو بیچ زمرہ اُن لوگون کے کہ ہدایت کی تونے انکو (یعنے انبیاء اور اولیاء کو) اور عافیت مین رکھہ مجھکو بیچ ضمن اُن لوگون کے کہ عافیت مین رکھا تونے انکو اور کارسازی کر میری بیچ زمرہ اُن لوگون کے کہ کارسازی کی تونے انکی اور برکت دے مجھکو بیچ اُنچیز کے کہ دی تونے اور بچا مجھکو بُرائی اُس چیز کی سے کہ مقدر کی تونے پس تحقیق تو حکم کرتا ہے اور نہین حکم کیا جاتا اوپر تیرے تحقیق نہین ذلیل ہوتا وہ شخص کہ دوست رکھا تونے اسکو اور نہین عزت پاتا وہ شخص کہ عداوت کی تونے اُس سے بہت برکت والا ہے تو ای رب ہمارے اور بہت بلند۔ اور جائز ہے پڑھنا وتر کا سواری پر سفر مین **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک رح اور احمد رح اور جمہور کا کہ سفر مین سواری پر وتر پڑھنے جائز ہین جسطرف کہ سواری کا منہ ہو اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ وتر واجب ہین اور سواری پر پڑھنے جائز نہین لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہی حدیث کے اور اسی طرح سفر مین اور سب سنتون اور نفلون کا سواری پر پڑھنا بھی درست ہے بیا بہے کہ سواری کا منہ قبلے کی طرف ہو یا کسی اور طرف ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے یعنے سر سے اور سجدے کا اشارہ رکوع سے نیچا کرے لیکن جب نفل شروع کرنے لگے تو اُس وقت ضرور ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرکے تکبیر تحریمہ کہے **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ جائز ہی ساتھ اجماع مسلمانون کے لیکن فرضون کا سواری پر پڑھنا درست نہین اور اسپر بھی اجماع ہے لیکن شدت خوف کی وقت سواری پر فرض نماز پڑھنی بھی درست ہے اور اگر سواری کھڑی ہو اور اُسپر ہودج ہو اور قبلے کی طرف منہ اور قیام اور رکوع سجود کرنا ممکن نہ ہو تو سفر مین اُس پر نماز پڑھنا درست ہی اور اگر چلی جاتی ہو تو اُسپر فرض پڑھنا صحیح نہین یہی صحیح قول شافعی کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ درست ہے مانند کشتی کی کہ اُسمین فرض کا پڑھنا بالاجماع جائز ہے اور اگر قافلے کے ساتھ ہو اور جانے کہ اگر سواری سے اُتر کر فرض پڑھے گا تو قافلے سے پیچھے رہجاوے گا اور قزاقون وغیرہ سے ضرر پاویگا تو حسب الامکان سواری پر فرض پڑھے اور فرض ہے اوسپر دوہرانا

## سواری کی نماز کا بیان

۴ حدیث انس رض اور یہ بابندی سنکوہ کے باب صلوٰۃ اللیل کے فصل دوسرے مین ہے ۱۲

۵ حدیث ابن عمر رض صحیح مسلم ۱۲

اُس نماز کا اور کہا کہ سفر مین سواری پر نفل جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ گناہ کا سفر نہ ہو کہ گناہ کے سفر مین اُسکو سواری پر نفل پڑہنے درست نہین لیکن اگر وہ پانی نہ پاوے تو اسکو تیمم کرنا درست ہے اور واجب ہے دوہرانا نماز کا صحیح مذہب مین برابر ہے کہ چہوٹا سفر ہو یا بڑا پس ہر سفر مین ہمارے نزدیک سواری پر نفل پڑہنے درست ہین اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور شہر مین سواری پر نفل پڑہنے جائز نہین اور امام مالک کہتے ہین کہ نہین جائز ہین نفل پڑہنے سواری پر مگر اُس سفر مین کہ اُسمین نماز کا قصر کرنا درست ہو اور ابو سعید اصطخری کہتے ہیں کہ شہر مین بہی سواری پر نفل پڑہنے درست ہین انتہے اور جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتہ قرآن کے رات مین اور مسجد مین جبکہ نہ ایذا پہونچے کسی کو اور اسی طرح جائز ہے پڑہنا قرآن کا بلند آواز سے وتر اور تہجد مین لیکن مستحب ہے کہ درمیانہ آواز سے پڑہے نہ بہت بلند کرے اور نہ پست

## باب ہے اس بیان مین کہ جب رات کو تہجد کے لیئے کہڑا ہو تو کیا دعا پڑہے

جب کوئی رات کو تہجد اور وتر کے لیے کہڑا ہو تو مستحب ہے کہ آسمان کی طرف نظر کرکے آیت اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ آخر سورہ آل عمران تک پڑہے پہر یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ یعنے الٰہی تجہی کو حمد ہے تو ہی آسمانون اور زمین کا تہامنے والا ہے اور جو انکے درمیان ہے اور تجہی کو شکر ہے اور تو ہی آسمانون اور زمین اور انکے درمیان والون کی رونق ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو ہی آسمانون اور زمین اور انکے درمیان والون کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ بہی سچ مچ ہے اور تیرا

حدیث ابی ہریرہ اور ابن عباس رض اور ابی قتادہ رض کی مشکوٰۃ کے باب صلوٰۃ اللیل کے فصل دوسرے مین ہے ۱۲

حدیث ابن عباس رض کی مشکوٰۃ کے باب ما یقول اذا قام من اللیل کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

لنا بہی سچ ہے اور تیرا قول بہی سچ ہی اور بہشت بہی حق ہے اور دوزخ بہی حق ہے اور پیغمبر بہی حق ہین
اور محمدؐ بہی حق ہے یعنے سچا پیغمبر ہے اور قیامت بہی حق ہے یعنے یہ سب چیزین سچ مچ ہین
انمین کچہہ شک نہین الٰہی مینے تیرا حکم مانا اور تیری ساتہہ ایمان لایا اور تجہپر مینے بہروسا کیا اور تیری
طرف مینے رجوع کیا اور تیری مدد سے مین جہگڑتا ہون اور تیری ہی طرف مین جہگڑا رجوع
کرتا ہون کہ تو فیصل کرے سو بخشدی مجہکو جو کہ مینے آگے کیا اور پیچہے ڈالا اور جسکو مین نے چہپایا
اور جو ظاہر کیا اور اُس گناہ کو بخش جسکو تو مجہسے زیادہ تر جانتا ہے تو ہی آگے کرتا ہے جسکو
چاہتا ہے اور تو ہی پیچہے ڈالتا ہے جسکو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہین سوای تیرے
انتہے اور اسکے سوا اور بہی بہت دعائین آئی ہین جو مشکوۃ وغیرہ مین موجود ہین شائق
اُسکی طرف رجوع کرے **باب ہے رات کی نماز کی ترغیب کے بیان مین**
پچہلی رات کو عبادت کیلیئے جاگنے کا بڑا ثواب ہے اسلیئے کہ خدای تعالے ہر رات کو پہلے آسمان
کی طرف اترتا ہے جبکہ پچہلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجہسے دعاء
مانگتا ہے کہ مین اُسکی دعاء قبول کرون کون مجہسے سوال کرتا ہے کہ مین اُسکو دون کون
مجہسے گناہ بخشواتا ہے کہ مین اسکے گناہ بخشون یہان تک کہ فجر ہو یعنے یہ وقت پچہلی تہائی رات
نہایت مقبول ہے اُس وقت کی دعاء مستجاب ہے پس انسان کو چاہیئے کہ ایسے وقت عمدہ کو ہاتہہ سے
نہ دی اور رات کو اٹہکر خدا سے گناہ بخشوائے اور دعاء مانگے اور نماز پڑہے۔ اور ہر رات مین
ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان کی اُسمین ہر دعاء قبول ہوجاتی ہے برابر ہے کہ کوئی بہتری دنیا
کی ہو یا آخرت کی۔ جب کوئی آدمی نماز کے لیے رات کو کہڑا ہو تو خدا اُس سے راضی ہوتا ہے اور اس
وقت بندہ خدا سے بہت نزدیک ہوتا ہے اور اللہ رحمت کرتا ہے اُس شخص پر کہ رات کو آپ
بہی جاگے اور اپنی بیوی کو بہی جگائے اور اگر وہ نہ اُٹہے تو اُسکے مُنہ پر پانی کا چہینٹا مارے اور
اسی طرح خدا رحمت کرتا ہے اُس عورت پر کہ رات کو آپ بہی جاگے اور اپنے خاوند کو بہی جگاوے
اور اگر وہ نہ اُٹہے تو اُسکے منہ پر پانی کا چہینٹا مارے۔ **باب ہے قنوت کے**
**بیان مین** مستحب ہے صبح کی نماز مین پڑہنا دعاء قنوت کا ہمیشہ اور اسی طرح مستحب ہے
پڑہنا اُسکا پکار کر اور اسی طرح اگر مسلمانون کو کوئی مصیبت پیش آوے مانند دشمن اور قحط اور وبا

۴ یہ حدیث ابوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی ہے باب مشکوۃ کے باب التحریض علی قیام اللیل کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

۴ یہ حدیث ابوہریرہ رضی کی صحیح مسلم کے صفحہ ۲۳۲ مین ہے ۱۲

اور پیاس اور ضرر کی تو مستحب ہے اس وقت پڑھنا دعاء قنوت کا سب نمازون مین اور اسی طرح مستحب ہے پڑھنا اسکا بعد رکوع کے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا کہ صبح کی نماز مین دعاء قنوت پڑھنا ہمیشہ مستحب ہے اور امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مستحب ہے اُٹھانا ہاتھ کا وقت دعاء قنوت کے اور منہ کو نہ ملے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستحب ہے ملنا اُنکا منہ پر اور بعضے کہتے ہین کہ ہاتھ نہ اُٹھاوے اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ سینے کا مسح کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسمین کوئی خاص دعا معین نہین بلکہ جو دعا کرے درست ہے لیکن مستحب ہے کہ اللہم اہدنی فیمن ہدیت الخ پڑھے اور اگر صبح کی نماز مین قنوت نہ پڑھے تو سجدہ سہو کرے اور امام ابو حنیفہ رح وغیرہ کہتے ہین کہ صبح کی نماز مین قنوت نہ پڑھے اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھے اور جائز ہے دعا مانگنا اور بد دعا مانگنا واسطے کسی معین اور خاص آدمی کے

## باب ہے عبادت مین میانہ روی کرنیکے بیان مین

خدا کے نزدیک بہت پیارا سب عملون سے وہ عمل ہے کہ ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو یعنے اس واسطے کہ اُسکا کرنے والا بیدار ہے غافل نہین کہ کبھی کرے اور کبھی نہ کرے اور آدمی کو لازم ہے کہ جتنا عمل ہو سکے اتنا اختیار کرے اور نہین جائز ہے اختیار کرنا مشکل اور سخت عبادت کا اس واسطے کہ جب کوئی سخت عبادت اختیار کرے تو آخر تھک کر تھوڑی عبادت سے بھی رہ جاویگا پس ثواب سے بالکل محروم رہے گا پس لازم ہے کہ آدمی عبادت مین میانہ روی اختیار کرے نہ بہت مشکل عبادت اختیار کرے اور نہ بالکل چھوڑ دے اور جب تک کہ دل خوش اور چست رہے تب تک نماز پڑھے اور جب کاہل یا سست ہو تو بیٹھ جاوے کہ سستی مین نماز کی لذت نہین آتی اور اسیطرح اگر کسی کو نماز کی حالت مین اونگھ آوے تو چاہیئے کہ لیٹ جاوے یہان تک کہ نیند جاتی رہے اس واسطے کہ جب کوئی نماز پڑھے اونگھتا تو اُسکو معلوم نہ ہوگا شاید وہ تو خدا سے مغفرت مانگنے کا قصد کرے سو اپنی جان کو گالی دے

## باب ہے قیام رمضان یعنے تراویح کے بیان مین۔

رمضان کے مہینے مین رات کو تراویح پڑھنے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتون مین نماز پڑھے گا تو اُسکے گناہ بخشے جاوین گے۔ اور

نماز تراویح کی کوئی حد معین نہین جس قدر پڑھے درست ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت اور رکعتین ہون یا چار یا دس یا بیس یا چالیس مثلاً یا کم و بیش لیکن مستحب ہے کہ گیارہ رکعتین پڑھے آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کا فعل یہی ہے **ف** حنفیہ کہتے ہیں کہ تراویح بیس رکعت ہین اس سے کم و بیش نہ کرے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے ظاہر حدیث کے۔ اور جائز ہے پڑھنا تراویح کا اول رات میں بھی اور درمیان مین بھی اور پچھلی رات مین بھی یعنے اُسکا کوئی وقت معین نہین کہ اُس سے پس و پیش کرنا درست نہ ہو اور افضل ہے پڑھنا اُسکا بیچ مسجد کے جماعت سے اور اگر گھر مین پڑھے تو بھی درست ہے لیکن افضل نہین **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب امت کا اجماع ہے اسپر کہ قیام رمضان یعنے تراویح کی نماز واجب نہین بلکہ مستحب ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ اسکا گھر مین اکیلے پڑھنا افضل ہے یا جماعت سے مسجد مین سو امام شافعی رح اور اُسکے جمہور اصحاب اور ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور بعض مالکیہ وغیرہم کہتے ہین کہ اُنکا جماعت سے پڑھنا افضل ہے جیسے کہ حضرت عمرؓ اور اصحاب نے کیا اور مسلمانون کا اسپر ہمیشہ عمل رہا کہ وہ شعائر اسلام سے ہے اور امام مالک اور بعض شافعیہ اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اُنکا گھر مین پڑھنا افضل ہے اکیلے اُنتھے اور مستحب ہے کہ سب رات تراویح مین کھڑا رہے سحری کے کھانے تک اور اگر پہلی رات ہی پڑھ لے تو بھی درست ہے **ف** تہجد کی نماز تراویح کی نماز کے غیر ہے یعنے رمضان مین تہجد کی نماز پڑھنے سے تراویح کا ثواب حاصل نہین ہوتا۔ اور اسی طرح جو کوئی ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر کی رات مین جاگے اُسکے بھی اگلے گناہ بخشے جاتے ہین اور وہ رمضان کی ستائیسوین رات ہے۔ اور اسی طرح شعبان کے مہینے کی پندرہوین رات کا بھی بڑا ثواب ہے کہ اُس مین سب مخلوق کے گناہ بخشے جاتے ہین مگر شرک اور غصہ رکھنے والے کے گناہ نہین بخشے جاتے۔

## باب ہے چاشت کی نماز کے بیان مین

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ چاشت کی نماز کا پڑھنا مستحب ہے اور ادنے درجہ اُسکا دو رکعت ہین اور اعلے درجہ اُسکا آٹھ رکعتین ہین اور اُنکے درمیان چار اور چھ رکعتین ہین کہ وہ دو رکعتون سے افضل ہے اور

اور آٹھہ سے ادنے ہین اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ چاشت کی نماز بدعت ہے سو یہ محمول ہے اسپر کہ مسجد مین نہ پڑہی گہر مین پڑہے اور یا یہ حدیث انکو نہین پہونچی - اور نماز چاشت کے پڑہنے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص کہ صبح کی نماز پڑہکے اپنی جگہہ بیٹہا رہے یہانتک کہ چاشت کی دو رکعتین پڑہے تو اُسکے سب گناہ بخشے جاتے ہین اگرچہ مانند جہاگ دریا کی ہون اور اُس کی تین سو ساٹہہ جوڑ کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے

**باب ہے نفل نماز کے بیان مین** نفل نماز پڑہنے کا اتنا ثواب ہے کہ اگر کوئی گناہ کرے اور پہر وضو کرکے نفل پڑہے تو اُسکا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور اگر کوئی غم ہو تو اُس سے دور ہو جاتا ہے - اور جو شخص کہ تحیۃ الوضو کی دو رکعتین نفل پڑہے یعنے ہر وضو کے ساتہہ دو رکعتین نفل پڑہے تو وہ قیامت کے دن بہشت مین داخل ہوگا - **باب ہے نماز استخارہ کے بیان مین** جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو سنت ہے کہ دو رکعت نفل پڑہکے یہ دعاء کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ یعنے الٰہی مین تجہسے خیریت مانگتا ہون تیرے علم کے وسیلے سے اور تجہسے قدرت مانگتا ہون تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہون تیرے بڑے فضل سے سو مقرر تو قادر ہے اور مجہکو قدرت نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین جانتا اور تو سب چہپی چیزون کا دانا ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اسجگہ اپنے کام کا نام لے) بہتر ہے میرے واسطے میرے دین اور دنیا مین اور انجام کار مین تو اُسکو میرے واسطے مقدر کر اور اُسکو میرے واسطے آسان اور مجہکو اُسمین برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق مین برا ہے میرے دین مین اور دنیا مین اور میرے انجام کار مین تو اُسکو ہٹا دے مجہسے اور ہٹا دے مجہکو اُس سے اور مقدر کر دے میرے واسطے بہتر کام

یہ حدیث جابر رضی کی ہے مشکوٰۃ باب التطوع کے پہلے فصل مین ہے

جہان کہین کہ ہو پہر مجھکو اُس سے راضی کردے **ف** تین روز یا سات روز تک اسی طرح کرے
انجام بخیر ہوگا یا خواب مین کچھ حال معلوم ہوگا یا دل مین کرنا یا نہ کرنا جم جاویگا مولانا خرم علی
صاحب **باب ہے نماز تسبیح کے بیان مین** تسبیح کی نماز چار رکعتین ہیں ہر رکعت
مین الحمد اور سورت پڑہے اور جب پہلی رکعت مین الحمد اور سورت سے فارغ ہو تو پہر پندرہ بار
کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پہر جب رکوع مین جاوے
تو دس بار یہ کلمہ رکوع مین کہے اور جب رکوع سے سر اوٹھاوے تو پہر دس بار اسکو کہے پہر جب
سجدے مین جاوے تو سجدے مین بہی اسکو دس بار کہے پہر جب سجدے سے سر اُٹھاوے تو
اُس وقت بہی اسکو دس بار کہے پہر دوسرے سجدے مین بہی اسکو دس بار کہے اور جب دوسرے
سجدے سے سر اٹھاوے تو اُس وقت بہی اسکو دس بار کہے پس ایک رکعت مین یہ کلمہ پچہتر بار
ہوا اور اسی طرح ہر ہر رکعت مین پچہتر بار کہے اور چارون رکعتین اسی طور سے پڑہے جو شخص
اسکو پڑہے خدا اُسکے سب گناہ بخش دیتا ہے پہلے بہی اور پچہلے بہی نئے بہی اور پرانے بہی
خطا بہی اور عمد بہی چہوٹے بہی اور بڑے بہی چہپے بہی اور ظاہر بہی پس اگر دی طاقت رکہتا
ہو تو اس نماز کو ہر روز پڑہے ورنہ ہر جمعہ مین ایک بار پڑہے نہین تو برس مین ایک بار پڑہے
نہین تو ساری عمر مین ایک بار پڑہے **باب ہے نماز سفر کے بیان مین** جب
کوئی سفر کو نکلے تو سنت ہے کہ نماز کو قصر کرے یعنے چار فرض کو دو کرکے پڑہے اور اگر پوری
نماز پڑہے یعنے چار فرض کو چار ہی پڑہے تو بہی درست ہے لیکن قصر کرنا افضل ہے
**ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ علماء کو اختلاف ہے اسمین کہ سفر مین قصر
کرنا افضل ہے یا پوری نماز پڑہنا افضل ہے سو امام شافعی اور مالک اور اکثر علماء کے نزدیک قصر کرنا
اور پوری نماز پڑہنا دونو جائز ہین لیکن دوگانہ پڑہنا افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور بہت علماء
کہتے ہین کہ قصر کرنا یعنے چار فرض کو دو کرکے پڑہنا واجب ہے اور پوری نماز پڑہنا درست نہین اور دلیل
انکی یہ حدیثین ہین اور امام شافعی رح وغیرہ نے دلیل پکڑی ہے ساتہ حدیثون مشہورہ کے جو کہ صحیح مسلم وغیرہ
مین ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ سفر کرتے تہے سو اُن مین سے بعض قصر
کرتے تہے اور بعض پوری نماز پڑہتے تہے تو انتہے لیکن نہین جائز ہے قصر کرنا صبح کی نماز مین

اور نہ شام کی نماز مین **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی رح
اور مالک رح اور اوزاعی رح اور لیث رح اور فقہاء حدیث اور جمہور کہتے ہین کہ نہین جائز ہے قصر
کرنا بیچ کم کے دو منزلون درمیانی سے اور وہ اٹھتالیس ۴۸ میل ہاشمی ہین اور میل چھ ہزار ہاتھ
کا ہے اور ہاتھ چوبیس ۲۴ انگلی کا ہے چوڑاؤ کی طرف سے اور انگلی چھ جو کی ہے چوڑاؤ کی طرف سے
اور امام ابو حنیفہ رح اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ تین منزل سے کم مین قصر کرنا درست نہین یہی ہے
مروی ابن مسعود اور حذیفہ رض سے اور داؤد اور اہل ظاہر کہتے ہین کہ ہر سفر مین قصر کرنا درست
ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا یہان تک کہ تین میل مین بھی قصر کرنا درست ہے انتہے ۔ اور شیخ
عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ محدثین کے نزدیک سفر اور اسکے احکام کی کوئی
حد معین ثابت نہین ہوئی اور حدیثون سے مطلق سفر ثابت ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا
بہت ہو انتہے پس[1] جسکو سفر کہا جاوے اسمین قصر کرنا درست ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور
ادنے درجہ اسکا نو میل ہین یعنے اگر کہین نو میل تک جانا ہو تو اسمین بھی قصر کرنا درست ہے
اور یہی قول صحیح ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اخیر حد سفر کی نو میل
تک ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ جب آدمی سفر کی نیت پر اپنے شہر سے باہر نکلے تو اسکو اسی جگہ
سے نماز کا قصر کرنا درست ہے پھر راوی کا قصر سے پوچھنا اور انس رض کا اسکو نو میل بتانا محض
لغو و لغو ہے کہ سائل اور مجیب کے سوال اور جواب سے کچھ بھی مطلب حاصل نہین ہوتا اور نیز اندرین
صورت اس سے لازم آتا ہے کہ جب کوئی سفر کی نیت پر اپنے شہر سے باہر نکلے تو اسکو نو میل
سے کم مین قصر کرنا درست نہ ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے **ف** اور پھر کہا کہ جائز ہے شروع
کرنا قصر کا جبکہ جدا ہو اپنی شہر کی عمارتون سے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب تمام علماء کا
اور امام مالک رح کہتے ہین کہ تین میل سے کم مین قصر نہ کرے اور عطا وغیرہ کا یہ قول ہے کہ شہر
کے نکلنے سے پہلے بھی درست ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ نکلنے کے دن رات تک قصر نہ کرے اور یہ
اقوال مخالف حدیث اور اجماع سلف اور خلف کے ہین اور نیز امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی رح اور مالک رح اور ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور جمہور کا یہ ہے کہ ہر سفر مباح مین قصر
کرنا درست ہے لیکن امام شافعی رح اور مالک رح اور احمد رح اور اکثر علماء کے نزدیک معصیت کے سفر مین

[1] یہ حدیث انس رض کی صحیح مسلم سے ہے

قصر کرنا درست نہین اور اسی طرح دو نمازون کا جمع کرنا بھی اسکو جائز نہین اور امام ابو حنیفہ
اور ثوری کہتے ہین کہ معصیت کے سفر مین بھی قصر کرنا درست ہے اور معصیت کا سفر یہ ہے کہ سفر
کرے واسطے رہزنی کے یا ناحق لڑنے کے یا اپنے والدین کا نافرمان ہو یا اپنے مالک سے بھاگا
ہو اور مانند انکی اور کہا کہ عرفات اور مزدلفہ مین حاجیون کو قصر کرنا درست ہے لیکن جو
لوگ کہ مکے مین رہتے ہون یا حد قصر سے کم مین رہتے ہون اونکو عرفات اور مزدلفہ اور منی مین
قصر کرنا درست نہین - یہ قول جمہور کا ہے اور امام مالک کے نزدیک درست ہے اور پھر کہا کہ اگر مسافر
کسی جگہ مین چار دن سے کم ٹھیرنے کی نیت کرے سوای دن دخول اور خروج کے تو قصر کرے
یعنے اور اگر چار دن یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور
تین دن اقامت شرعیہ نہین اور یہی قول ہے امام شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور اس مسئلہ مین
علماء سلف کو بڑا اختلاف ہی انتھے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر انیس ۱۹ دن سے زیادہ اقامت
کرے تو قصر نہ کرے ورنہ قصر کرے اور جب پھر وطن اقامت سے چلے تو بھی قصر کرے اور جائز
ہے سفر مین پڑھنا سنتون اور نفلون کا **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ
اتفاق ہے سب علماء کا کہ سفر مین مطلق نفل پڑھنے مستحب ہین اور سنتون کے مستحب ہونے
مین اختلاف ہے ابن عمرؓ وغیرہ کے نزدیک مستحب نہین اور امام شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک
مستحب ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین ہین جو سنتون کے مستحب ہونیمین عام طور سے وارد
ہوئی ہین اور جائز ہے جمع کرنا دو نمازون کا سفر مین یعنے ظہر کا ساتھ عصر کے اور مغرب کا
ساتھ عشا کے برابر ہے کہ پہلی نماز کے وقت مین دونو کو جمع کرکے پڑھے یا دوسری نماز کے
وقت مین دونو کو جمع کرے اور برابر ہے کہ کسی جگہ ٹھیرا ہو یا سیر کی حالت مین ہو **ف**
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور بہت علماء کے نزدیک جائز ہے جمع
کرنا ظہر اور عصر کو جسکے وقت مین چاہے دونو مین سے اور جائز ہے جمع کرنا شام اور عشاء کا
جسکے وقت مین چاہے دونو مین سے بیچ طویل سفر کے اور چھوٹے سفر مین درست نہین اور
طویل سفر اڑتالیس ۴۸ میل کا ہے جیسے کہ اوپر گذرا اور اگر کوئی پہلی نماز کے وقت کہین ٹھیرا ہو
تو اسکو افضل ہے کہ دونو کو پہلی کے وقت مین جمع کرے اور اگر سیر کی حالت مین ہو تو اسکو افضل

کہ دونو کو دوسری نماز کے وقت مین پڑہے جبکہ جانتا ہو کہ دوسری نماز کے وقت نکلنے سے پہلے کسی جگہ
اتریگا اور اگر دونو صورتون مین مخالفت کری تو بہی جائز ہے لیکن ترک افضل کی لازم آویگی اور پہلی
نماز کے وقت مین جمع کرنیکی شرط یہ ہے کہ پہلی نماز کو پہلے پڑہے اور اُس سے فارغ ہونے سے پہلے جمع
کی نیت کری اور دونو کے درمیان فرق اور فاصلہ نہ کری اور اگر دوسری نماز کے وقت مین دونو کو جمع
کرنے کا ارادہ ہو تو واجب ہے کہ پہلے نماز کے وقت جمع کی نیت کری اور اسکے وقت تنگ ہونے سے پہلے
نیت کری ساتھ اسطرح کے کہ اُسکے ادا کرنے کی گنجائش ہو اور اگر بلا نیت تاخیر کرے تو گناہگار ہوگا اور نماز
قضا ہو جاویگی اور اگر نیت سے تاخیر کرے تو مستحب ہے کہ پہلی نماز کو پہلے پڑہے اور نیت جمع کی کری اور انکے
درمیان کچھ فرق نہ کرے ساتھ نفل وغیرہ کے اور جائز ہے جمع کرنا دو نمازون کا مینہ مین بیچ وقت
پہلی نماز کے اور دوسری نماز کے وقت مین صحیح قول پر درست نہین اسواسطے کہ دوسری نماز کے وقت
تک مینہ کے رہنے کا اعتبار نہین اور شرط جمع کی یہ ہے کہ پہلی نماز کی تکبیر تحریمہ سے دوسری نماز کے
شروع تک مینہ برستا ہی اور اسی طرح جائز ہے جمع کرنا واسطے اُس شخص کے کہ وہ جماعت کی طرف چلے بغیر
پردی کے اور اُسکے کپڑے مینہ سے تر ہو جاوین اور صحیح تر یہ ہے کہ جائز نہین یہ ہے مذہب ہمارا مینہ کے
وقت جمع کرنے مین اور یہی قول ہے جمہور علماء کا بیچ ظہر اور عصر کے اور شام اور عشا کے اور امام مالک
کے نزدیک صرف شام اور عشا مین درست ہے نہ ظہر اور عصر مین درست نہین اور ایسے بیمار پس مشہور
مذہب امام شافعی رح اور اکثر علماء کا یہ ہی کہ اُسکو جمع کرنا درست نہین اور امام احمد اور ایک جماعت
اصحاب شافعی رح کے نزدیک درست ہے اور یہی قوی قول ہے باعتبار دلیل کے جیسے کہ ابن عباس رض
کی حدیث مین آئندہ آویگا اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ دو نمازون کو جمع کرکے پڑہنا درست نہین
نہ مینہ کے سبب سے اور نہ سفر کے سبب سے اور نہ بیماری کے سبب سے اور نہ کسی اور چیز کے سبب سے مگر عرفات مین
اور صحیحین وغیرہ کی حدیثین صحیحہ اُسپر حجت ہین یعنے یہ قول انکا حدیث کی مخالف ہی انتہے ملخصاً اور پہر
کہا کہ اماموں کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ حاجت کے وقت گہر مین بہی دو نمازون کا جمع کرنا درست
ہی اُس شخص کے لیے کہ اُسکو عادت نہ ٹہیرا وی یہی قول ہے ابن سیرین اور اشہب کا اصحاب مالک رح
سے اور حکایت کی ہی اسکو خطابی نے فقال شاشی کبیر سے اُسنے ابی اسحاق مروزی سے اُنہون نے
ایک جماعت اصحاب حدیث سے اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور اسی کی تائید

ظاہر قول ابن عباس رض کا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ آپ کی امت کو حرج نہ ہو اسلئے کہ وہ عام ہے کسی خاص چیز بیماری وغیرہ کا اسمین ذکر نہیں یعنے جس چیز مین حرج ہو اسکے سبب سے جمع کرنا درست ہوگا خواہ کوئی چیز ہو لفظاً اور جائز ہے مسافر کو نماز پڑھنا پیچھے مقیم کے اور مقیم کو پیچھے مسافر کے لیکن اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکو قصر کرنا جائز نہین بلکہ وہ اپنی نماز پوری کرے یعنے سلام کے بعد باقی نماز اٹھکر پڑھ لے اور اگر مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکو اختیار ہے خواہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ہر طرح درست ہے اور سنت ہی پڑھنا وتر کا سفر مین۔ **باب ہے جمعہ کے بیان مین** جمعہ کا دن سب دنون سے افضل اور بہتر ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن بہشت مین داخل کیے گئے اور اسی دن بہشت سے نکالے گئے اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر دن جمعہ کے اور نہین کوئی فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوا اور نہ پہاڑ اور نہ دریا اور نہ جانور مگر کہ انتظار کرتے ہین قیامت کے دن جمعہ کے اور ڈرتے ہین اس سے کہ مبادا آج ہی قیامت ہو مگر جن اور آدمی۔ اور جمعہ مین ایک ایسی ساعت ہے کہ اس مین مسلمان جو دعا کرے سو قبول ہوتی ہے جب تک کہ حرام چیز نہ مانگے اور اسی طرح اسمین جس چیز سے پناہ مانگے پناہ ملتی ہے اور وہ ساعت اس وقت سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھے یہان تک کہ نماز ہو چکی اور یا وہ جمعہ کے اخیر ساعت ہی جب آفتاب ڈوبنے لگے پس لازم ہے کہ جمعہ کے دن دنیا کا کام چھوڑ کر سب انسان عبادت کے واسطے جمع ہون اور جمعہ کے دن درود پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اس لیے کہ جس وقت کوئی درود پڑھے اسی وقت وہ درود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچایا جاتا ہے اور نہین کوئی مسلمان کہ مرے دن جمعہ کے یا رات جمعہ کی مگر کہ بچاتا ہے اسکو اللہ فتنے قبر کے سے **باب ہے جمعہ کے واجب ہونے کے بیان مین** جمعہ کی نماز فرض عین ہے یعنے فرض ہے ہر مسلمان پر اور ثابت ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع امت کے پس نہین جائز ہے ترک کرنا اسکا کسی حال مین سوای عذر شرعی کے اور جو شخص کہ جمعہ کی نماز بدون عذر شرعی کے چھوڑے تو اسکے دل پر غفلت کی مہر ہو جاتی ہے اور رحمت الٰہی سے

محروم رہتا ہے اور واجب[1] ہے جمعہ پڑھنا ہر گاؤن مین اگرچہ اسمین صرف تین آدمی ہون
چوتھا امام ہو اور امام مالک کے نزدیک بارہ آدمی سے جمعہ صحیح ہوتا ہے - اور امام شافعی رح کے
نزدیک چالیس آدمی سے - اور اسی[2] طرح واجب ہے پڑھنا جمعہ کا اُس شخص پر کہ سُنے اذان
جمعہ کی اور اسی طرح واجب ہے جمعہ اُسپر کہ جمعہ پڑھکے رات سے پہلے اپنے گھر مین آسکے لیکن
نہین[3] واجب ہے پڑھنا جمعہ کا بیمار پر اور نہ مسافر اور نہ عورت پر اور نہ غلام پر اور نہ لڑکے پر

## باب ہے جمعہ کے دن کپڑے اور بدن کے ستھرا کرنے اور خوشبو لگانے اور جمعہ کی طرف اول وقت جانے کے بیان

جو شخص جمعہ پڑھنے کا ارادہ کرے تو اُسکو مستحب[4] ہے کہ پہلے نہاوے
اور صفائی اور ستھرائی حاصل کرے جتنی ستھرائی کہ اُس سے ہو سکے یعنے حجامت بنوالے اور
کپڑے دھو کر پہنے پھر تیل لگائے یا خوشبو ملے پھر دو پہر ڈھلتی یعنے اول وقت مسجد مین جاوے
اور دو ملے بیٹھون کو نہ چیرے پھر نماز پڑھے جتنی کہ اُسکی قسمت مین ہو یعنے تحیۃ المسجد اور
سنتین پھر جب امام منبر پر آوے تو چپکے خطبہ سُنتا رہے اس لیئے کہ جو کوئی یہ سب کام
کرے اُسکے دس روز کے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ہر[5] قدم کے بدلے ایک برس کی عبادت
کا ثواب ملتا ہے **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب جمہور علماء سلف
اور خلف اور فقہاء سب شہرون کا یہ ہے کہ جمعہ کے دن نہانا مستحب ہے واجب نہین اور یہی
ہے معروف امام مالک اور اُسکے اصحاب سے اور اہل ظاہر وغیرہ کہتے ہین کہ جمعہ کے دن
نہانا واجب ہے لیکن یہ قول اُنکا صحیح نہین اور پھر کہا کہ جمعہ کے دن نہانا ہر شخص کے لیئے
مستحب ہے جو اُسکے پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور بالغ ہو یا نابالغ اور اسی
طرح مستحب ہے کہ جمعہ کے دن اول وقت مسجد مین جاوے اسلیئے کہ جو اول وقت مسجد مین
جاوے تو اُسکو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو دوسری گھڑی آوے تو اُسکو
گائے بیل کی قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو تیسری گھڑی آوے تو اُس کو دنبے
کی قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو چوتھی گھڑی آوے تو اُس کو مرغی کی
قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو پانچوین گھڑی آوے تو اُس کو ایک انڈا خدا کے

[1] بخاری و مسلم کی حدیث ہے
[2] مسلم کی حدیث ہے
[3] ابوداؤد کی حدیث ہے
[4] مشکوٰۃ کے باب الجمعہ کے فصل ثانی مین ہے
[5] مشکوٰۃ کے باب الجمعہ کے فصل ثالث مین ہے
[6] یہ حدیث ابوداؤد کی ہے مشکوٰۃ کے باب التنظیف کے فصل ثانی مین ہے

راہ مین دینے کا ثواب ملتا ہے **ف** امام نووی رحمہ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی رح اور ابن حبیب مالکی اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جمعہ کے لیے مسجد مین اول وقت جاوے اول دن مین اور یہ گھڑیین اُن کے نزدیک اول دن سے شروع ہوتی ہین بعضے کہتے ہین کہ صبح صادق سے شروع ہوتی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ سورج نکلنے سے شروع ہوتی ہین صحیح تر یہ قول ہے کہ صبح صادق سے شروع ہوتی ہین پھر جو کوئی پہلی گھڑی کے ابتدا مین آوے اور جو اُسکے اخیر مین آوے تو اصل اونٹ کی قربانی کے ثواب مین وہ دونو شریک ہین لیکن ابتدا کے آنے والے کا اونٹ افضل ہے اخیر مین آنے والے سے اور جو اُسکے درمیان مین آوے تو اسکو درمیانے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے وعلے ہذا القیاس سب گھڑیون کا اسی طرح حکم ہے انتہے ملخصاً **ف** اور واجب ہے چپ رہنا واسطے خطبہ جمعہ کے اور نہین جائز ہے کلام کرنا خطبہ مین یعنے خطبے کے شروع ہونے سے پہلے کلام کرنا درست ہے **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ بعضے علماء کہتے ہین کہ خطبے کی حالت مین کلام کرنا حرام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ تنزیہی ہے اور یہی دو قول ہین امام شافعی رح کے اور امام مالک رح اور شافعی رح اور ابو حنیفہ رح اور عام علما کہتے ہین کہ خطبے کے لیئے چپ رہنا واجب ہے اور بعض سلف سے مروی ہے کہ واجب نہین مگر جبکہ امام قرآن پڑھا جاوے اور اگر امام کی آواز نہ سُنے تو بھی جمہور کے نزدیک چپ رہنا واجب ہے اور امام احمد رح اور نخعی رح کہتے ہین کہ واجب نہین اور اگر کسی کو منع کرنا ہو تو اشارے سے منع کرے اور اگر وہ اشارہ نہ سمجھے تو بہت تھوڑی کلام سے منع کرے اور اسی طرح واجب ہے بیٹھنا واسطے سننے خطبے کے اور پھر کہا کہ سکوت کا واجب ہونا اور کلام کا منع ہونا صرف خطبے کی حالت مین ہے اگر پیچھے نہین اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک رح اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ جب امام خطبے کے لیئے نکلے تو اسی وقت چپ کرنا واجب ہو جاتا ہے انتہے اور نہین جائز ہے خطبے کی حالت مین کہیلنا ساتھ کنکریون کے یا برابر کرنا اُنکا۔ اور نہین جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ اٹھا دے اپنے بھائی مسلمان کو اُسکی جگہ سے پھر بیٹھے آپ اُسی جگہ مین لیکن یون کہنا درست ہے کہ کھل بیٹھو تاکہ سب کو جگہ ہو جاوے اور نہین جائز ہے

ف ۱ ص ۲۸۰ ج ۲ حدیث ابی ہریرہ کی جو صحیح ہے اور حدیث ابی ہریرہ مین اور حدیث ابن عمر رض اور ابن عباس کی مشکوٰۃ کے باب التنظیف کے فصل تیسرے مین ہے

ف ۲ ص ۲۸۱ ج ۲ حدیث سعد بن ابی وقاص کی مشکوٰۃ کے باب الغسل کے فصل تیسرے مین ہے

ف ۳ ص ۲۸۱ ج ۲ حدیث ابی ہریرہ کی مشکوٰۃ کے باب التنظیف کے پہلے فصل مین ہے

دن جمعہ کے کودنا آدمیون کی گردنون پر یعنے صفون کو چیر کر اگلی صف مین جانا درست نہین
کہ اُسمین لوگون کو تکلیف ہوتی ہے - اور مکروہ ہے خطبے کی حالت مین بیٹھنا اپنے کولے پر
اسطرح سے کہ اپنے گھٹنے کھڑے کرکے ہاتھ یا کپڑے سے پیٹ کے ساتھ ملاوے اور اگر جمعہ کے
دن کوئی اونگھے تو اسکو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل ڈالے - اور مستحب ہے کہ جمعہ کے لیے جدے
کپڑے بنا رکھے سوائے کپڑون کاروبار کے اور اسی طرح مستحب ہے کہ خطبے کے وقت امام سے
نزدیک رہے دور نہ رہے - اور مستحب ہے پڑھنا نفلون کا جمعہ کے دن پہلے آنے امام کے سے
اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور نوافل مطلقہ کی کوئی حد نہین کہ اُس سے کم و بیش کرنا درست نہ
ہو اور جائز ہے کلام کرنا بعد خطبے کے پہلے تکبیر تحریمہ کے خواہ امام ہو یا مقتدی اور وقت جمعہ کا
بعد ڈھلنے دوپہر کے ہے - اور نہین جائز ہے پڑھنا جمعہ کا پہلے دوپہر کے **ف** اور یہی ہے
مذہب امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا اصحاب اور تابعین سے اور جو اُنکے بعد ہین
کہ نہین جائز ہے پڑھنا جمعہ کا مگر پیچھے ڈھلنے سورج کے اور امام احمدؒ وغیرہ کے نزدیک زوال سے پہلے
بھی جمعہ پڑھنا درست ہی تھے - اور مستحب ہے کہ جمعہ سے پہلے چار سنتین پڑھے اور اگر دو پڑھے
تو بھی جائز ہے لیکن افضل نہین

## باب ہے جمعہ کی نماز اور خطبے کے بیان مین

جب امام منبر پر آوے تو مستحب ہے کہ آتے ہی اول اُسپر بیٹھ جاوے
یہان تک کہ مؤذن اذان دے **ف** اور یہی ہے مذہب امام شافعیؒ اور مالکؒ اور جمہور
کا اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہین کہ مستحب نہین اور یہی ایک قول مالکؒ کا ہے - لیکن یہ قول
اُنکا مخالف ہی حدیث کے اور سنت ہی کہ جمعہ کے دن تین بار اذان کہی جاوے اول
اذان بازار مین اور یا اُسجگہہ کہ وہان مسلمانون کا مجمع ہو - دوسری اذان جب امام خطبے
کے لیے منبر پر بیٹھے اور تیسری اذان تکبیر کی - اور مستحب ہے پڑھنا خطبے کا منبر پر اور اگر زمین
پر خطبہ پڑھے تو بھی درست ہی لیکن افضل نہین اور اسیطرح مستحب ہے امام کو جب منبر پر بیٹھے تو لوگون
کو السلام علیکم کہے - اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ عصا پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھے اور اسی
طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے کو چھوٹا کرے اور نماز کو دراز کرے یعنے بہ نسبت خطبے کے
اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے مین اما بعد کہے اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے مین

کے بیان مین بیماری کا بڑا عظیم ثواب ہے کہ نہین کوئی مسلمان کہ پہونچے اسکو کوئی
بیماری یا مصیبت رنج یا کوئی دکھہ یا کوئی فکر یا غم یا ایذا یہان تک کہ کانٹا پھر صبر کرے اُسپر
اور راضی ہو ساتھہ قضا الٰہی کے مگر کہ دور کرتا ہے اللہ تعالے بسبب اُسکے گناہ اُسکے جیسے کہ
جھاڑتا ہے درخت پتے اپنے اور پاک کرتا ہے اسکو گناہون سے مانند اُس دن کی کہ جنا تھا
اُسکو مان اُسکی نے اور لکھا جاتا ہے واسطے اُسکے عمل اُسکا مانند اُسچیز کی کہ عمل کرتا تھا تندرستی
مین اور اسی طرح تپ کا بھی بڑا ثواب ہے کہ تپ دور کرتا ہے گناہ آدمی کے جیسے دور کرتی ہے
بھٹی میل لوہے کی اور جب بندے کے گناہ بہت ہو جاتے ہین اور نہین ہوتے واسطے اسکے
اعمال نیک سے کوئی چیز کہ جھاڑے اُسکو تو مبتلا کرتا ہے اُسکو اللہ ساتھہ غم کے تاکہ جھاڑے
اُسکے گناہون کو بسبب اُس غم کے اور اسیطرح ہو کہ مقدر ہو واسطے کسی بندے کے اللہ کیطرف
سے کوئی مرتبہ عالی بہشت مین اور نہ پہونچ سکتا ہو وہ اُسکو ساتھہ عمل کے تو مبتلا کرتا ہے اسکو
اللہ بدن اُسکے مین یا مال اُسکے مین یا اولاد اُسکی مین اور وہ اُسپر صبر کرتا ہے یہانتک کہ پہونچاتا
ہے اسکو اللہ اُس مرتبہ مین کہ مقدر ہے واسطے اُسکے اور جو کوئی راہ خدا مین مارا جاوے وہ
شہید ہے اور جو طاعون یعنے وباء عام مین مرے اُسکو بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو
پیٹ کی بیماری یعنے دستون وغیرہ سے مرے اسکو بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو
پانی مین ڈوب کر مرے اُسکو بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو کسی دیوار یا چھت وغیرہ
کے نیچے دب کر مرے اسکو بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو ذات الجنب کی بیماری سے مرے وہ
بھی شہید ہے اور جو آگ مین جلکر مرے اسکو بھی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو عورت کہ
پیٹ سے مرے اسکو بھی شہادت کا ثواب ہے اور جو شخص کہ اندھا ہو جاوے اور اُسپر صبر کرے تو
وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جب کسی کو اپنے بدن مین کسی جگہ درد ہو تو چاہیے کہ اپنا ہاتھہ اُس
جگہ پر رکھے اور تین بار بسم اللہ کہے اور سات بار کہے اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ
مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ یعنے پناہ مانگتا ہون ساتھہ عزت اللہ کے اور قدرت اُسکی کے برائی اُسچیز کی سے
یعنے درد کی سے کہ پاتا ہون اسکو تو خدا کے فضل سے وہ درد دور ہو جاتا ہے اور اگر
کوئی اپنے گھر کے سوا اور جگہ یعنے غیر وطن مین مرے تو مانا جاتا ہے وطن اُسکے سے

قطع ہونے نقش قدم اسکے تک بہشت مین **باب ہے بیمار پرسی کے بیان مین**

ف بیمار کا پوچھنا فرض کفایہ ہے اگر ایک بجالاوے تو اورون کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی بجا نہ لاوے تو سب گناہگار ہوتے ہین اور اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو سنت ہے دوسرے مسلمان کو کہ اسکی خبر کے لیے جاوے اور اسکی بیمار پرسی کرے اس لیے کہ جو شخص کہ اچھی طرح وضو کرے پھر اپنے بھائی مسلمان کی بیمار پرسی کرے تو دور کیا جاتا ہے وہ دوزخ سے مقدار ساٹھ برس کے راہ کے اور لائق ہوتا ہے واسطے بہشت کے اور جب وہ بیمار پرسی کے واسطے گھر سے چلتا ہے تو ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے دریای رحمت مین یہانتک کہ بیٹھے پاس اسکے پس جب بیٹھتا ہے تو ڈوب جاتا ہے دریای رحمت مین پھر اگر صبح کو بیمار پرسی کرے تو دعا کرتے ہین اسکے لیے مغفرت کے ستر ہزار فرشتے یہانتک کہ صبح ہو۔ اور جب بیمار کے پاس جاوے تو سنت ہے کہ اسپر اپنا داہنا ہاتھ پھیرے اور یہ دعا پڑھے اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا یعنے دور کر بیماری کو ای پروردگار آدمیون کے اور شفا دے تو ہے شفا دینے والا نہین شفا مگر شفا تیری وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو اور جب کوئی مسلمان کسی بیمار کے پاس جاوے اور یہ دعا پڑھے سات بار اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ یعنی سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ پروردگار عرش بڑے کے سے یہ کہ شفا دے تجھکو تو خدا کے فضل سے اسکو شفا ہوجاتی ہے مگر یہ کہ اسکی موت آچکی ہو یعنے موت کے سوا ہر بیماری دور ہوجاتی ہے اور جب بیمار کے پاس جاوے تو اسکی خبر پوچھ کر جلدی اللہ کہڑا ہو کر دیر نہ لگاوے اور مستحب ہے کہ اسکو تسلی دے اور کہے کہ کچھ غم نہ کہا اور اسکے پاس شور نہ مچاوے اور مستحب ہے کہ اپنے لیے بیمار سے دعا منگواوے کہ بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر کسی شہر یا ملک مین وبا عام پڑے تو نہ وہان سے نکلے اور نہ وہان جاوے **باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے موت کے اور فضیلت یاد کرنے اسکے کے**

لازم ہے انسان پر کہ موت کو ہر وقت یاد رکھے کہ اسکے یاد کرنے سے غفلت دور ہوتی ہے اور دنیا کی لذتون مین مشغول رہنے سے باز رہتا ہے اور دنیا کے مال سے بے رغبتی حاصل

ف یہ حدیثین مشکوۃ کی باب عیادۃ المریض و تقریب المرض مین ہین ۱۲

ف یہ حدیث ابن ماجہ و غیرہ مشکوۃ کے باب تمنی الموت مین ہے ۱۲

ہوتی ہے بسبب فانی جاننے اُسکے کے۔ اور آدمی کو چاہیے کہ دنیا میں اسطرح ہے کہ گویا
مسافر ہے یعنے دنیا کی طرف رغبت نہ کرے اور اسکو اپنا وطن نہ ٹھیراوے اور اُسکی لذتوں
کے ساتھ الفت نہ پکڑے اور نہ تعلق پکڑے ساتھ اُسچیز کے کہ نہیں تعلق پکڑتا ساتھ اُسکے
مسافر غیر وطن اپنے مین بلکہ اپنے کو گذرنے والا راہ کا خیال کرے اسلیے کہ مسافر تو کبھی سکونت
بھی اختیار کر لیتا ہے بیچ شہرون کے بخلاف گذرنے والے کے کہ وہ سفر میں بالکل سکونت
نہیں کرتا اور جب صبح ہو تو شام کی انتظار نہ کرے اور جب شام ہو تو صبح کی انتظار نہ کرے اور
غنیمت جانے تندرستی اپنی کو واسطے بیماری اپنی کے اور زندگی کو واسطے موت اپنی کے
اور نہیں جائز آدمی کو یہ کہ آرزو کرے اور خواہش کرے مرنے کی یعنے خواہ کسی دکھ کے سبب سے
یا بغیر اسکے اسلیے کہ اگر نیکوکار ہے تو شاید کہ زیادہ نیکی کرے یعنے بسبب درازی عمر کے اور اگر
بدکار ہے تو شاید کہ توبہ کرے اور خدا کی رضامندی چاہے اور اگر لاچار مرنے کی خواہش کرے
تو چاہیے کہ یون کہے الٰہی زندہ رکھ مجھکو جب تک کہ ہو زندگی بہتر واسطے میرے اور مار مجھکو
جبکہ ہو مرنا بہتر واسطے میرے یعنے جینے سے باب ہے اس بیان مین کہ
**جسکی موت قریب ہو اُسکے پاس کیا کہا جاوے۔ ف** یعنے
علامت موت کی لکھا ہے علمانے کہ موت کی علامت یہ ہے کہ پاؤن سست ہو جاتے
ہین کہ اگر کھڑے کرین تو کھڑے نہ ہو سکین اور ناک کا بانسا ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور
پٹیان بیٹھ جاتی ہین اور پوست کا لٹک جاتا ہے جب آدمی قریب المرگ ہو اور
موت کی علامت ظاہر ہو تو اسکا منہ قبلے کی طرف کیا جاوے اور اسکو کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کی تلقین کیجاوے یعنے اسکے پاس یہ کلمہ پڑھا جاوے تاکہ وہ بھی سنکر پڑھے اسلیے کہ جسکے
آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ بہشت مین داخل ہوگا لیکن حکم نہ کرے اسکو پڑھنے کا
اسلیے کہ شاید انکار کر بیٹھے **ف** جمہور علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے اور سنت ہے
حاضر ہونا نزدیک قریب المرگ کے واسطے تلقین کے اور انسنت پکڑانے کے اور اُنکی
آنکھ بند کرنے کے اور اُسکے حقوق ادا کرنے کے اور اسپر سب کا اجماع ہے اور اسیطرح مستحب
ہے کہ اُسکے پاس ذکر خیر کیا جاوے مانند دعا اور استغفار کی اور طلب تخفیف کی اُس سے

ف یہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابی سعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ باب ہے تلقین الموتی کے پہلے فصل میں

ع یہ حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ باب ہے تلقین الموتی کے پہلے فصل میں ۱۲

اور اسکو بہشت کی خوشخبری دی جاوے یعنے خدا تجھکو بہشت مین داخل کرے گا اور اسی طرح مستحب ہے کہ قریب المرگ کے پاس سورہ یٰس پڑہے جاوے یعنے تاکہ لذت اٹھاوے ساتھہ سننے اُسکے کے اور آسان ہو اُسپر سختی موت کی اور جب آدمی مرجاوے تو مستحب ہے کہ اسکی مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑہا جاوے یعنے ہم اور جو چیز کہ ہماری کہلاتی ہے سب ملک اور پیدایش خدا کی ہین اور ہم سب اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہین اسلیئے کہ جو کوئی مصیبت کے وقت یہ آیت پڑہے تو بدلہ دیتا ہے اسکو اللہ تعالےٰ بہتر اس سے اور اسی طرح مستحب ہے کہ جب مردے کی جان نکل جاوے تو اسکی آنکھین بند کردی جاوین کہ بینائی روح کے ساتھہ جاتی رہتی ہے اور اسی طرح مستحب ہے کہ مردے کو کسی کپڑے سے ڈہانک دیا جاوے یعنے تاکہ اُسکا ستر نہ کہلے اور کہتے ہیں کہ اُسکے معمولی کپڑے اتار ڈالے جاوین اور جائز ہے بوسہ لینا اور چومنا مردے کا۔ اور جب آدمی کی جان نکلجاوے تو اسکی تجہیز اور تکفین اور دفن کے لیئے جلدی کیجاوے اور نہین لائق یہ کہ مسلمان مردے کو لوگون مین روک رکہا جاوے یعنے اسلیئے کہ اگر دیر کرین تو خوف ہے سڑ جانے کا پس لوگ نفرت کرینگے اور اسمین اسکی حقارت اور بے عزتی ہوگی اور اللہ تعالےٰ نے مسلمانون کو مکرم کیا ہے

## باب بیسے مردے کے نہلانے کے بیان مین۔

ف نہلانا میت کا فرض کفایہ ہے سب علماء کے نزدیک یعنے اگر بعضے نہلاوین تو سب کے ذمہ سے فرضیت اتر جاتی ہے والا سب گنہگار ہونگے۔ امام نووی رحمہ نے کہا کہ اسی طرح اسکا اٹہانا اور کفنانا اور اُسپر نماز پڑہنا اور دفنانا بہی سب فرض کفایہ ہین اور واجب ایک بار غسل دینا ہے سارے بدن کا انتہےٰ۔ اور میت کے نہلانے کا طریق یہ ہے کہ پہلے میت کو ایک پاک تختے پر لٹایا جاوے اور اسکے معمولی کپڑے اتار کر اُسکا ستر چہوٹے کپڑے سے ڈہانکا جاوے پہر بیری کے پتے پانی مین جوش کرکے اُس پانی سے میت کو وضو کرایا جاوے لیکن پہلے میت کے ہاتہ نہ دہوئے جاوین بلکہ منہ سے شروع کیا جاوے اور اسی طرح وضو کے وقت نہ کلی کرائی جاوین اور نہ ناک مین پانی ڈالا جاوے لیکن مستحب ہی کہا ہے بعض علماء نے کہ نہلانے والا اپنی انگلی پر کپڑا

پیٹے اور پہلے اُس سے دانتون اور تالو کو اور دونو گلون کو اندر سے اور نتھنون کو اور اسی پر عمل ہے لوگون کا اب پھر وضو کے بعد میت کو پہلے داہنے کروٹ پر لٹایا جاوے اور اس پانی سے اسکو نہلایا جاوے تین بار اور اگر تین بار مین میت پاک نہ ہووے تو مستحب ہے نہلانا پانچ بار والا سات بار اور زیادہ سات بار سے مکروہ ہے اور پھر اُسکو بائین کروٹ پر لٹایا جاوے اور اسی طرح تین یا پانچ یا سات بار اُسکو اسی پانی سے نہلایا جاوے اور مستحب ہے کہ اخیر بار پانی مین کافور ڈالکر نہلایا جاوے یعنے اسلیئے کہ دفع ہوتے ہین کافور سے جانور موذی **ف** یہی ہے مذہب امام شافعی رح اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ مستحب نہین بلکہ نہلانے اور خشک کرنے بدن کے بعد خوشبوئی مین کافور ڈالے اور بدن کو لگاوے لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور اگر میت عورت ہو تو مستحب ہے کہ اُسکے بالون کو کنگھی کی جاوے اور گوندھکر انکی تین چوٹیان کرکے اُسکے پیچھے ڈالی جاوین **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح کا کہ مستحب ہے کنگھی کرنا اور گوندھنا بالون اُسکے کا اور کوفی کہتے ہین کہ کنگھی کرنا اور گوندھنا بالون کا مستحب نہین لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور جائز ہے مرد کو نہلانا اپنی بیوی کا **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک مرد کو اپنی بیوی کا غسل دینا درست ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک درست نہین لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور اسپر سب کا اجماع ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کا نہلانا درست ہے لیکن نہین جائز ہے مرد کو نہلانا غیر عورت کا اور نہ عورت کو غیر مرد کا بلکہ انکو تیمم کروایا جاوے اور جمہور کے نزدیک میت کو نہلانے سے غسل واجب نہین مستحب ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے انتہے **ف** نہلانا میت کا واسطے بیوضو ہونے کے ہے نجاست کے واسطے نہین اسواسطے کہ آدمی ناپاک نہین ہوتا نہ زندہ اور نہ مردہ کما مر اور شہید کو غسل نہ دو اُسپر نماز نماز پڑھو اور یہی ہے مذہب امام شافعی رح کا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک غسل نہین لیکن نماز ہے

## باب ہے میت کے کفن دینے کے بیان مین

امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ میت کو کفن دینا واجب ہے اور واجب ہے کہ میت کے مال سے ہو اور اگر اسکا مال نہو تو واجب ہے اُسپر کہ اُسپر اُسکا

ف یہ حدیث مالک کی مشکوٰۃ کے فصل ۱۵ مین ہے

ف یہ حدیث بخاری کی مشکوٰۃ کے فصل ۱۵ مین ہے

ف یہ حدیث ابن عباس رض کی مشکوٰۃ کے فصل ۱۵ مین ہے

ف یہ حدیث صحیح مسلم کے فصل ۱۵ مین ہے

نفقہ ہو اور اگر اُس پاس بہی کچہہ نہ ہو تو واجب ہے بیت المال مین اور اگر بیت المال مین بہی کچہہ نہ ہو تو واجب ہے تمام مسلمانون پر کہ مالدار ہون اور وہ مقدم ہے قرض پر اور پہر کہا کہ مستحب ہے کہ مرد کو تین کپڑون مین کفن دیا جاوے یعنے بغیر کرتے اور عمامے کے اور تینون لفافے ہون اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ تین کپڑون مین ایک کفنی پہنائی جاوے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے اور جائز ہے کفن دینا مرد کو صرف ایک کپڑے مین اور کہا کہ اگر کفن چہوٹا ہو تمام بدن نہ ڈہانک سکے تو اُسسے سر ڈہانکا جاوے اور پاؤن پر گہاس وغیرہ ڈالا جاوے اور اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو ستر کو ڈہانکا جاوے اور یہ بہی نہ ہو تو قبل اور دبر کو ڈہانکے کہ اصل مقصود انہین کا ڈہانکنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کفن مین واجب صرف ستر ڈہانکنا ہے تمام بدن کا ڈہانکنا فرض نہین اگرچہ قدرت ہو اور پہر کہا کہ مستحب ہے کہ عورت کو پانچ کپڑون مین کفن دیا جاوے اور جائز ہے کفن دینا مرد کو پانچ کپڑون مین لیکن مستحب ہے کہ تین سے زیادہ نہ ہون اور پانچ سے زیادہ اسراف ہے مرد کے حق مین بہی اور عورت کے حق مین بہی اور جائز ہے کفن دینا عورت کو بیچ کپڑے مرد کے کہ مرد نے اسکو استعمال کیا ہو اور مستحب ہے کفن دینا میت کو سفید کپڑے مین انتہے ملخصاً اور جب آدمی میت کے غسل سے فارغ ہو تو پہونچے اسکے بدن کو کپڑے سے اور مستحب ہے کہ اُسکے بدن کو خوشبو لگاوے یعنے سر اور داڑہی اور اعضاء وضو کو پہر کفنا دے اُسکو تین کپڑون مین جیسے کہ اوپر مذکور ہوا اور نہین جائز ہے کفن دینا مرد کو ریشم مین اور اسیطرح نہین جائز ہے اُسکو کفنانا مہینگے کپڑون مین کہ وہ جلدی پرانے اور خراب ہو جاتے ہین۔ اور اگر کوئی احرام کی حالت مین مر جاوے تو اُسکو انہین احرام کے دو کپڑون مین کفنایا جاوے لیکن نہ اُسکو خوشبو لگائی جاوے اور نہ اُسکا سر ڈہانکا جاوے اور مردے کو کفن دینے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص مردے کو کفن دے خدا اُسکو بہشت کا لباس پہناوے گا

## باب ہے جنازے کے ساتہہ جانے کے بیان مین

جب میت کے کفن سے فارغ ہون تو اُسکو چارپائی پر ڈالکر دفن کے لیے قبر کی طرف جلدی لیجاوین یعنے معمولی چال سے زیادہ چلین اور دوڑنے سے کم اسواسطے کہ اگر میت نیک ہے تو وہ ثواب آخرت کی طرف جلدی پہونچے گی اور اگر میت بری ہے تو اُسکو اپنی گردنون سے جلدی

یہ حدیث علی رضی کی مشکوٰۃ کے فصل ۲ کے صفحہ ۱۹۰ مین ہے ۱۲

یہ حدیث علی رضی کی مشکوٰۃ کے باب غسل المیت کے فصل ۱ مین ہے ۱۲

یہ حدیث ابن عباس رضی کی مشکوٰۃ کے باب غسل المیت کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

یہ حدیث ابی ہریرہ رضی کی مشکوٰۃ کے باب المشی بالجنازہ کے پہلے فصل مین ہے ۱۲

پہنچین گے اور اگر نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھکو جلدی لے چلو اور اگر بد ہو تو کہتا ہے کہ اے مصیبت مجھ
کو کہان لے جاتے ہو سنتی ہے آواز اسکی ہر چیز سوای آدمی کے اور اگر سنے آدمی تو البتہ بیہوش
ہو جاوے یا مر جاوے اور مستحب ہے جانا ساتھ جنازے کے اس واسطے کہ جو شخص کہ جاوے ساتھ جنازے کے
ایمان سے اور واسطے طلب ثواب کے اور رہے ساتھ اسکے یہانتک کہ نماز پڑھے اسپر اور فراغت
پاوے دفن اسکے کی پس تحقیق پہرتا ہے وہ اجر لیکر برابر دو قیراط کے ہر قیراط مانند احد پہاڑ کی ہے
اور جو شخص کہ جنازے کی نماز پڑھ کر پہر آوے پہلے دفن سے تو اسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے
اور جو آدمی کہ جنازے کے ساتھ جاوے تو افضل ہے کہ جنازے کے آگے چلے اور اگر پیچھے چلے تو بھی درست
ہے اور اسیطرح اسکے دائین بائین چلنا بھی درست ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ رح اور اوزاعی رح کا یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے آگے سے اور
جمہور اصحاب رض اور تابعین اور مالک اور شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے
اور کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ دفن کے بعد اذن کی حاجت نہین یہی قول
ہے جمہور اصحاب اور تابعین کا اور جو انکے پیچھے ہین اور نہین جائز ہے سوار ہو کر جانا ساتھ جنازے
اور اگر عذر ہو تو سوار ہونا درست ہے اور سوار جنازے کے پیچھے چلے لیکن جنازے سے پہرتے ہوئے سوار
ہونا درست ہے اور مستحب ہے اٹھانا جنازے کو تین بار یعنے ایک بار آگے اور دو بار پیچھے **ف**
امام شافعی رح کے نزدیک تین آدمی جنازے کو اٹھاوین اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک چار آدمی اٹھاوین
اور جو کوئی جنازے کے ساتھ جاوے تو جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے **باب ہے جنازے**
**کی نماز کے بیان مین** جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے جیسے کہ اوپر گذرا۔ جب کوئی
جنازے کی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے وضو کرے پہر میت کو چوڑاو کی طرف سے اپنے
اور قبلے کے درمیان رکھے اور قبلے کی طرف منہ کرکے کہڑا ہووے پہر اگر میت مرد ہے تو اسکے سر کے
برابر کہڑا ہووے اور اگر میت عورت ہے تو اسکے درمیان یا کولے کے برابر کہڑا ہووے **ف**
اگر مقتدی ہون تو وہ امام کے پیچھے کہڑے ہون اور وہ تین صفین باندہین پہر نماز جنازے کی
دل مین نیت کرے پہر دونو ہاتھ مونڈھون تک اٹھا کر پہلی تکبیر یعنے اللہ اکبر کہے خواہ پکار کر
یا پوشیدہ لیکن امام ہو تو پکار کر کہے اور اگر مقتدی ہون تو وہ امام کی تکبیر کے بعد اللہ اکبر

کہین پہر سورۃ الحمد پڑہے پکار کر اور اگر پوشیدہ پڑہے تو بہی درست ہے **ف** اور اگر مقتدی ہو
تو وہ بہی امام کے پیچہے سورۃ الحمد پڑہے - پہر دوسری تکبیر کہے اسطرح سے کہ پہلی کہی تہی پہر یہ
درود پڑہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ **ف** اور اگر مقتدی ہون تو وہ بہی یہ درود آہستہ پڑہین پہر
تیسری تکبیر کہے اُس طرح سے کہ پہلے دو بار کہی تہی پہر یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ
وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ
الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا
خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ
مِنْ عَذَابِ النَّارِ یعنے الٰہی بخشدے اُسکو اور رحمت کر اُسپر اور خلاص کر اُسکو مکروہات سے اور معاف
کر اُس سے یعنے تقصیرات اُسکی اور بہتر کر مہمانی اُسکی یعنے جنت مین اور کشادہ کر قبر اُسکی اور پاک کر اُسکو
ساتہہ پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنے مغفرت کر اُسکو ساتہہ طرح طرح کے مغفرتون کے
اور پاک کر اُسکو گناہون سے جیسے پاک کرتا ہے تو کپڑے سفید کو میل سے اور بدل دے اُسکو گہر
یعنے اُس عالم مین بہتر گہر اُسکے سے یعنے اُس عالم مین اور اہل یعنے خادم بہتر اہل اُسکے سے اور
بی بی بہتر بی بی اُسکی سے اور داخل کر اُسکو جنت مین اور پناہ دے اُسکو عذاب قبر کے سے اور
عذاب آگ کے سے اور یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا
وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ
تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ یعنے الٰہی بخشدے
واسطے زندون ہمارے کے اور مردون ہمارے کے اور حاضر ہمارے کے اور غائب ہمارے کے اور چہوٹون ہمارے کے
اور بڑون ہمارے کے اور مردون ہمارے کے اور عورتون ہماری کے الٰہی جسکو زندہ رکہے تو ہم مین سے پس زندہ
رکہہ اُسکو اسلام پر اور جسکو مارے تو ہم مین سے پس مار اُسکو ایمان پر الٰہی نہ محروم رکہہ ہمکو ثواب اُسکے سے یعنے
ثواب مصیبت اُسکی سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو پیچہے اُسکے انتہی لیکن پہلی دعاء زیادہ ترجیح ہے **ف** اگر
مقتدی ہون تو وہ بہی یہ دعا پڑہین اور امام نووی رح نے کہا کہ یہ دعا بالاتفاق پوشیدہ پڑہے اور حدیث سود ہے

حدیث ابن عباس کی شکر کرنے کے باب الجنائز کے دوسرے فصل مین اور حدیث ابی امامہ کی شکوۃ کے فصل ۲ مین ہے ۱۲ حدیث عوف کی شکوۃ کے باب الجنائز کے پہلے فصل مین ہے ۱۲ حدیث ابی ہریرہ رض کی شکوۃ کے باب الجنائز کے دوسرے فصل مین ہے ۱۲ حدیث ابی امامہ کی شکوۃ کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصانیف مقبول ذو المنن مولانا محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری

# فقہ محمدیہ

## حصہ دوم

۱۳۳۱ھ

بفرمایش غلام دستگیر تاجر کتب بحصول اجازت بیوہ مولوی فقیر اللہ صاحب مرحوم

در مطبع اسلامیہ لاہور مطبوع شد

حق بحالی رائٹ محفوظ بلا اجازت بیوہ مولوی فقیر اللہ احدے طبع نکند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد پہلے اسکے فقہ محمدیہ کا حصہ اول لکھا گیا اور مسائل نماز کے اور جو اُنکے متعلق ہیں اُس میں بیان کئے گئے۔ اب یہ اس کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں مسائل قربانی و زکوٰۃ و روزہ و حج و نکاح کے اور جو انکے متعلق ہیں صحاح ستہ وغیرہ کی صحیح صحیح حدیثوں سے بہت عمدہ طور پر خلاصہ نکال کر بیان کئے جاوینگے۔ اور جو کوئی مسئلہ کہیں ضعیف حدیث سے لکھا جاویگا۔ تو اس پر تنبیہ کردی جاویگی۔ اور بعض بعض موقعہ میں مسئلے کی توضیح کے واسطے کچھ کچھ مضمون زیادہ بھی بڑھا دیا جاویگا اور بعض جگہوں میں زیادہ تشریح کے واسطے فائدہ بھی بڑھایا جائیگا و باللہ التوفیق

## باب ہے بیان میں قربانیوں کے

۔ دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی ذبح کرنیکی ایسی فضیلت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک آدمی کا کوئی عمل اُس سے زیادہ تر پیارا نہیں۔ اور قربانی کا خون اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زمین پر گرنے سے پہلے قبول ہوجاتا ہے۔ اور قیامت کے دن قربانی کا جانور آئیگا ساتھ بالوں اپنے کے اور شاخون

لہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشکوٰۃ میں باب الاضحیہ کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

اپنی کے اور کھروں اپنے کے پس قربانی خوش ہو کر دینی چاہیئے عمل کرنیکے
واسطے دس دن ذی الحجہ سے کوئی دن زیادہ تر پیارا نہیں۔ اس میں ایک دن
روزہ رکھنے کا ثواب ایک برس کے روزے کے برابر ہے۔ اور اس
کی ایک رات جاگنے اور نماز پڑھنے کا ثواب لیلۃ القدر کی رات میں جاگنے
کے برابر ہے۔ اور جو شخص کہ اللہ کے واسطے قربانی کرتا ہے اسکے واسطے اتنی
نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنے کہ اس قربانی کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔ اور جو
شخص کہ باوجود قدرت اور وسعت کے قربانی نکرے۔ تو اس کو عیدگاہ میں
جانا نہیں چاہیئے۔ عید کے دن بعد نماز کے قربانی کرنی سنت ہے اور عید کی
نماز سے پہلے قربانی کرنی جائز نہیں۔ اور اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لیوے
تو اس کے بدلے دوسری قربانی دیوے۔ اسلئے کہ وہ عبادت نہیں ہے۔ یعنی
اسمیں کچھ ثواب نہیں ہے۔ اور مستحب ہے کہ قربانی عیدگاہ میں ذبح کی جائے
ف اور قربانی میں خواہ اونٹ ہو یا گائے ہو یا بکری یا دنبہ ہو سب جائز
ہے۔ اور اونٹ اور گائے میں اگر سات آدمی شریک ہو جاویں تو جائز ہے۔
اور بکری اور دنبہ میں دوسرے کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ اور بھیڑ کا بچہ
اگر پورے ایک سال کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اور بکری کا بچہ ایک
سال کا جائز نہیں ہے۔ بلکہ جب پورے دو برس کا ہو جاوے۔
تو اسوقت قربانی اس کی جائز ہوتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ شاخوں والی
بکری اور مینڈھے کو ذبح کرے۔ اور افضل ہے کہ مینڈھا خوب فربہ ہو
اور افضل ہے کہ قربانی کے مینڈھے کو پہلے خرید رکھے۔ اور دانہ گھاس

کھلا کر اس کو خوب موٹا اور فربہ کر رکھے۔ اور جو شخص کہ قربانی کرنیکا ارادہ رکھتا ہو
جب ذی الحجہ کا چاند دیکھے تو نہ بال منڈائے اور نہ ناخن کٹائے بلکہ جس دن قربانی
ذبح کرے اُسی دن بال اور ناخن بھی کٹوائے۔ اور نہیں جائز ہے قربانی کرنی
اس جانور کی جس کا کان آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے کاٹا ہوا ہو۔ یا
جس کا کان پھٹا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ گول ہو اور نہیں جائز ہے
قربانی کرنی اس جانور کی جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ اور نہیں جائز قربانی اسکی
جو لنگڑا ہو اور جس کی ایک آنکھ نہ ہو اور جو سخت بیمار ہو۔ اور بہت دبلا ہو۔ کہ
اس کی چربی نہ ہووے۔ اور افضل یہ ہے کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور
اگر کسی دوسرے سے ذبح کرا لیوے تو بھی جائز ہے۔ اور مستحب ہے کہ گوسفند کو بائیں
پہلو پر لٹاوے اور اپنے پاؤں کو اس کی گردن پر رکھے اور کارد یعنی چھری کو پتھر
کے ساتھ بہت تیز کر لیوے اور گوسفند کا منہ قبلہ کی طرف کرے اور یہ دعا کرے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ
الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ
لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ

یعنی تحقیق میں نے پھیرا منہ اپنے کو واسطے اس ذات کے جس نے پیدا کیا۔
آسمانوں اور زمین کو حق کی طرف ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے۔ تحقیق
نماز میری اور قربانی میری اور جینا میرا اور مرنا میرا واسطے اللہ کے ہے۔
جو پالنے والا ہے سب عالموں کا نہیں ہے کوئی شریک واسطے اس کے۔
اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں اور ہوں میں فرمانبرداروں سے شروع

کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور اللہ بڑا ہے۔" پھر بعد اس دعا کے ذبح کرے۔
اور جب اچھی طرح جان نکل جاوے۔ اور ٹھنڈا ہو جاوے تو اسوقت اس کا چمڑہ اتارے
ٹھنڈا ہونے سے پہلے چمڑہ نہ اتارے کہ منع ہے۔ اور ایک قربانی کو دوسری
کے سامنے ذبح نہ کرے کہ منع ہے۔ اور مستحب[1] یہ ہے کہ عید کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ
کے دن قربانی ذبح کرے اور عید کے دن بعد بھی دو دن تک قربانی جائز ہے۔
یعنی گیارہویں اور بارہویں۔ اور قربانی کا چمڑہ فقیروں پر صدقہ[2] کر دینا چاہیئے
اور قصاب کو مزدوری میں چمڑہ دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اپنے پاس سے مزدوری
دینی چاہیئے۔ اور[3] جائز ہے قربانی کرنی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے
یعنی یہ کہے کہ یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میرے سب گھر والوں کی طرف سے
پس یہ جائز ہے اور[4] جائز ہے ذخیرہ کر رکھنا گوشت قربانی کا مدت تک۔ اور جسکو
قربانی میسر نہ ہووے[5]۔ تو وہ قربانی کے دن اپنے بالوں اور ناخنوں کو کٹواوے
اور اپنی لبوں کو لیوے اور اپنی زیر ناف کے بال لیوے۔ اس میں اس کو قربانی
کا ثواب ہوتا ہے۔ اور جائز ہے قربانی کرنا خصی گوسفند کو

## باب ہے بیان میں عقیقہ کے

ف عقیقہ ان بالوں کا نام ہے جو لڑکی لڑکے کے سر پر اول
میں پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ عق کا معنی پھاڑنے کا ہے اور وہ بال بھی گوشت
اور چمڑہ کو پھاڑ کر باہر نکلتے ہیں۔ اور اس کو عقیقہ نام[6] رکھنا منع ہے۔ بلکہ یہ کہے
کہ میں اپنے فرزند کا [illegible] سے نسک یعنی قربانی کرتا ہوں۔ اور ہر لڑکا گرو میں[7]
ہے۔ اور بند کیا ہے ماں باپ کی شفاعت کرنے سے جب تک کہ اس
کا عقیقہ نکریں پس جب کسی کے گھر میں فرزند پیدا ہووے تو سنت ہے

[1] یہ حدیث مشکوٰۃ سے باب الضحیہ کے دوسرے فصل میں ہے۔ [illegible] باب الاضحیہ کے پہلے فصل میں ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی ہے۔ [illegible] باب الاضحیہ کے پہلے فصل میں ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری سے صفحہ [illegible] ہے۔

[2] یہ حدیث علی رضی اللہ عنہا کی مشکوٰۃ کے باب الاضحیہ کے پہلے فصل میں ہے۔

[3] یہ حدیث عمرو بن شعیب کی مشکوٰۃ کے باب العقیقہ کے دوسرے فصل میں ہے۔ اللھم اغفر لکاتبہ ومصنفہ ولمن سمع فیہ ۱۲

[4] یہ حدیث [illegible] باب العقیقہ کے [illegible]

کہ اول اس کے داہنے کان میں[1] اذان کہی جاوے۔ اور اس کے بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور مستحب ہے کہ کھجور کو چبا کر لڑکے کے منہ میں ڈالا جاوے اور اس کے تالو کے ساتھ لگایا جاوے اور پھر ساتویں دن[2] اس کا عقیقہ کیا جاوے یعنی اگر لڑکا ہو تو اس کی طرف سے دو بکری یا دو دُنبے ذبح کئے جاویں نر ہوں یا مادہ۔ اور اگر لڑکی ہو تو اس کی طرف سے ایک دُنبہ یا مینڈھا ذبح کیا جاوے۔ اور اس کا سر منڈایا جاوے اور اس کے بالوں[3] کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ دیا جائے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا نام رکھا جاوے اور سنت[4] ہے کہ پہلے دن نام رکھے اور ساتویں دن بھی جائز ہے۔ اور چاہئے کہ اچھا نام رکھے بہت پیارا نام خدا کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن وغیرہ ہے یا پیغمبروں کے ناموں سے جو نام چاہے رکھے اور جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ اولاد کے یعنی اگر اپنا لڑکا ہو اور مثلاً اس کا نام عبداللہ ہووے تو جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ ابوعبداللہ کے۔ یا جو نام اولاد کا ہووے۔ اس کی طرف نسبت کیا جاوے۔ اور اگر اولاد نہ ہووے تو جب بھی کُنیت رکھنی جائز ہے۔ یعنی مثلاً کسی فرضی کے نام کی طرف اپنے آپ کو نسبت کر دینا جائز ہے۔ جیسے ابوعبدالرحمٰن یا ابوسعید یا ابوالحسن وغیرہ اگرچہ اس کی اولاد مطلقاً نہ ہووے۔ اور جس چیز کے ساتھ کسی کی محبت ہو یا اس کے ساتھ مخصوص ہو خواہ انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ اس کے ساتھ بھی کنیت رکھنی جائز ہے جیسے ابوتراب یا ابوہریرہ وغیرہ وغیرہ۔ اور نہیں جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ کنیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنی ابوالقاسم۔ اور

[1] یہ حدیث ابی رافع کی مشکوٰۃ کے باب العقیقہ میں ہے ۱۲

[2] حدیث سمرہ رض کی مشکوٰۃ کے باب العقیقہ میں دوسرے فصل میں ہے ۱۲

[3] حدیث مشکوٰۃ کے باب ایضاً کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

[4] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۸۸۳ میں ہے ۱۲

سنت ہے کہ لڑکے کا ختنہ کیا جاوے۔ پہلے بالغ ہونے سے ہو یا پیچھے
ہو۔ دونوں طرح سے جائز ہے **باب ہے پنج بیان زکوٰۃ**
**کے** ف زکوٰۃ مذکور ہے کلام مجید میں بیاسی جگہ میں پس یہ دلیل ہے
اوپر کمال تاکید ادا کرنے زکوٰۃ کے۔ اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بڑھنا اور پاک
کرنا پس زکوٰۃ اس لئے فرض ہوئی کہ اس سے مال بڑھتا ہے۔ اور پاک
ہوتا ہے۔ یعنے بسبب نکالنے حق غیر کے یعنی فقراء کے۔ اُس سے
اور بڑھتا ہے ثواب دینے والے کا اور پاک ہوتا ہے گناہوں سے
**باب ہے** زکوٰۃ واجب ہونے اور زکوٰۃ نہ دینے کے عذاب کے بیان میں ہر مسلمان
غنی پر یعنی مالک نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ پس جو شخص کہ مالک نصاب ہو اور
زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس سے زکوٰۃ زور سے لی جاوے۔ اور کچھ اور مال
بھی ضبط کر لیا جاوے۔ جو کوئی نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ چاندی
اور سونا رکھنے والا ہو۔ اور اُس کا حق کہ زکوٰۃ ہے نہ ادا کرے۔ تو قیامت
کے دن اس کے واسطے وہ چاندی اور سونا تختے بنا کر آگ میں ایسے
گرم کئے جائیں گے کہ گویا آگ ہوں گے۔ پس داغ دیئے جائینگے
ساتھ اُن تختوں کے پہلو اس کے اور پیشانی اس کی اور پیٹھ
اس کی۔ اور جب وہ تختی ٹھنڈی ہو جاویں گے۔ تو گرم کرنے کے
واسطے پھر آگ میں ڈالی جاویں گے۔ پھر گرم کرے اس کو داغ دینگے
یہ ہمیشہ یوں ہی کرتے رہیں گے۔ اس دن میں کہ مقدار اس کی پچاس
ہزار برس کی ہے۔ یہانتک کہ بندوں میں فیصلہ کیا جاوے۔ پھر

بعد اُس کے یا بہشت میں داخل کیا جائیگا۔ یا دوزخ میں ڈالا جائیگا
اور جس کے پاس اونٹوں کی نصاب پوری ہو چکی ہو اور وہ اُن کی زکوٰۃ
نہ دے۔ تو وہ شخص قیامت کے دن اونٹوں کے روبرو ایک صاف
میدان میں موہنہ کے بل ڈالا جائیگا۔ ایسی حالت میں کہ اونٹ پہلے سے
زیادہ تر موٹے ہوں گے۔ تا روندنے میں مالک کو زیادہ تکلیف ہو۔
اور کل اونٹ وہاں موجود ہوں گے۔ پھر وہ اونٹ اپنے مالک کو کچلیں
گے ساتھ پاؤں اپنے کے اور کاٹیں گے اس کو ساتھ دانتوں اپنے کے۔
جب ایک قطار اس کو کچل کر چلی جاوے گی۔ تو اس کے پیچھے دوسری
قطار اونٹوں کی اُس کو کچلے گی۔ یوں ہی ہمیشہ اُس کو کچلتے رہیں گے۔
اُس دن میں جو مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی ہے۔ یہانتک کہ
بندوں میں فیصلہ کیا جاوے۔ پھر بعد اس کے یا بہشت میں داخل کیا
جاوے گا یا دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور جس کے پاس گائے یا بکری
کی نصاب پوری ہو چکی ہو۔ اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت
کے دن ایک صاف میدان میں ڈالا جائیگا روبرو گائیں اور بکریوں
کے۔ ایسی حالت میں کہ وہ کل وہاں موجود ہوں گے۔ ان میں سے کوئی
کم نہیں ہوگی۔ اور خوب فربہ اور موٹے ہونگے۔ اور کسی کا اُن میں
سے سینگ مڑا ہوا نہ ہوگا۔ اور نہ منڈا ہوگا۔ اور نہ ٹوٹا ہوا
ہوگا۔ بلکہ اُن کے سینگ سیدھے اور تیز ہوں گے تا خوب
سینگ ماریں۔ پھر وہ گائیں اور بکریں اپنے مالک کو اپنے سینگوں سے مارینگی۔

اور اُس کو اپنے کھروں سے کچلیں گی۔ جبکہ پہلی جماعت اُس پر سے گذر جائیگی۔ تو دوسری جماعت اُس پر لائی جائے گی۔ اُس دن میں کہ ہوگی مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی۔ یہاں تک کہ فیصلہ کیا جاوے درمیان بندوں کے پھر بعد اس کے بہشت میں داخل کیا جائیگا یا دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نکرے تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے سانپ گنجا بن جاویگا۔ اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے بطور طوق کے وہ سانپ اس کی گردن میں ڈالا جائیگا۔ پھر پکڑیگا وہ سانپ دونوں باچھیں اُسکی پھر کہیگا میں ہوں مال تیرا میں ہوں خزانہ تیرا۔ اور جو شخص زکوٰۃ کو بند کردے اس کو قتل کردینا جائز ہے۔ اور جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو حرام مال حلال مال کو ہلاک کردیتا ہے غنی مرد۔ اگر زکوٰۃ لے لیوے تو وہ زکوٰۃ اس کے کل مال کو ملکر تباہ کردیتی ہے

## باب ہے بیان میں اس مال کے جس میں زکوٰۃ واجب نہیں

گھوڑوں میں سواری کے اور غلاموں میں خدمت کے زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر صدقہ فطر کا۔ اور گدھوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور جس شخص نے اپنے مال کو خدا کے راہ میں وقف کردیا ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں۔ اور عاریت کے درختوں میں زکوٰۃ نہیں۔ اور تین من سے کم غلہ اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں۔ اور کام کرنیوالے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں۔ اور خچر میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں اور کھیرے

اور تربوز اور انار میں زکوٰۃ نہیں۔ اور گائے بیل میں تیس سے کم میں زکوٰۃ نہیں
اور شہد میں زکوٰۃ ثابت نہیں۔ اور چاندی میں ساڑھے باون تولہ یا باون
روپے سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور سونے میں ساڑھے سات تولہ سے
کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور نصاب کے مال پر ایک سال کامل گذرنے
سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہو بسبب مال کے
اور درمیان برس کے کچھ اور مال اُسی جنس کا اس کو ہاتھ لگے تو جب تک
اس پر برس کامل نہ گذرے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے

## باب پانچویں بیان

عامل اور زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کے۔ عامل یعنی کارداد یا تحصیل دار یا
حاکم یا قاضی یا مفتی وغیرہ کو ہدیہ اور تحفہ لینا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو
کوئی شخص تحصیلدار کو کچھ تحفہ بھیجتا ہے تو بسبب عامل اور حاکم ہونے اس
کے کے بھیجتا ہے خوشامد کے طور سے کہ یہ حاکم ہے کسی مقدمہ میں میری
رعایت کریگا یا لحاظ کرے کچھ زکوٰۃ میں سے مجھے چھوڑ دیگا۔ اور یہ جائز
نہیں۔ اور جو کوئی کچھ تحفہ کسی کا قبول کریگا۔ وہ شخص قیامت کے دن
اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا۔ یعنی تمام خلقت میں اس کو ذلت
اور رسوائی ہوگی۔ اور جو شخص کسی کام پر عامل ہوا اگر ایک سوئی کے برابر
بھی اس میں خیانت کریگا تو قیامت کے دن اس کو رسوائی ہوگی
اور زکوٰۃ تحصیل کرنے والا جب زکوٰۃ لینے کیواسطے آوے تو اس کو راضی
کرکے رخصت کرنا چاہیئے یعنی پوری زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے تاکہ وہ راضی ہوکر
جاوے اور زکوٰۃ میں اچھوں کا اچھا مال چھانٹ چھانٹ کر نہ لیا جاوے

بلکہ درمیانہ مال لیا جاوے۔ اور جس شہر کی زکوٰۃ ہو وہیں کے فقیروں اور
مسکینوں پر تقسیم کرے۔ زکوٰۃ لینے والا اگر حساب سے زیادہ زکوٰۃ لیوے
تو اُس کو اُس قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر زکوٰۃ نہ دینے والے کو گناہ ہوتا
ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ لیکر آوے تو اس کے حق میں دُعا
کرنی مستحب ہے۔ اور جب زکوٰۃ لینے والا آوے تو اس کو مرحبا کہنا
مستحب ہے۔ یعنی تم خوش وقت آئے۔ اور زکوٰۃ کا مال سب اس کے روبرو
حاضر کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مال سے کچھ چھپا رکھنا جائز نہیں۔ اور
زکوٰۃ کا مال سب اس کے روبرو حاضر کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مال سے
کچھ چھپا رکھنا جائز نہیں۔ اور زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کو اتنا ثواب ملتا
ہے جس قدر کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنیوالے کو ثواب ملتا ہے۔ یہانتک
کہ اپنے گھر میں پھر آوے اور زکوٰۃ لینے والا دُور نہ اُترے تاکہ زکوٰۃ
دینے والے کو وہاں زکوٰۃ کا مال لے جانے میں رنج نہ ہو بلکہ زکوٰۃ
دینے والوں کے مکانوں کے پاس اُترے۔ اور ان کے گھروں میں
نوبت بنوبت جاکر زکوٰۃ لیا کرے۔ اور زکوٰۃ دینے والا دُور
نہ چلا جاوے۔ تاکہ زکوٰۃ لینے والا تکلیف اٹھاکر وہاں جاوے
اور سال کامل گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنی جائز ہے۔ اور تقسیم کی
مال میں زکوٰۃ ضعیف حدیث سے ثابت ہے **باب** ہے زکوٰۃ
کے نصاب کے بیان میں اور اس چیز کے بیان میں جس میں زکوٰۃ واجب
ہوتی ہے۔ نصاب چاندی کی پانچ اوقیہ ہیں اس سے کم میں زکوٰۃ

نہیں چاندی جب پانچ اوقیہ کے برابر ہو جو یہاں کے حساب سے
ساڑھے باون تولہ ہوتے ہیں۔ اور پورا ایک سال اُن پر گذر جائے
تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی اس کا چالیسواں حصّہ جو ایک
تولہ اور تین ماشے چھ رتی چاندی ہوتی ہے زکوٰۃ دیوے۔ اور اگر
ساڑھے باون روپے ہوں۔ تو اس میں سے ایک روپیہ اور پانچ آنہ
زکوٰۃ دیوے۔ پھر جس قدر چاندی زیادہ ہو اسی قدر حساب کرے۔
زکوٰۃ بھی زیادہ دیوے یعنی مثلاً جب ساڑھے باون تولہ کی زکوٰۃ ایک تولہ
تین ماشہ چھ رتی ہوئی تو ایک سو پانچ تولہ کی زکوٰۃ دو تولہ سات ماشہ
چار رتی ہو گی۔ اور یہ نہ ہو تو سیدھا حساب یہ ہے کہ اڑھائی روپے سینکڑہ
کے حساب سے زکوٰۃ دیوے۔ اور نصاب[1] سونے کی بیس مثقال ہے جو
یہانکے حساب سے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں۔ اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے
جب اتنا سونا ہو اور سال کامل اس پر گذر جاوے تو چالیسواں حصّہ
زکوٰۃ میں دیوے اور جب سونا اس سے زیادہ ہو تو حساب کر کے اسیقدر
زکوٰۃ بھی زیادہ دیوے۔ اور نصاب[2] اونٹوں کی پانچ اونٹ ہیں پانچ سے
کم میں زکوٰۃ نہیں۔ جب پانچ اونٹ ہوں اور پورا سال اُن پر گذر جاوے
تو انکی زکوٰۃ ایک بکری ہے۔ اور جب پانچ سے زیادہ ہوں تو چوبیس اونٹوں
تک چار بکری ہیں۔ اور جب پہنچیں پینتیس کو تو ان میں بنت مخاض ہے یعنی ایک
بوتی ہے برس روز کی مادہ جب پہنچیں چھتیس کو پینتالیس تک تو اسمیں بنت لبون
ہے یعنی دو برس کی بوتی مادہ دینی آتی ہے اور جس وقت کہ پہنچیں چھیالیس کو ساٹھ

[1] یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی بلوغ المرام کی کتاب الزکوٰۃ میں ہے ۱۲

[2] یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۵ میں ہے ۱۲ اللھم اغفر لہا قاسم دہلوی سنہ ۱۲

تک تو اس میں ایک حقہ ہے یعنی تین برس کی اونٹنی دینی آتی ہے جو اونٹ نر کے
چڑھنے کے قابل ہو۔ اور جسوقت کہ پہنچیں اکسٹھ کو چھتر تک تو انمیں ایک
جذعہ آتا ہے یعنی چار برس کی بوتی جو پانچویں میں لگی ہو۔ اور جب پہنچیں چھتر
کو نوے تک تو ان میں دو بوتیاں دو دو برس کی دینی آتی ہیں۔ اور جسوقت کہ
پہنچیں اکانویں کو ایکسو بیس تک تو ان میں دو حقے ہیں یعنی دو اونٹنیاں
تین تین برس کی قابل جست کرنے اونٹ نر کے۔ اور جسوقت کہ زیادہ ہوں
ایکسو بیس پر پانچ یا دس یا بیس یا تیس وغیرہ تو ان میں سوا دو حقے اول کے
اور زیادہ کچھ زکوۃ دینی نہیں آتی یعنی بموجب ترتیب پہلی کے ہر پانچ میں
ایک بکری اور ہر چوبیس میں بنت مخاض وغیرہ دینی نہیں آتی بلکہ جسوقت
ایکسو بیس پر چالیس پوری ہو جاویں یعنی ایکسو ساٹھ ہو جاویں تو اوپر
کے ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہے یعنی دو برس کی بوتی دینی آتی ہے اور ہر
پچاس میں ایک حقہ یعنی پورے تین برس کی اونٹنی دینی آتی ہے اور جسکے
پاس چار برس کی بوتی کی نصاب پوری ہو جاوے یعنی اکسٹھ سے چھتر تک
اونٹ پہنچ جاویں اور چار برس کی بوتی اس کے پاس نہ ہووے تو اس سے
تین برس کی بوتی قبول کی جاوے۔ اور زکوۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں
دیوے۔ اگر میسر ہوں اس کو یا دیوے بیس درم بدلے اس کے اور جس شخص کے
پاس اس قدر اونٹ جس میں تین برس کی بوتی دینی آتی ہے یعنی چھیالیس سے
ساٹھ تک ہوں اور نہ ہو اسکے پاس تین برس کی بوتی۔ اور ہو اس کے پاس
چار برس کی بوتی تو قبول کی جاوے۔ اس سے چار برس کی اور دیوے اسکو زکوۃ لینے والا

یہ حدیث صحیح بخاری سے مطبوعہ احمدی سے نقلہ ۱۲

بیس درم یا دو بکریاں اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں جسمیں تین برس
کی بوتی واجب ہے اور نہ ہو اس کے پاس مگر دو برس کی تو قبول کیجاوے اس سے
دو برس کی اور دیوے زکوۃ دینے والا ساتھ اس کے دو بکریاں یا بیس درم اور جس شخص
کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہے یعنی چھتیس ۳۶
پینتالیس تک ہوں اور ہو اسکے پاس تین برس کی تو قبول کی جائے اُس سے
تین برس کی اور دیوے زکوۃ لینے والا اسکو بیس درم یا دو بکریاں اور جس شخص کے
پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں دو برس کی بوتی واجب ہوتی ہے اور ہو اس کے
پاس بوتی برس دن کی تو قبول کی جاوے اس سے بوتی برس کی اور دیوے
زکوۃ دینے والا ساتھ اسکے بیس درم یا دو بکریاں۔ اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں
کہ ان میں ایک برس کی بوتی واجب ہوتی ہے یعنی پچیس سے پینتیس تک اونٹ ہوں
اور اس کے پاس دو برس کی بوتی ہو تو قبول کی جاوے اس سے بوتی دو برس
کی اور دیوے زکوۃ لینے والا اس کو بیس درم یا دو بکریاں اور اگر دو برس کی
بوتی اس کے پاس نہ ہو تو اس سے دو برس کا بوتہ قبول کیا جاوے اور اسکے
ساتھ کوئی چیز دینی نہیں آتی یعنی اس کے ساتھ کچھ لینا دینا نہیں آتا ہے
اور نصاب گایوں کی تیس گائیں ہیں اس سے کم میں زکوۃ نہیں ہے جب تیس
گائیں پوری ہوں۔ اور ان پر سال گذر جاوے تو ان میں ایک بیل برس
روز کا دینا آتا ہے یا گائے برس دن کی۔ اور جب چالیس ہوں تو ایک
گائے برس دن کی دینی آتی ہے۔ یا بیل دو برس کا وعلیٰ ہذا القیاس ہر تیس
میں ایک گائے برس دن کی۔ اور ہر چالیس میں گائے دو برس کی دیا کرے

۱ یہ حدیث اب لا یجب فیہ الزکوۃ کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲ منہ

اور اگر گائے بیل تیس سے زیادہ ہوں تو اُنتالیس تک کچھ دینا نہیں ہے جب
چالیس پوری ہوں تو ان میں ایک مسنہ یعنی گائے یا بیل دو برس کا دیوے
پھر بعد اس کے چالیس سے زیادہ میں زکوٰۃ نہیں آتی ہے جب تک ساٹھ پوری نہ
ہو جاویں۔ جب ساٹھ پوری ہو جائیں تو ان میں دو گائے ایک ایک برس کی
دینی آئینگی جب تک کہ پوری ستر نہ ہو جائیں اور اسی طرح سے پھر ستر سے
زیادہ میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پوری اسی نہ ہو جائیں اسی طرح جس
قدر زیادہ ہو جاویں اسی طور پر قیاس کر لیوے۔ اور بکری کی نصاب چالیس
بکری ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب چالیس پوری ہو جاویں اور چرنے
والی ہوں اور سال کامل اُن پر گذر جائے تو اُن میں ایک بکری دینی آتی ہے
اور جب چالیس سے زیادہ ہوں تو ایک سو بیس تک ایک ہی بکری دینی
آئیگی۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں دو سو تک تو دو بکریاں
دینی واجب ہوں گی۔ اور جس وقت دو سو پر زیادہ ہوں۔
تو اُن میں تین بکریاں دینی آتی ہیں تین سو تک۔ اور جب زیادہ
ہوں تین سو پر تو بعد اس کے ہر سینکڑے میں ایک
بکری ہے۔ یعنے تین سو کے اوپر اگر دس بیس پچاس زیادہ
ہو جاویں۔ تو ان میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب تک کہ سو
پورا نہ ہو جاوے۔ جب چار سو پورا ہو جاوے۔ تو چار
بکریاں دیوے۔ اسی طرح چار سو پر اگر دس بیس چالیس زیادہ
ہو جاویں تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ پورا

پانچ سو نہ ہو جاوے۔ جب پورا پانچ سو ہو جاوے تو اس میں پانچ
بکریاں دینی آئینگی وعلیٰ ہذا القیاس جسوقت پانچسو پر دس میں پچاس
زیادہ ہو جاویں۔ تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ چھ سو پورا نہو جاوے
اسی طرح سے جس قدر زیادہ ہوں حساب کر کے اسی طور سے زکوٰۃ دیوے
نہایت تک۔ اور نہیں جائز ہے دینی زکوٰۃ میں بڑھیا اور نہ عیب والی
خواہ اونٹنی ہو یا گائے ہو یا بکری ہو مگر زکوٰۃ لینے والا چاہے تو جائز ہے اور نہیں جائز
ہے زکوٰۃ لینا نر کا جو مادہ کو گابھن کرتا ہو اور نہ جمع کئے جاویں جانور جو جدا
ہوں۔ یعنی مثلاً چالیس بکریاں ایک شخص کی ہوں اور چالیس دوسرے کی ہوں
تو اس صورت میں بکریوں کے دونوں ریوڑوں کو ایک جگہ جمع نہ کرے اسطے
کم ہونے زکوٰۃ کے۔ اسواسطے کہ اگر دو گلے چالیس چالیس کے جدا ہونگے
تو دو بکریاں دینی آئیں گی اور اگر دونوں گلوں کو ایک جگہ ملا دیگا تو فقط ایک
ہی بکری دینی آئیگی۔ سو یہ کام جائز نہیں۔ اور خوف زکوٰۃ کے واسطے اکٹھے
جانوروں کو جدا نکرے یعنے مثلاً ایک شخص کی بیس بکریاں کسی دوسرے
شخص کی بیس بکریوں میں ملی ہوں تو انکو جدا نہ کرے واسطے خوف زکوٰۃ کے
اس لئے کہ اگر دونوں گلے ملے رہیں گے تو اس میں ایک بکری دینی واجب ہو گی
اور اگر دونوں گلے جدا ہونگے تو ان میں کچھ بھی زکوٰۃ دینی لازم نہیں ہو گی۔
کیونکہ چالیس میں زکوٰۃ ہے اور بیس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر
دو شریکوں کی بکریوں میں سے زکوٰۃ لی جائے تو دونوں شریک رجوع
کریں آپس میں ساتھ برابری کے یعنی مثلاً دو آدمی دو سو بکریوں میں شریک ہوں

ایک کی چالیس بکریاں ہوں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک ایک بکری ہر ایک شریک سے لیجاویگی۔ پھر وہ دونوں شریک رجوع کریں ساتھ برابری کے یعنی چالیس بکریاں والے نے جو بکری زکوٰۃ میں دی ہے۔ اس کے تین خمس اپنے دوسرے شریک سے بھر لیوے یا اس کی قیمت کرے اس سے اُسکی قیمت لے لیوے ٭ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چالیس بکری والے پر پانچواں حصہ زکوٰۃ کا دینا آتا ہے۔ اور اس نے دیا ہے نصف حصہ زکوٰۃ کا یعنی اڑھائی حصے تو اب ڈیڑھ حصے کی قیمت اپنے دوسرے شریک سے بھر لیوے۔ اور نصاب غلہ گندم اور جو اور کھجور وغیرہ کے پانچ وسق یعنی تیس من ہے۔ اس سے کم ہو تو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تیس من پورے ہوں تو اس میں زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ جو چیز کہ مینہ کے پانی یا چشموں کے پانی سے پیدا ہوئی ہو یا سیرابہ زمین ہو اسمیں دسواں حصہ دینا واجب ہے۔ اور جو زمین کنوئیں کے پانی سے بیل یا اونٹ کے ساتھ پلائی گئی ہو۔ اُس کی پیداوار سے بیسواں حصہ دینا واجب آتا ہے۔ کھجوروں اور انگوروں میں جب شیرینی پیدا ہو تو ان کو اندازہ کر کے چھوڑ دینا چاہیئے۔ جب خشک ہو جاویں تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ لیوے۔ زکوٰۃ لینے والا جب گن کر کے اپنا حصہ سر کر جاوے تو لینے کے وقت اُسے تہائی یا چوتھائی مالک کو چھوڑ دے۔ ازراہِ احسان کے تا وہ اپنے ہمسایوں اور مسافروں کو کھلاوے) چاندی سونے کے زیور میں جب قیمت اسکی نصاب کو پہنچ جاوے تو زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ سوداگری کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر کسی کو زمین سے کچھ مال دفن کیا ہوا مل جاوے تو اس میں سے پانچواں حصہ

زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ خواہ وہ مال تھوڑا ہو یا بہت ہو۔ اور کانوں کے مال سے زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ یعنی چالیسواں حصہ دینا آتا ہے۔ اور زکوٰۃ میں کپڑوں کا دینا جائز ہے۔ اور جو چیز کہ دریا سے نکالی جاوے۔ مثل موتیوں اور جواہرات وغیرہ کی اس میں زکوٰۃ نہیں ہے **باب** بیان میں صدقہ فطر کے۔ صدقہ فطر کا واجب ہے۔ ہر مسلمان پر مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو خواہ بڑا یتیم ہو یا دیوانہ۔ اور صدقہ فطر ایک صاع ہے گیہوں سے ہو یا جو یا کھجور ہو یا خشک انگور ہو یا پنیر ہو یا کوئی اور غلہ ہو ف صاع تین سیر انگریزی کے قریب ہوتا ہے۔ صدقہ فطر کا عید کی نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ صدقہ فطر کا روزے کو پاک کرتا ہے بیہودہ بات اور کلام بُری سے اور یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ فطر کا غنی کے مال کو پاک کر دیتا ہے۔ اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ اور اولیٰ ہے کہ صدقہ کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ پھر اس کے بعد مساکین کو دیا جاوے **باب** بیان میں اُس شخص کے جسکو زکوٰۃ لینی حلال نہیں۔ بنی ہاشم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو صدقہ کا مال لینا حلال نہیں ہے۔ کہ وہ میل ہے لوگوں کی اور ہدیہ لینا انکو حلال ہے۔ جو شخص خود محتاج ہو اگر وہ صدقہ کا مال لیکر اپنی طرف سے سیدوں کو بطور ہدیہ کے دیوے۔ تو سیدوں کو وہ مال حلال ہے۔ تحفہ کا بدلہ دینا سنت ہے۔ ہدیہ اگرچہ دست بکری کا ہو تو قبول کر لیوے۔ اگر کوئی بکری کے پاؤں کی (جو نہایت ہی حقیر چیز ہے) دعوت کرے تو بھی وہ مال حلال قبول کر لیوے۔ جو شخص در بدر ایک ایک لقمہ لیتا پھرتا ہے۔ وہ مسکین نہیں ہے صدقہ اُس کا حق نہیں ہے۔ بلکہ مسکین وہ ہے جو کسی سے سوال نہ کرے اور نہ

ہو اُس کے پاس مال اور نہ اس کو کوئی معلوم کر سکے کہ محتاج ہے تا ہو صدقہ کیا جاوے
غنی مرد کو اور آدمی تندرست کو جو کسب کرنے کی طاقت رکھتا ہو زکوٰۃ لینی حلال
نہیں ہے۔ اللہ کے راہ میں لڑنے والے کے واسطے اور زکوٰۃ تحصیل کرنے کے واسطے
قرضدار کے واسطے زکوٰۃ کا مال حلال ہے۔ اور جو اپنا مال دیکر زکوٰۃ کا مال
خرید لیوے۔ تو اُس کو بھی زکوٰۃ کا کھانا جائز ہے
اور جس فقیر کو کسی نے زکوٰۃ کا مال دیا ہو اگر وہ فقیر اپنے کسی ہمسائے غنی کو اس زکوٰۃ
کے مال سے کچھ بطور ہدیہ کے دیوے تو غنی کو اس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر
کوئی شخص کسی کے دیئے ہوئے صدقہ کو مسکین سے قیمت دیکر خرید لیوے۔ تو وہ
اس کے واسطے حلال ہے۔ اور جائز ہے زکوٰۃ لینی فقیروں کو اور مسکینوں کو اور
تحصیلداروں کو اور قرضداروں کو اور مسافروں کو۔ اور جائز ہے خرچ کرنا زکوٰۃ
کا گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کے راہ میں۔ اور زکوٰۃ کے اونٹوں کا دودھ
پینا مسافروں کو جائز ہے **باب** اس شخص کے بیان میں جس کو سوال کرنا جائز ہے
اور جسکو سوال کرنا جائز نہیں۔ سوال کرنا تین آدمیوں کو جائز ہے۔ ایک وہ
شخص جو ضامن ہوا دین کا۔ دوسرا وہ شخص کہ پہنچے اس کو کوئی آفت یعنے
مثل قحط وغیرہ کی کہ ہلاک کر دیا مال اس کا تیسرا وہ شخص ہے یعنی غنی کہ پہنچے
اس حاجت سخت یعنی ایسی حاجت کہ مشہور ہو جاوے۔ اس کی تمام قوم
میں یہانتک کہ کھڑے ہوں تین آدمی صاحب عقل اُس کی قوم سے
کہنے والے ہوں کہ پہنچی فلانے کو سخت حاجت پس جائز
ہے۔ اُن کو لوگوں سے سوال کرنا۔ یہانتک کہ پہنچیں وہ اُس قدر

۱ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے باب من لا تحل لہ الصدقۃ کے پہلے فصل میں ہے
۲ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الفضائل الصدقۃ میں ہے
۳ یہ آیت قرآن مجید کے سورہ میں ہے
۴ یہ حدیث صحیح مسلم کی جلد ۱ میں ہے

مال کو کہ حاجت روائی اُن کی ہو۔ گذران سے اور ضمانت سے پھر بند رہیں وہ بعد اس کے سوال سے جو[1] مال زیادہ کرنیکے لئے لوگوں سے سوال کرے وہ اس کے بدلے آگ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور گرم پتھر اس کو کھلایا جائیگا۔ جو آدمی[2] ہمیشہ لوگوں سے مانگتا ہے۔ قیامت کے دن اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہو گی۔ سوال میں[3] مبالغہ نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ ایسے مال میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لیجا کر بیچنا سوال کرنے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں اس کی آبرو رہتی ہے جو کوئی حرص اور طمع کے ساتھ مال کو لیوے۔ اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی ہے بہت حرص کرنیوالے کا حال اُس[4] کی مانند ہوتا ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا ہے یعنی بسبب بے برکتی کے دینے والے کا[5] ہاتھ بہتر ہے لینے والے سے۔ جو[6] آدمی سوال کرنے سے بچنا چاہے خدا اس کو بچا لیتا ہے یعنی اس کو کسی کا محتاج نہیں کرتا اور جو آدمی قناعت چاہے اللہ تعالیٰ اسکو قناعت دیدیتا ہے اور صبر سے کوئی چیز زیادہ تر فراخ نہیں ہے۔ جو[7] مال کہ بغیر طمع کرنے اور مانگنے کے کوئی دیوے اس کو لے لینا جائز ہے۔ کسی ضروری[8] امر میں سوال کرنا جائز ہے جس[9] کے پاس پچاس درہم جو تخمیناً ساڑھے بارہ روپے ہوتے ہیں ہوں اگر وہ لوگوں سے سوال کرے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں زخم ہوگا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ جس کے پاس چالیس درہم کا مقدار ہو یا ایک رات دن کا موجود ہو۔ اس کو سوال کرنا حرام ہے۔ جس کو فقیری[10] نے زمین پر ڈال دیا ہو۔ یعنے سخت لاچار ہو یا بہت قرض دار ہو۔ اُس کو سوال کرنا جائز ہے۔

[1] حدیث صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۳۳ میں ہے۔
[2] حدیث بھی صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۳۳۳ میں ہے۔
[3] حدیث صحیح مسلم کے صفحہ ۳۳۳ میں ہے۔
[4] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۹ میں ہے۔
[5] حدیث بھی بخاری کے صفحہ ۱۹۹ میں ہے۔
[6] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۹ میں ہے۔
[7] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۹ میں ہے۔
[8] حدیث مشکوٰۃ کے باب من لا تحل لہ الصدقۃ کے فصل میں ہے۔
[9] حدیث مشکوٰۃ کے باب کے فصل میں ہے۔
[10] حدیث بخاری مشکوٰۃ کے صفحہ ۱۲۰ میں ہے۔

اور جس شخص پر دیت دینی آئے بسبب خون کے کہ آپنے کیا ہو یا غیر نے کیا ہو
تو اس کو سوال کرنا جائز ہے جو اپنے فاقہ کو لوگوں پر ظاہر کرے اور ان سے اپنی
حاجت روائی چاہے تو اس کی حاجت روائی نہیں ہوتی ہے۔ اور جو شخص اپنے فاقہ کو خدا
کے آگے عرض کرے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو جلدی غنی کر دیتا ہے مال کے ساتھ یا موت
کے ساتھ طمع کرنا محتاجگی ہے۔ اور لوگوں سے ناامید ہونا غنا ہے۔ جو شخص اس بات
کا ضامن ہو کہ لوگوں سے سوال نہ کرے تو حضرتؐ اسکے واسطے بہشت کے ضامن ہیں

## باب پنجم بیان فضیلت خرچ کرنے مال کے اور کراہیت بخل کے

ہر صبح کی وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ کہتا ہے کہ یا الٰہی مال خرچ کرنیوالے
کو بدلہ دے یعنی دنیا میں اس کے بدلے اس کو بہت سا مال دے یا آخرت میں
اس کو ثواب دے۔ دوسرا یہ کہتا ہے یا الٰہی بخیل کے مال کو تلف اور برباد کر دے
جو مال آدمی اللہ کے راہ میں خرچ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا عوض دیتا ہے
مال کو شمار نہیں کرنا چاہیئے۔ مال کو محتاج سے روکنا نہیں چاہیئے۔ جہانتک
ہو سکے اللہ کے راہ میں خرچ کرے۔ جو مال اپنی حاجت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کر
دینا واجب ہے۔ اور اس کو روک رکھنا برائی ہے۔ اور پہلے اپنے خرچ کرنا چاہیئے
جنکا نان و نفقہ آدمی پر واجب ہے یعنی اپنا عیال ان سے کچھ بچے تو پھر دوسروں کو
دیوے۔ بخل سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ بخل نے ہلاک کر دیا ہے۔ اگلی امتوں کو
اور بخل سبب ہے خونریزی کا اور حلال کو حرام کرنے کا۔ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ صدقہ
لینے والا کوئی مسکین نہیں ملیگا۔ حالت صحت اور تندرستی میں صدقہ دینے سے
بہت ثواب ملتا ہے۔ اور مرنے کے وقت صدقہ دینے سے بہت

نہیں ہے۔ حالت تندرستی میں ایک درہم خرچ کرنا بہتر ہے دو سو درم سے جو مرنیکے
وقت خرچ کرے۔ بہت مال جمع کرنیوالے لوٹے میں ہیں۔ سخی اللہ سے نزدیک ہے
اور جنت سے بھی نزدیک ہے۔ اور لوگوں سے بھی نزدیک ہے۔ اور آگ سے دور ہے
اور بخیل اللہ سے بھی دور ہے اور بہشت سے بھی دور ہے۔ اور لوگوں سے بھی دور ہے
اور آگ سے نزدیک ہے۔ اور سخی جاہل بہت پیارا ہے طرف اللہ کی عابد بخیل سے
بخل اور بدخلقی آدمی مومن کی شان سے نہیں ہے۔ مکار اور بخیل اور اللہ کے لئے
دیکر احسان رکھنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ بخل اور نامردی دونوں
نہایت بدخصلتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص بھول کر بے خبری سے کسی غنی مرد کو
یا کسی زانی کو یا کسی چور کو صدقہ دیوے تو اس میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے
اور وہ صدقہ قبول ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ بھول کر اپنے بیٹے کو صدقہ
دیوے بے خبری سے تو وہ صدقہ قبول ہے۔ اس میں رجوع جائز نہیں۔ جو شخص اللہ
کے دیئے ہوئے مال پر شکر نہ کرے یعنی اس کا حق زکوۃ و صدقہ ادا نکرے تو
خدا تعالیٰ اسپر غصے ہوتا ہے اور مال اس کا تلف ہو جاتا ہے۔ اور سوال کرنیوالے
کو کچھ دینا چاہیئے۔ اگرچہ کھر جلا ہوا ہو جو شخص اللہ کے نام کے ساتھ سوال
کیا جائے۔ اور باوجود اسکے پھر بھی سائل کو کچھ نہ دیوے تو وہ سب خلقت سے
بدتر ہے۔ سخاوت ایک درخت ہے بہشت میں سو جسنے اس کی ٹہنی کو پکڑا یعنی
کچھ سخاوت کی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور بخیلی ایک درخت ہے دوزخ میں جسنے
اس کی ٹہنی کو پکڑا یعنے بخل کیا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ اللہ کے راہ میں
خرچ کرنے سے بلا دفع ہو جاتی ہے **باب ہے فضیلت صدقہ کے بیان**

۱ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲
۲ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق کے پہلے فصل میں ہے ۱۲
۳ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲
۴ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق فصل ایضاً میں ہے ۱۲
۵ حدیث صحیح بخاری کی منقول ۱۲
۶ حدیث صحیح بخاری میں ہے ۱۲
۷ بخاری کی جلد ۱ میں ہے ۱۲
۸ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق کے پہلے فصل میں ہے ۱۲
۹ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق فصل ایضاً میں ہے ۱۲
۱۰ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق فصل ایضاً میں ہے ۱۲
۱۱ حدیث مشکوۃ کتاب الانفاق فصل ایضاً میں ہے ۱۲

میں نہیں[1] قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ صدقہ مگر مال حلال سے۔ جو شخص مال حلال سے
کھجور کے برابر کوئی چیز اللہ کے راہ میں خرچ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے داہنے
ہاتھ سے قبول کر لیتا ہے پھر پالتا ہے اس کو واسطے خیرات کرنے والے کے
جیسا کہ پالتا ہے آدمی بچھڑے اپنے کو یہانتک کہ ہوتا ہے ثواب صدقہ کا مثل پہاڑ
کی اور صدقہ دینے سے مال بڑھتا ہے۔ جو شخص[2] اللہ کے راہ میں دوہری چیز خرچ
کرے۔ مثلاً دو روپے یا دو غلام وغیرہ دے۔ تو بہشت کے سب دروازوں سے بلایا
جائیگا۔ اور جو شخص[3] کہ پوشیدہ صدقہ دیوے۔ یہانتک کہ بائیں کو معلوم نہو کہ داہنے
نے کیا خرچ کیا ہے۔ تو وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا
جو شخص ایک دن میں[4] روزہ بھی رکھے اور جنازہ کے ساتھ بھی جاوے اور کسی
مسکین کو اللہ کیواسطے کھانا بھی کھلاوے اور کسی مریض کی عیادت بھی کرے تو وہ
شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اپنے ہمسایوں کو ہدیہ بھیجے اگرچہ کھر بکری کا ہو
نیکی کی بات کہنی بھی[5] صدقہ ہے۔ اور زبان یا ہاتھ وغیرہ سے کسی کو ایذا نہ دینا
بھی صدقہ ہے۔ اور دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا بھی صدقہ ہے۔ اور
اچھی بات کہنی بھی صدقہ ہے۔ اور نماز کی طرف جانا ایک ایک قدم صدقہ ہے۔ اور
راہ سے کسی ایذا دینے والی چیز کو دور کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور بری چیز سے
منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جو شخص موافق ان تین سو
ساٹھ جوڑوں کی نیکیاں کرے یعنی مثلاً الحمد للہ تین سو ساٹھ بار کہے یا سبحان اللہ تین سو
ساٹھ بار کہے یا کچھ اور تو اس نے اپنی جان کو آگ سے نکال لیا۔ سبحان اللہ کہنا
بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی

[1] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۸۶ جلد ۲ میں ہے ۱۲
[2] حدیث صحیح مسلم کے صفحہ ۳۳۰ میں ہے ۱۲
[3] حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۱ میں ہے ۱۲
[4] حدیث صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۳۳ میں ہے ۱۲
[5] حدیث صحیح مشکوٰۃ کے باب فضل الصدقہ میں ہے ۱۲

صدقہ ہے۔ اور اونٹنی دودھ پینے کے واسطے کسی کو دینا بھی صدقہ ہے۔ اور
بکری دودھ پینے کے واسطے دینی بھی صدقہ ہے۔ جو کوئی درخت لگاوے یا کھیتی
بووے پس اگر کوئی انسان یا پرندہ یا چارپایہ اُس سے کھاوے۔ تو وہ بھی اس کے
واسطے صدقہ ہے۔ کتا وغیرہ چارپائے پیاسے کو پانی پلانا بھوکے کو دانہ گھاس
وغیرہ کھلانا بھی بہت ثواب رکھتا ہے کسی جاندار چارپائے وغیرہ کو باندھ
رکھنا اور اس کو کھانا پینا کچھ نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شخص کسی ایذا دینے
والے درخت کو راہ سے دُور کرے یا کسی اور موذی شے کو جیسے پتھر اور کانٹے
اور ہڈی وغیرہ راہ سے دُور کرے تو اس کے سبب سے بہشت میں داخل ہوگا۔ جو
شخص اللہ کے راہ میں کھانا کھلاوے اور لوگوں کو پکار کر سلام کہے اور اپنے
ناطہ داروں سے سلوک کرے اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھے ایسی حالت میں کہ لوگ
سوتے ہوں وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔
اور مرنے کے وقت سکرات موت اور شیطان کے وسوسے سے بچا لیتا ہے۔
اپنے بھائی کو کشادہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ اور ڈول کا پانی اپنے
بھائی کے دامن میں ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ اور بھولے کو راہ بتانا بھی صدقہ
ہے۔ اور اندھے کو راہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔ بہت افضل صدقہ کنواں کھودوانا
ہے۔ پانی کے واسطے یا جو مسلمان اپنے کسی بھائی ننگے کو کپڑا پہنا دے۔ تو
خدا تعالےٰ اس کو بہشت کا سبز لباس پہنا دے گا۔ اور جو
کوئی کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلاوے تو اللہ اسکو بہشت کی
میوے کھلائیگا اور جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاوے تو اللہ تعالےٰ

اس کو بہشت کی شراب پلاویگا جسپر مہر کی ہوئی ہے۔ فرض زکوٰۃ کے سوا مال میں اور بھی حق ہے۔ نمک اور پانی سے منع کرنا جائز نہیں ہے جو کوئی کسی زمین افتادہ کو آباد کرے تو اس کو ثواب ہے۔ اور جو جانور اس کی کھیتی سے کھاویں۔ وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اور صدقہ حرام مال سے قبول نہیں ہوتا بلکہ حلال مال سے قبول ہوتا ہے۔ جو آدمی دودھ دینے والا جانور کسی کو عاریتہ دودھ پینے کے واسطے دیوے یا اس کو روپے وغیرہ کچھ قرض دیوے یا بھولے یا اندھے کو راہ بتلاوے تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ جو شخص صدقے کو چھپا کر دیوے اس کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ قیامت کے دن صدقہ مومن کا اس کے واسطے سایہ ہوگا۔ صدقے کا ثواب کئی کئی حصے زیادہ ملیگا یعنی دس سے سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی اگر چاہے اللہ اور جو شخص پوشیدہ کر کے صدقہ دیتا ہے وہ ہوا سے بھی زیادہ سخی ہے۔

## باب ۲ بیان میں بہترین صدقہ کے

بہترین صدقہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے مطلق فقیر نہ ہو جاوے۔ بلکہ اپنے عیال کے واسطے قوت رکھ لے۔ آدمی اگر اپنے عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو اس کو اس میں بھی ثواب ملتا ہے۔ جو شخص ایک دینار اللہ کے راہ یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرے اور ایک دینار غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے۔ اور ایک دینار کسی مسکین پر خرچ کرے تو ان سب دیناروں میں بہت بڑا ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے اہل عیال پر خرچ کرے۔ اور افضل صدقہ وہ ہے۔ جو تنگدستی کے وقت خرچ کرے۔ اور اول اپنے عیال پر خرچ کرے۔ بعد اس کے اوروں پر۔ جس عورت کا خاوند مسکین ہو اگر وہ صدقہ اور زکوٰۃ

۱ یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۲ میں ہے ۱۲

۲ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم کے باب افضل الصدقہ میں ہے ۱۲

۳ یہ حدیث صحیح مسلم کے جلد اول کے صفحہ ۲۲۲ میں ہے ۱۲

۴ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب افضل الصدقہ کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

۵ یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۵۸۱ میں ہے ۱۲ منہ

اپنے خاوند کو دے تو جائز ہے بلکہ اس میں دوہرا ثواب ہے جس ہمسایہ کی دیوار قریب ہو دور والے سے اس کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ جب آدمی شوربا پکاوے تو کچھ اس میں سے اپنے ہمسایہ کو بھی دیوے۔ اپنے قرابتی کو صدقہ دینے میں غریب مسکین سے دوہرا ثواب ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کے بدلہ میں اس کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیئے۔ اور اگر بدلہ نہ دے سکے تو اس کے حق میں دعا کرے یہ بھی اس کا بدلہ ہے۔ جو کوئی دعوت کرے تو قبول کرنا سنت ہے یعنی اگر کوئی مانع حسی یا شرعی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ جل شانہٗ کے اسم مبارک کے ساتھ سوائے بہشت کے اور کوئی چیز مانگنی نہیں چاہیئے یعنی یہ نہ کہو کہ مجھکو اللہ کے واسطے کوئی چیز دے اور افضل صدقہ وہ ہے جو بھوکے کو کھلایا جاوے۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے کوئی چیز خدا کے راہ میں خرچ ایسی حالت میں کہ اسراف نہ کرے تو اس میں اس کو بھی ثواب ہے۔ اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ہوتا ہے۔ اور دینے والے خادم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے جب کہ اپنے مالک کے اذن سے خرچ کرے۔ صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ عورت اپنے خاوند کے مال سے بغیر اجازت اس کی کے خرچ نہ کرے **باب ہے**، اس شخص کے بیان میں کہ دیئے ہوئے صدقہ کو نہ پھیر لیوے۔ اپنے صدقہ دیئے ہوئے کو مول لینا جائز نہیں ہے۔ اپنے صدقے دیئے ہوئے میں رجوع کرنیوالا مانند کتے کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ صدقے کا مال اگر میراث کی وجہ سے ہاتھ آوے تو اس کا لے لینا جائز ہے **باب ہے** روزے کے بیان میں فائدہ روزے کا معنی بند رہنا ہے کھانے پینے اور جماع کرنے سے اور کوئی چیز بدن کے اندر

داخل کرنے سے کہ اس کو حکم اندر کا ہے فجر سے آفتاب کے غروب ہونے تک ساتھ
نیت کے اور رمضان کے روزے بندوں پر فرض ہیں باب ہے بیان میں فضیلت مہینے
رمضان کی۔ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے
جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطان قید کئے جاتے
ہیں۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ بہشت میں ایک
دروازہ ہے اُس کا نام ریان ہے۔ روزہ رکھنے والوں کے سوا اس میں اور کوئی
داخل نہیں ہوگا۔ جو ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے ایمان سے تو اس کے
پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جو کھڑا ہو یعنی نماز پڑھے رمضان کی راتوں
میں ایمان سے اور واسطے طلب کرنے ثواب کے تو اس کے پہلے گناہ سب بخشے جاتے
ہیں۔ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور وہی اس کا ثواب دیگا یعنی اس کا ثواب اس قدر
بیشمار ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک
خوشی وقت کھولنے روزے کے اور ایک خوشی وقت ملاقات کے پروردگار اپنے
سے۔ روزے دار کے منہ کی بو البتہ خوشتر ہے نزدیک اللہ کے مشک کی خوشبو
سے۔ روزہ ڈھال ہے یعنی اس کے سبب سے آدمی شر شیطان سے
بچتا ہے۔ ہر رات میں رمضان کے کئی آدمی دوزخ سے آزاد کئے جاتے
ہیں۔ رمضان کے مہینے میں ایک رات ہے۔ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار
مہینوں سے یعنی اس میں عمل کرنا بہتر ہے۔ اور افضل ہے عمل کرنے سے
ہزار مہینوں سے جو کوئی اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ ہر بھلائی سے
محروم رہا۔ یعنی کامل ثواب سے محروم رہا۔ رمضان کا روزہ قیامت کے

دن روزہ رکھنے والے کی شفاعت کریگا۔ رمضان میں[1] جو نفل پڑھے تو اس کو ایسا ثواب
ہوتا ہے جیسے اور دنوں میں فرض کا۔ اور جس نے رمضان میں ایک فرض ادا کیا تو ہوتا ہے ثواب
اس کا مثل اس کے کہ ادا کئے ستر فرض غیر رمضان میں۔ رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ اور
صبر کا ثواب بہشت ہے۔ رمضان[2] کے مہینے میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے
رمضان کے اول[3] میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اسکے درمیان میں بخشش ہوتی ہے
یعنی وہ زمانہ بخشش کا ہے کہ اس میں مومنوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور آخر
میں اس کی آزادی ہے آگ سے جس آدمی نے رمضان میں اپنی لونڈی اور غلام سے
بوجھ ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں[4]
قیدیوں کو رہا کر دینا واجب ہے۔ اور سائل کو دینا واجب ہے ہر سال ہر آئندہ سال[5]
تک بہشت کو زینت کیا جاتا ہے واسطے آمد رمضان کے۔ جب رمضان کا پہلا
دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے ہوا چلتی ہے بہشت کے پتوں سے حور عین کے
سر پر پس حوریں کہتی ہیں اے رب ہمارے گردان ہمارے لئے اپنی بندوں سے
خاوند ٹھنڈی ہوں آنکھیں ہماری ساتھ انکے اور ٹھنڈی ہوں آنکھیں انکی ساتھ
ہمارے۔ رمضان کی آخر رات میں حضرت کی امت کیواسطے بخشش کیجاتی
ہے۔ یعنی جو کہ روزہ دار ہیں

## باب ہے بیان میں دیکھنے چاند رمضان کے

اور کیفیت رمضان کے۔ اول شعبان سے مہینے کے دن گنے جاویں تا رمضان
کا آنا معلوم ہو جائے۔ جب آدھا مہینہ شعبان کا گذر جاوے۔ تو
بعد اس کے کوئی روزہ نفل وغیرہ نہ رکھے۔ یعنے اس واسطے کہ
رمضان میں ضعیف نہ ہو جاوے۔ رمضان سے پہلے ایکدن یا دو دن

[1] یہ حدیث بھی مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[2] یہ حدیث بھی مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[3] یہ بھی مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[4] یہ حدیث مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[5] یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشکوٰۃ کے باب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[6] یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کے فصل تیسرے میں ہے ۱۲
[7] یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکوٰۃ کے باب [illegible] ۱۲

روزہ نہ رکھے۔ شک کے دن میں یعنی تیسویں شب شعبان کو بسبب ابر وغیرہ کے اگر چاند نظر نہ آوے تو اس دن روزہ نہ رکھے۔ اس لئے کہ اس میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے۔ ایک سال میں دو مہینہ رمضان کا اور ذی الحجہ کا ناقص یعنی نہیں انتیس کا نہیں ہوتے ہیں جب رمضان کا چاند دیکھے تو روزہ رکھے۔ اور شوال کا چاند دیکھے تو افطار کر دے۔ اگر شعبان کی انتیسویں کو چاند نظر آجاوے۔ تو اُسی دن سے روزہ رکھنا شروع کرے۔ اور اگر اس شب کو بسبب ابر کے چاند نظر نہ آوے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ شروع کرے اور رمضان کے چاند دیکھنے میں ایک آدمی کی گواہی مقبول ہے یعنی عادل ہو یا مستور الحال ہو روزہ رکھنے کی مدار چاند کے دیکھنے پر ہے۔ اس کے چھوٹے بڑے ہونیکا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ جس دن روزہ رکھنا ہو اس کی شب کو صبح صادق سے اول نیت روزہ کی کرے۔ یعنی یہ کہ میں صبح کو روزہ رکھوں گا۔ اگر شب سے روزہ کی نیت نہیں کریگا۔ تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور سحری کھاوے یعنی اگرچہ ہو ایک گھونٹ پانی کا۔ اس لئے کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ یعنی بہت بڑا ثواب ہوتا ہے۔ اور روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ سحری کے وقت کھجوریں کھانی سنت ہیں۔ اگر صبح صادق سے پہلے اذان ہو جائے۔ تو اس کے بعد کچھ کھانا پینا جائز ہے۔ جب تک کہ صبح صادق ظاہر نہ ہو جائے ف سحر کہتے ہیں رات کے اخیر چھٹے حصہ کو اور سحور کہتے ہیں۔ آخر شب کے کھانے پینے کو۔ اہل کتاب کے روزے اور اہل اسلام کے روزے کے درمیان میں فرق سحری کھانا ہے پھر صبح صادق

کے وقت سے روزہ شروع کرے۔ پھر تمام دن غروب آفتاب تک روزہ رکھے رہے۔ اور روزے کے توڑنے والے اور مکروہ کرنے والی چیزوں سے جن کا بیان آگے آتا ہے بچتا رہے

## باب ہے بیان میں پاک رکھنے روزے کے اور ان

چیزوں کے جن سے روزہ جاتا رہتا ہے اور جن سے روزہ نہیں جاتا ہے۔ روزے میں زبان سے فحش بات نہ کہے اور بیہودہ بات نہ بکے اور بلند آواز سے شور نہ کرے۔ اگر کوئی روزے دار کو گالی دیوے تو وہ گالی کے بدلے گالی نہ دیوے بلکہ اس کے جواب میں یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور شخص روزے میں باطل بولنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں ہے یعنی اس کے روزے کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے۔ سنگی پچھوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ روزہ دار کو اپنی بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ روزہ دار کو اپنی بیوی کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے۔ مگر جوان آدمی کو جو اپنی شہوت پر قادر نہ ہو اپنی بیوی کے بدن سے بدن لگانا منع ہے۔ روزے دار اگر جنبی ہو جاوے رمضان کی رات میں تو بعد صبح صادق کے اس کو غسل کرنا جائز ہے۔ جو شخص روزے میں بھولکر کھا لیوے یا کچھ پی جاوے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے وہ اپنے روزے کو پورا کرے اس لئے کہ اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جو شخص روزے میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کچھ کھجوریں یا جو کھانا میسر ہووے اپنی اہل عیال کو

کھلا دیوے اسی میں اس کے ذمہ سے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ جو کوئی روزے میں قے کرے یعنی آپ سے آجاوے۔ تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ اور جو جانکر قے کراوے تو اسپر روزے کی قضا آتی ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ روزے میں گرمی کیواسطے یا پیاس کے سبب سے اپنے سر پر پانی ڈالنا ٹھنڈک کے واسطے منع نہیں ہے۔ روزے میں مسواک کرنا جائز ہے ہر حالت میں۔ جو شخص کہ رمضان کا ایک روزہ بھی افطار کرے بغیر کسی رخصت اور بیماری کے تو نہیں بدلہ اوتارتا ہے اُسکے روزہ رکھنا تمام عمر کا بہت روزے دار ہیں۔ کہ نہیں حاصل ہوتا ہے ان کو روزے سے مگر بیا سا رہنا۔ احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں جاتا ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ روزہ میں آنکھ میں سرمہ ڈالنا جائز ہے۔ روزہ میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرے پانی کی کلی کرکے۔ اس کی تھوک نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے یہ تابعی کا قول ہے

**باب** بیان میں روزہ افطار کرنے کے۔ روزہ دار اپنے روزے کو ان توڑنے والی چیزوں سے جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے بچا کر تمام دن پورا کرے جب آفتاب غروب ہو جاوے۔ اور مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہو تو روزہ افطار کرے۔ اور روزہ جلدی افطار کرنے میں بہتری ہے۔ جو شخص روزہ جلدی افطار کرے یعنی جب چھپنے آفتاب کے مطلق دیر نہ کرے تو وہ اللہ کو بہت پیارا ہے جبتک لوگ افطار میں جلدی کرینگے۔ تب تک اُن کا دین غالب رہیگا۔ مغرب کی نماز سے پہلے روزہ افطار کرے۔ جب روزہ افطار کرے تو وتر کھجوروں کے ساتھ افطار کرے۔ اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو سوکھی کھجوروں کے ساتھ ہی

افطار کرلیوے۔ اگر وہ بھی میسر نہ ہوں تو پانی کے چند چلو کے ساتھ ہی افطار کرلیوے اس لئے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ جب[1] روزہ افطار کرے تو اُس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یا الٰہی تیرے ہی لئے روزہ رکھا تھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا میں نے۔ اور یہ بھی کہے ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی پیاس دور ہوگئی۔ اور تر ہوگئیں رگیں اور ثواب ثابت ہوا اگر چاہا اللہ نے

## باب ہے بیان میں فضیلت روزہ افطار کرانیکی

جو شخص[2] کسی کا روزہ افطار کروا دے تو اس کو ثواب روزہ دار کی مانند ہوتا ہے جو شخص[3] کسی کا روزہ رمضان میں کھولوا دے ایک گھونٹ لسی سے یا ایک گھونٹ پانی سے یا ایک کھجور سے تو وہ آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جو آدمی روزیدار کا پیٹ بھر دیگا۔ اس کو خدا تعالیٰ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض سے شراب پلا دیگا۔ کہ اس کے ساتھ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہانتک کہ بہشت میں داخل ہو۔ روزے میں وصال[4] کرنا منع ہے۔ فائدہ وصال اس کو کہتے ہیں کہ دو یا زیادہ روزے رکھے۔ اور درمیان میں افطار نہ کرے اور نہ کچھ کھائے نہ پیوے

## باب ہے بیان میں روزہ

مسافر کے۔ سفر میں[5] روزہ رکھنا اور افطار کرنا دونوں جائز ہیں خواہ رکھ لیوے خواہ افطار کردے مگر افطار اولیٰ ہے۔ سفر میں روزہ رکھنے سے اگر آدمی کو گرمی کے سبب سے ایسا ضعف[6] لاحق ہو جاوے جسکے سبب سے گر پڑے۔ اور لائق کاروبار کے نہ رہے تو ایسی حالت میں روزہ افطار کرنا افضل ہے بلکہ ایسی حالت میں روزہ رکھنے سے

[1] یہ حدیث معاذ رض کی بھی مشکوٰۃ کے باب الافطار میں ہے ۱۲

[2] یہ حدیث زید بن خالد رض کی باب الدعوۃ الطعام کے بعد کے باب میں ہے ۱۲

[3] یہ حدیث سلمان فارسی کی مشکوٰۃ کے باب منزلۃ الصوم کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

[4] یہ حدیث ابن عمر رض کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۶۲ میں ہے ۱۲

[5] یہ حدیث انس رض کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۶۰ میں ہے ۱۲

[6] یہ حدیث عبداللہ رض کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۶۱ میں ہے ۱۲

آدمی بڑا گنہگار ہوتا ہے۔ مسافر پر اور بچے پر اور دودھ پلانے والی اور حملدار عورت پر روزہ واجب نہیں بلکہ جب یہ عذر رفع ہو جاوے۔ تو اس وقت قضا کر کے رکھے۔ حضر میں اگر افطار کے ساتھ لشکر کو قوت ہو تو افطار جائز ہے ف رمضان کا روزہ جو افطار کر ڈالے تو اس کے لئے تین حکم ہیں۔ اگر بھول کر افطار کرے تو نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ اور اگر قصداً ہو بغیر عذر کے تو کفارہ دینا آتا ہے۔ اور اگر ساتھ عذر کے ہو مانند سفر اور مرض وغیرہ کے تو اس میں قضا ہے۔ جب عذر رفع ہو جاوے تو اس وقت روزے قضا کر کے رکھے۔ حیض والی عورت حیض کے دنوں میں روزہ نہ رکھے۔ جب حیض سے فارغ ہووے۔ تو قضا کر کے رکھ لیوے۔ میت کی طرف سے روزہ قضا کر کے رکھنا وارث کو جائز ہے۔ اور جو شخص شیخ فانی ہو یعنی بہت بوڑھا ہو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو اس کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو کھانا کھلایا کرے۔ اس پر قضا نہیں آتی ہے

## باب ہے بیان

میں روزہ نفلی کے۔ روزہ جسم کی زکوۃ ہے یعنی بدن کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ ہر مہینے میں کچھ کچھ نفلی روزے رکھنے بہتر ہیں نفلی روزوں میں سب سے بہترین روزے مہینے محرم کے ہیں یعنی عاشورے کے روزے کو سب نفلی روزوں پر فضیلت ہے۔ عاشورے کی نانویں کو بھی روزہ رکھنا ثواب ہے رجب میں روزہ رکھنا منع ہے۔ رمضان کے ساتھ جو شخص شوال کے چھ روزے رکھے اس کو صیام دہر کا ثواب ملتا ہے۔ عمر کا روزہ جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ اس پر زیادتی نہ کرے۔ کہ مثلاً دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ جو شخص رمضان

سے لیکر دوسرے رمضان تک ہر مہینے میں تین تین روزے رکھے تو اسکو ثواب ہمیشہ
کے روزے کا ہوتا ہے۔ یعنی ثواب ان کا ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکھنے کا۔
جو شخص عرفہ کے دن یعنی مہینے ذی الحجہ کی نانویں کے دن روزہ رکھے تو اس کے ایک
سال پہلے اور ایک سال پچھلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر جو حج کرنیوالا ہو
وہ اس دن روزہ نہ رکھے کہ منع ہے۔ اور جو شخص کہ عاشورے کے دن روزہ رکھے
تو اس کے پہلے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پیر کے دن کا روزہ رکھنا
مستحب ہے۔ عید فطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اور تشریق کے دنوں
میں یعنی عید قربانی کے دن کے پیچھے گیارہویں۔ بارہویں تیرہویں کے دن
بھی روزہ رکھنا منع ہے۔ تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر رکھے تو اس
کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے بھی رکھے۔ یا جس شخص کی عادت ہو روزہ
رکھنے کی۔ یعنی مثلاً اس کی عادت تھی کہ دسویں یا گیارہویں ہر ماہ کو روزہ
رکھا کرتا تھا۔ اس دن میں اتفاقاً جمعہ آپڑا تو اس کو جمعہ کا روزہ تنہا رکھنا جائز
ہے۔ جو شخص خدا کے راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر برس
کی مسافت کے مقدار آگ سے دور کر دیگا۔ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ
رکھنا بہت ثواب ہے۔ اس لئے کہ ان میں ہر مسلمان کو بخشا جاتا ہے مگر جو دو
آدمی آپس میں لڑے ہوئے ہوں اور ہفتے اور اتوار کو روزہ رکھنا بھی آیا ہے
اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص خدا کے راہ میں ایک دن روزہ رکھے۔ تو اس
کے اور آگ کے درمیان اللہ تعالےٰ ایک خندق بناتا ہے۔ جیسے کہ
درمیان آسمان اور زمین کے۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ جو کوئی ایک روزہ

۱ صحیح مسلم کے ج ۱ کے صفحہ ۳۶۰ میں ہے ۱۲
۲ یہ حدیث ابوہریرہ رض کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۶۶ میں ہے ۱۲
۳ یہ حدیث مشکوٰۃ کی باب الصیام التطوع کے پہلے فصل میں ہے
۴ یہ حدیث ابو سعید خدری کی ہے صحیح مسلم ج ۱ کے صفحہ ۳۶۰ میں ہے
۵ یہ حدیث ابوہریرہ کی ہے مشکوٰۃ کے باب الصیام التطوع کے پہلے فصل میں ہے
۶ یہ حدیث ابوہریرہ کی ہے مشکوٰۃ کے باب الصیام التطوع کے پہلے فصل میں ہے ۱۲
۷ یہ حدیث ابوہریرہ کی ہے مشکوٰۃ کے باب الصیام التطوع کے پہلے فصل میں ہے ۱۲

اللہ کی رضامندی چاہنے کے لئے رکھتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ دُور رکھتا ہے دوزخ کی آگ سے مانند دُوری کوے اُڑتے ہوئے کی کہ وہ بچہ ہوا اور بوڑھا ہو جائے یعنی اگر کوا ابتدا سے اخیر عمر تک اُڑتا رہے۔ تو کس قدر مسافت طے کریگا۔ اتنی مسافت وہ آدمی دوزخ سے دور ہو جاتا ہے۔ ایام بیض یعنی چاندنی راتوں کے دنوں میں تین روزے رکھنے سنت ہیں یعنی تیرہویں اور چودہویں اور پندرہویں **ف** بیض کے دن اُن کو اس لئے کہتے ہیں کہ اُن کے روزے گناہوں کو دُور کرتے اور دلوں کو روشن کرتے ہیں۔ روزیدار کا سونا بھی عبادت ہے۔ اور اس کا چپ رہنا تسبیح ہے۔ اور عمل اس کا دُگنا ہے۔ اور دعا اس کی مقبول ہے۔ جو کوئی اللہ کی رضامندی چاہنے کیواسطے روزہ رکھتا ہے اللہ اس کے جسم کو تندرست کر دیتا ہے۔ جو کوئی نفلی روزے رکھے اس پر کوئی مطلع نہ ہو تو اس کا بدلہ سوا بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے روزیدار کو ایسی چیزیں کھانے کو ملیں گی جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھی اور نہ کبھی کان نے سنی ہوں۔ اور نہ کبھی دل میں گذری ہوں یعنی بہشت میں

## باب بیان میں متعلقات روزے کے

نفلی روزے کا افطار کرنا بغیر کسی عذر کے جائز ہے۔ اور نہیں واجب ہے۔ اس کا قضا کرنا۔ جب کوئی روزے دار کی دعوت کرے تو کہے کہ میں روزیدار ہوں۔ روزیدار کے پاس جب طعام کھایا جاتا ہے (یعنی اس کا دل بھی کھانے کی رغبت کرتا ہے) تو اس پر فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ یہانتک کہ فارغ ہوں کھانے والے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ اس کی ہڈیاں تسبیح کہتی ہیں۔ اور فرشتے اس کے واسطے بخشش چاہتے ہیں۔

باب ۷ بیان میں فضیلت لیلۃ القدر کے اور اس کے وقتوں کے بیان میں

لیلۃ القدر کی رات میں عمل کرنے کا اس قدر ثواب ہوتا ہے جس قدر کہ ہزار مہینے میں عمل کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ لیلۃ القدر رمضان کے اخیر دہاکھے میں ہے طاق راتوں میں یعنی اکیس شب یا تئیس یا پچیس یا ستائیس یا انتیس شب میں اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ اور لیلۃ القدر کی نشانی یہ ہے۔ کہ جس رات لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اُس دن صبح کو آفتاب کی روشنی نہیں ہوتی ہے۔ ماہ رمضان کے اخیر عشرہ میں عبادت میں بہت کوشش کرے اور عورتوں سے علیحدہ رہے اور اپنے اہل کو جگا دے اور تمام رات یا بعض رات جاگتا رہے۔ جو کوئی لیلۃ القدر کو پاوے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ جس رات لیلۃ القدر ہوتی ہے اس رات جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں آسمان سے اُترتے ہیں۔ ہر بندہ کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ کو یاد کرتا ہو پس جب عید کا دن ہوتا ہے تو فخر کرتا ہے بسبب اُنکے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے یعنی ان فرشتوں سے جنہوں نے بنی آدم میں طعن کیا تھا۔ پس فرماتا ہے اے فرشتو میرے کیا ہے بدلہ اس شخص کا کہ جس نے پورا کیا عمل اپنا تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے بدلہ اس کا یہ ہے کہ پوری دیجاوے مزدوری اس کے عمل کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو میرے غلاموں میرے اور لونڈیوں میرے نے ادا کیا ہے فرض میرا کہ تھا ان پر یعنے روزہ۔ پھر نکلے گھروں سے طرف عیدگاہ کی چلاتے ہوئے ساتھ

دعا کے قسم ہے مجھکو اپنی عزت کی اور اپنی بزرگی کی اور اپنی بخشش کی اور اپنی بلند قدر کی۔ اور بلندی مرتبہ اپنے کی البتہ قبول کروں گا میں دعا ان کی پس فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر جاؤ یعنی طرف گھروں اپنے کی تحقیق بخشا مینے تم کو اور بدل دیں مینے برائیاں تمہاری ساتھ نیکیوں کے لکھی گئی بدلے ہر برائی تمہاری کے نیکی نامہ اعمال میں۔ پھر پھرتے ہیں وہ لوگ اس حالت میں کہ بخشش کیجاتی ہے واسطے اُن کے

**باب** ہے بیان میں اعتکاف کے **ف** اعتکاف کا معنی شرع میں ٹھیرنا ہے بیچ مسجد جماعت کے ساتھ نیت اعتکاف کے۔ اور نیت معتبر ہے مسلمان عاقل طاہر کی جنابت سے اور حیض و نفاس سے اور اخیر عشرہ رمضان کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے اس لئے کہ حضرت ہمیشہ اعتکاف کرتے تھے۔ اعتکاف کرنیوالا گناہوں سے بند رہتا ہے اور جن نیکیوں سے باز رہتا ہے بسبب اعتکاف کے اُن نیکیوں کا ثواب بھی اس کو ہمیشہ ملتا ہے۔ جب اعتکاف کا ارادہ کرے تو جماعت کی مسجد میں کوئی جگہ الگ اپنے واسطے مقرر کرکے وہاں اپنا خیمہ کھڑا کرے اور اس کے اندر بچھونا بچھاوے یا وہاں کوئی چارپائی رکھوالے اور صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے اور مسجد سے نہ نکلے۔ مگر اس کام کے لئے جس سے کوئی چارہ نہ ہو یعنے پائخانہ یا پیشاب وغیرہ۔ اور کسی بیمار کے پوچھنے کے واسطے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ مگر سیدھے راہ چلے جائے اگر کسی بیمار کو پوچھے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ نہ ٹھیرے اور نہ میل کرے راہ سے۔ اور نہ حاضر ہووے واسطے جنازہ کے یعنی مسجد سے باہر نہ نکلے

اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے۔ اعتکاف کرنیوالے
کو اپنی بیوی کے ساتھ معانقہ کرنا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔ اعتکاف
کرنیوالا اگر اپنے کسی عضو کو مسجد سے باہر نکالے تو جائز ہے۔ اعتکاف
والے آدمی کو مسجد سے اپنا سر باہر نکال کر اپنی عورت سے کنگھی کروانا
جائز ہے اور دھلوانا بھی جائز ہے **ف** اعتکاف خواہ دس دن بیٹھے
خواہ بیس دن بیٹھے دونوں طرح جائز ہے۔ عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو
جماعت کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ اپنے گھر کی مسجد میں اس کو اعتکاف کرنا
جائز نہیں ہے۔ مستحاضہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے اگر اعتکاف
کی نذر مانے تو اس کا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی حالت کفر میں اعتکاف
کی نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اعتکاف
میں روزہ شرط ہے بغیر روزہ کے اعتکاف صحیح نہیں ہے

## مسائل حج کا بیان۔ باب ۳

بیان میں فضیلت حج اور عمرہ کے۔ حج فرض ہے تمام عمر میں
ایک بار۔ اور جو زیادہ کرے پس وہ نفل ہے۔ منکر اس کا کافر ہے۔ اور
تارک اس کا باوجود قدرت کے بھی کافر ہے۔ جو شخص کہ حج کرے واسطے
اللہ کے پس نہ صحبت کرے اپنی بیوی سے اور نہ کوئی گناہ کرے تو پھرتا ہے
یعنی حج سے مانند اس دن کی کہ جنا اس کو ماں اس کی نے یعنے سب گناہوں سے
پاک ہو جاتا ہے۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ اور اوتار ہے
واسطے ان گناہوں کے کہ درمیان ان دونوں کے ہیں۔ اور مقبول
حج کا بدلہ سوا بہشت کے اور کچھ نہیں ہے۔ رمضان میں عمرہ کرنا

حج کے برابر ہے۔ حج اور عمرہ پے در پے کرنا فقر اور گناہوں کو دور کر دیتا ہے جیسے کہ دور کر دیتی ہے بھٹی میل لوہے کی اور سونے اور رُپے کی جو شخص کہ احرام باندھے حج یا عمرہ کا بیت المقدس سے مکہ تک تو بخشے جاتے ہیں واسطے اس کے وہ گناہ کہ پہلے کئے اور وہ گناہ کہ پیچھے کریگا۔ اور واجب ہوتی ہے اُسکے لئے بہشت حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے تو قبول کرتا ہے دعا انکی۔ اور اگر بخشش چاہتے ہیں اُس سے تو بخشتا ہے واسطے اُنکے۔ جب کوئی حج کرنیوالے سے ملاقات کرے تو اسپر سلام کہے اور اسکے ساتھ مصافحہ کرے اور اس سے اپنی حق میں دعا کرا دے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس لئے کہ حاجی بخشش کیا گیا ہے۔ جو شخص کہ حج یا عمرے کے ارادے سے نکلا اور راہ میں مر گیا تو اسکے واسطے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ جو عورت حج کرے اس کو جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ بہت افضل حج وہ ہے کہ جس میں آواز بلند کے ساتھ لبیک کہی جائے اور خون بہایا جائے یعنی قربانی یا ہدی

**باب** ہے بیان میں عذاب اس شخص کے جو باوجود قدرت کے حج نہ کرے۔ جو شخص کہ نہ منع کیا ہو اس کو حج سے حاجت ظاہری نے کہ نہ ہو توشے اور سواری کا ہے یا کسی بادشاہ ظالم نے یا بیماری بند کرنے والی نے پس مر جاوے اور حج نہ کرے تو مریگا یہودی یا نصرانی ہو کر۔ جو شخص کہ حج واجب ہونے کے بعد حج نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ جو شخص کہ حج کا ارادہ رکھتا ہو پس چاہیئے کہ جلدی کرے اور دیر نہ کرے

**باب** ہے بیان میں اس چیز کے کہ حج کو واجب کرتی ہے۔ جس شخص کے پاس زاد راہ یعنی اس قدر خرچ ہو

کہ آتے جاتے اس کو اور اس کے عیال کو کفایت کرے اور راحلہ یعنی سواری ہو
کہ اس پر سوار ہو کر جاوے تو اس پر حج کرنا فرض ہے۔ اور بعد اس کے خواہ
سوار ہو خواہ پیادہ ہو دونوں طرح جائز ہے۔ اور جائز ہے ایک دوسرے کے پیچھے
سوار ہونا حج میں۔ جب حج کو جاوے تو اپنے ساتھ راہ کا خرچ لے لیوے۔
مانگتا کھاتا نہ جائے۔ اس لئے کہ سوال سے بچنا بہت بہتر ہے۔ عورت پر باوجود
خرچ راہ کے اور سواری کے بھی حج فرض نہیں۔ جب تک کہ اس کا کوئی محرم یا خاوند
اس کے ہمراہ نہ ہو۔ جو شخص کہ حج کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور نہ سواری کی یعنی
نہایت بوڑھا ہو سواری پر بھی بیٹھ کر حج کے ارکان کو بجا نہ لا سکتا ہو اس کی
طرف سے نائب ہو کر حج کرنا جائز ہے۔ جس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہو دوسرے
کی طرف سے اس کو حج کرنا جائز نہیں ہے۔ میت کی طرف سے وارث کو حج
کرنا جائز ہے۔ لڑکے نابالغ کا حج کرنا صحیح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے۔ بعد
احرام کے افعال حج کے اس پر لازم ہو جاتے ہیں۔ اور جب بالغ ہووے
تو دوسرا حج کرے۔ اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اس پر
دوسرا حج کرنا واجب ہے۔

## باب ہے بیان میں ان جگہوں کے جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے

مدینہ والوں کے لئے جگہ احرام باندھنے کی ذوالحلیفہ ہے
اور شام والوں کے لئے جحفہ ہے۔ اور نجد والوں کے لئے قرن منازل ہے اور یمن
والوں کے لئے یلملم ہے۔ اور احرام باندھنے کی جگہ عراق والوں کی ذات عرق
ف ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے چھ کوس مدینے سے اور دس منزل ہے مکہ سے
اور نجد اہل یمن کہتے ہیں بلند زمین کو اور اب ہے نام شہروں کا تہامہ سے عراق تک

اور قرن منازل بھی ایک جگہ کا نام ہے قریب طائف کے۔ اور یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے دو منزل مکّہ سے۔ اور ذات عرق بھی ایک جگہ کا نام ہے دو منزل مکّہ سے۔ اور جحفہ بھی ایک جگہ کا نام ہے یہ جگہیں احرام باندھنے کی ہیں۔ اُن شہروانوں کے لئے کہ مذکور ہوئے۔ اور انکے لئے جو کہ گذریں ان جگہوں پر سوا ان کے سے یعنے مثلاً اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں۔ اور اسی طرح سے اور سب شہروں کا حال ہے۔ جبکہ احرام کی جگہ پر آویں تو وہیں سے احرام باندھیں جو شخص کہ حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو جب ان جگہوں پر پہنچے تو احرام باندھ لیوے۔ بغیر احرام کے ان جگہوں کے آگے بڑھنا اس کو جائز نہیں ہے۔ اور جو کوئی حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یعنی کسی کام تجارت کے واسطے مکے میں جانا چاہے تو اس کے واسطے ان جگہوں سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ ان احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو۔ وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھے۔ اس کو ان جگہوں پر احرام باندھنے کیواسطے جانا ضروری نہیں ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس جس قدر مکّے سے قریب ہو جاوے اور احرام کی جگہ سے اندر ہو پس وہ شخص وہیں سے احرام باندھے جہاں رہتا ہے۔ اپنے گھر سے مکّہ کی طرف آگے بڑھکر احرام باندھنا اس کو جائز نہیں ہے اور مکّے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ خود مکّہ ہے۔ وہ حج کا احرام نفس مکّہ سے باندھیں مکّے میں رہنے والا اگر عمرہ کرنا

یہ حدیث یعنی عمرہ کا مضمون ہے جو صحیح بخاری کے صفحہ ۲۳۹ میں ہے

چاہے تو حرم سے باہر نکل کر احرام باندھے اس کو مکہ سے احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ عین میقات پر رہتا ہو وہ بھی اپنے گھر ہی سے احرام باندھے۔ اور اگر احرام باندھنے کی جگہوں سے پہلے ہی احرام باندھ لیوے تو جائز ہے

**باب** بیان میں کیفیت احرام باندھنے اور لبیک کہنے کی۔ **ف** احرام کو احرام اس لئے کہتے ہیں کہ کتنی چیزیں احرام باندھنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بیان ان کا آگے آئیگا۔ جو شخص کہ حج کا ارادہ رکھتا ہو جب میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ میں پہنچے تو اول غسل کرے اور مشک وغیرہ خوشبو کو جو میسر ہو اپنے سر پر لگاوے۔ اگر خوشبو پہلے احرام کے لگاوے اور بعد احرام کے اس کا اثر سر یا بدن میں باقی رہے تو کچھ نقصان نہیں ہے اور سیا ہوا کپڑا بدن سے اتار ڈالے اور فقط ایک تہ بند باندھے اور چادر اوڑھے اور گوندیا خطمی وغیرہ کو اپنے سر میں ڈالے تاکہ بال سر کے آپس میں ملکر جم جاویں۔ اور غبار و جوؤں سے محفوظ رہیں۔ اور دو رکعتیں نفل کہ سنت احرام کی ہیں پڑھے۔ اور بعد اس کے اسی جگہ میں یعنی جس جگہ میں کہ نماز پڑھی ہو احرام باندھے۔ یعنی نیت احرام کی کرے دل میں اس طور سے کہ میں نے احرام باندھ لیا ہے اور قبلہ کی طرف متوجہ کر کے لبیک کہے۔ پھر اگر فقط حج کی نیت ہو تو حج کے لئے چلا کر لبیک کہے یعنی کہے لَبَّیْکَ بِحَجٍّ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں ساتھ حج کے۔ اور اگر تمتع کی نیت ہو تو اس طرح سے چلا کر کہے لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں ساتھ عمرہ کے۔ اور اگر قران کی نیت ہو تو یوں چلا کر

کہے۔ لَبَّیْکَ بِحَجٍّ وَّعُمْرَۃٍ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں ساتھ حج اور عمرہ کے اور ساتھ اس کے بلند آواز سے یہ بھی کہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں یا الٰہی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں تیری خدمت میں نہیں کوئی شریک تیرا حاضر ہوں میں تیری خدمت میں تحقیق سب تعریف اور نعمت واسطے تیرے ہے اور بادشاہی نہیں کوئی شریک واسطے تیرے۔ اور مستحب یہ ہے کہ اس لبیک پر کوئی کلمہ زیادہ نہ کرے اور مستحب ہے کہ ہر بار تین تین دفعہ لبیک ہے۔ اور جس وقت کسی بلند جگہ پر چڑھے تو اس وقت بھی لبیک کہے وعلیٰ ہذا القیاس تمام راہ میں اسی طرح سے لبیک بآواز بلند کہتا جاوے۔ اور جب کبھی لبیک کہکر فارغ ہووے تو اللہ تعالیٰ سے خوشنودی اس کی اور جنت اور طلب معافی کی دعا کرے۔ ساتھ رحمت اس کی کے آگ سے۔ اور اسی طرح ہمیشہ لبیک کہتا رہے یعنی تمام راہ بھی اور دوسری تمام جگہوں میں بھی چلتے پھرتے کہتا رہے۔ یہانتک کہ قربانی کے دن عقبہ پہاڑی کو کنکر مارنے شروع کرے یا طواف اضافہ یعنی طواف زیارت کرے اگر مقدم ہو رمی پر۔ اور عمرہ کرنے والا لبیک کہتا رہے یہانتک کہ طواف شروع کرے اُسوقت لبیک کہنی چھوڑ دے اس لئے کہ وہ طواف کرنے اور سعی کرنیکے ساتھ حلال ہو جاتا ہے جو شخص کہ لبیک کہتا ہے اس کی داہنی طرف سے اور اس کی بائیں طرف سے کل زمین اور سب چیزیں زمین کی اس کے ساتھ لبیک کہتی ہیں ف جاننا چاہیئے کہ حج کرنے والے تین قسم پر ہیں۔ ایک تو مفرد ہے۔ اور مفرد وہ ہے کہ نرے حج کا احرام

باندھے۔ حج کے مہینوں میں کہ وہ مہینہ شوال کا اور ذوالقعدہ کا اور دس دن ذی الحج کے ہیں پس حکم اس کا یہ ہے کہ وہ احرام باندھے رہے یہانتک کہ ہوں قربانی کا۔ پس جب اس دن کنکر مار چکے جمرۃ العقبہ کو اور سر منڈا لیوے تو اس کو سب چیزیں (یعنی جو بسبب احرام کے اس پر حرام ہو گئی تھیں) حلال ہو جاتی ہیں سوا مباشرت عورتوں کے کہ وہ بعد طواف زیارت کے کہ رکن ہے حلال ہوتی ہے۔ اور دوسرا قسم قارن ہے۔ اور قارن وہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے حج کے مہینوں میں۔ اور حکم اس کا یہ ہے کہ وہ بھی احرام سے نہیں نکلتا ہے یہانتک کہ ہوں قربانی کا پس رمی کرے اور سر منڈائے۔ اور تیسرا قسم متمتع ہے اور متمتع وہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے اور افعال عمرے کے کہ طواف اور سعی اور سر منڈانا ہے بجا لاوے۔ پھر اگر ہدی ساتھ لایا ہو تو احرام باندھے رہے۔ اور اگر ہدی نہیں لایا ہو تو احرام سے نکل آوے اور حلال ہو کر مکہ میں بیٹھا رہے۔ جب حج کے ایام آویں تو حرم سے حج کا احرام باندھے اور حج کرے۔ اور ان تینوں قسم سے افراد کو فضیلت ہے۔ پھر بعد اس کے تمتع کو فضیلت ہے قران پر۔ جس نے پہلے نرے حج کا احرام باندھا ہو۔ اگر قارن ہو جاوے یعنی اسی احرام کے اندر عمرے کا احرام باندھ لیوے تو جائز ہے۔ اور جس نے پہلے نرے حج کا احرام باندھا ہو۔ وہ شخص اگر حج کے احرام کو توڑ کر عمرے کا احرام باندھ لیوے۔ اور افعال عمرے کے ادا کر کے حلال ہو جاوے۔ اور پھر حج کے دنوں میں احرام حج کا باندھے تو جائز ہے۔ اور حیض اور نفاس والی عورت حج کے سب احکام بجا لاوے

مگر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ جب تک کہ حیض سے پاک نہ ہو

## باب بیان

میں کیفیت داخل ہونیکے مکّے میں اور کیفیت طواف کے الحاد کا معنی ہے ہلاک کرنا اور نقصان کرنا اور مکے کو مکہ اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ ناقص کرتا ہے گناہوں کو۔ اور ہلاک کرتا ہے اس کو جو ظلم اور کجی کرے اس میں۔ اسی طرح سے پھر احرام باندھے ہوئے راہ میں لبیک کہتا ہوا آدمی جب مکہ کے پاس آوے اور مکّہ میں داخل ہونا چاہے تو رات کو ذی طویٰ میں (جو نام ہے ایک جگہ کا حرم میں) ٹھیرے۔ جب صبح ہو تو نہاوے اور نماز پڑھے۔ پھر مکّہ میں داخل ہووے ثنیہ علیا کی طرف سے۔ جب خانہ کعبہ پر نظر پڑے تو تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً یعنے اے اللہ زیادہ کر اپنے اس گھر کو تعظیم اور بزرگی اور کرامت اور ہیبت میں وَزِدْ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا یعنی اور زیادہ کر تعظیم اور بزرگی اس شخص کی جو اس کا حج اور عمرہ کرے اور وضو نہ ہو تو وضو کر لیوے۔ پھر جب مسجد میں داخل ہووے تو سیدھا خانہ کعبہ میں آوے باب السلام کی طرف سے اور حجر اسود کو بوسہ دیوے۔ پھر اپنی داہنی طرف کو چلے اور کعبہ کا طواف سات بار کرے یعنی سات بار گرد خانہ کعبہ کے پھرے پس پہلی تینوں باریوں میں جلدی چلے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں۔ اور چار بار اپنی اصلی چال چلے اور اس طواف میں سنت ہے کہ اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیوے اسکو اضطباع کہتے ہیں اور ان سات باریوں سے ہر باری میں جب حجر اسود کے پاس آوے تو کہے اللہ اکبر یعنے اللہ بڑا ہے۔ اور اسپر بوسہ دیوے

۱ حدیث ابن عمر رضہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۲ میں ہے ۱۲

۲ یہ حدیث ابن عمر رضہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۲ میں ہے ۱۲

۳ یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۲ میں ہے ۱۲

۴ یہ حدیث ابو ہریرہ رضہ کی مشکوٰۃ کے باب دخول مکہ کے باب الفصل میں ہے ۱۲

۵ یہ حدیث ابن عمر رضہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۲ میں ہے ۱۲

۶ یہ حدیث ابو ہریرہ رضہ کی مشکوٰۃ کے باب دخول مکہ کے باب الفصل میں ہے ۱۲

اور اپنے مونہہ کو اس پر رکھے خواہ اپنی پیشانی کو اس پر رکھے۔ اور اس جگہ سجدہ کرے
پھر بوسہ دیوے۔ اور اگر حجر اسود پر اپنا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے یا کسی لکڑی کے
ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس لکڑی کو چومے تو یہ بھی جائز ہے اور ہر باری میں
رکن یمانی کو بھی ہاتھ لگاوے۔ مگر بوسہ ثابت نہیں ہوا۔ اور حجر اسود اور رکن یمانی کے
درمیان پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا
عَذَابَ النَّارِ یعنی اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور آخرت
میں بھلائی اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے اور اول اس آیت سے یہ دعا پڑھے
اَللّٰھُمَّ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ یعنی یا الٰہی
مانگتا ہوں میں تجھ سے معافی اور عافیت دنیا اور آخرت میں۔ اور اگر سوار ہو کر
طواف کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ اور یہ مستحب ہے
واسطے حاجی کے۔ جو شخص سات بار کعبہ کا طواف کرے اور اس میں کوئی کلام نہ کرے
مگر یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ
وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اس کی دس برائیاں دور کی جاتی ہیں۔ اور
اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کے لئے دس درجہ بلند کئے جاتے
ہیں۔ اور داخل ہوتا ہے دریائے رحمت میں۔ اور بعد طواف کرنے کے مقام ابراہیم
کی طرف جاوے۔ اور مقام ابراہیم نام ہے ایک پتھر کا۔ کہ اس
پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو
بنایا تھا۔ اس میں نشان ہے۔ اُن کے پاؤں کا۔ اور اب
وہ خانہ کعبہ کے آگے رکھا ہوا ہے۔ ایک حجرہ میں اور وہاں یہ آیت

پڑھے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی پکڑو مقام ابراہیم کو
جگہ نماز کی پس اس کے پیچھے کھڑا ہووے۔ اور رکھے مقام کو درمیان اپنے۔ اور
درمیان کعبہ کے اور دو رکعتیں نفل پڑھے۔ اور ان میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ
اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ پڑھے پھر حجر اسود کی طرف آئے۔ اور اس کو بوسہ
دیوے پھر نکلے باب الصفا سے یعنے درمیان کے دروازے مسجد کے سے
طرف پہاڑ صفا کی۔ پس جب نزدیک ہووے صفا کے تو یہ آیت پڑھے۔
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ یعنی تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں
کی اللہ سے ہیں پھر اول صفا پر چڑھے یہانتک کہ خانہ کعبہ کو دیکھے پھر خانہ کعبہ کے
سامنے ہووے۔ اور کھڑا رہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ اور اس کی بڑائی یعنے اللہ اکبر بیان کرے اور کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ
وَحْدَهٗ یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے، وہ نہیں ہے کوئی شریک اس کا اس کے
لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے، وہ پورا کیا اس نے وعدہ اپنا یعنی اسلام کو
غالب کیا اور مدد کی بندے اپنے کی یعنی حضرت کی اور شکست دی گروہ کافروں
کو تنہا یعنی خندق کی لڑائی میں پھر ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کرے درمیان اس کے
اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ

ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْبًا اِلَّا كَشَفْتَهٗ
وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا یعنی یا الٰہی سوال کرتا ہوں میں تجھ سے اسباب رحمت
اور مغفرت تیری کو اور غنیمت ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے سب گناہ کو بخشدے
اور میرے سب غم کو دور کردے اور میری سب سختیوں کو کھول دے اور میری سب
حاجتوں کو پورا کردے پھر تین بار اسی طرح کرے یعنی ذکر کرے اور دعا کرے پھر
اُترے صفا سے اور چلے طرف مروہ پہاڑ کی یہانتک کہ بلندی سے پستی میں آوے
پھر دوڑے یہانتک کہ جب بلندی مروہ پر چڑھنے لگے تو آہستہ چلے یعنی دوڑنا
موقوف کرے یہانتک کہ چڑھے مروہ پر۔ پھر وہاں بھی ایسے ہی کھڑے ہو کر
ذکر اور دعا کرے جیسے کہ صفا پر کیا تھا۔ اسی طرح سے سات بار صفا اور مروہ
کے درمیان میں پیادہ دوڑے صفا سے مروہ تک ایکبار اور مروہ سے صفا تک
دوسری بار اسی طرح سے سات بار۔ پس ابتدا صفا سے کرے اور ختم مروہ پر
کرے۔ اور درمیان صفا اور مروہ کے یہ دعا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یعنے اے پروردگار میرے بخشش کر اور
رحم کر تحقیق تو ہی ہے زیادہ تر غالب بزرگی والا۔ اگر سوار ہو کر سعی کرے تو یہ
بھی جائز ہے پھر بعد ازاں احرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہے اور حلال نہ ہووے یہانتک کہ جب
ترویہ کا دن یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی ہووے تو اس دن منا کی طرف جاوے سوار ہو کر یا
پیادہ۔ اور جو شخص احرام سے حلال ہو گیا ہو وہ بھی اس دن میں حج کا احرام باندھے اپنی
جگہ سے۔ اور جاوے طرف منا کی اور راہ میں لبیک کہتا جاوے۔ پھر منا میں اترے اور ظہر اور عصر
اور مغرب اور عشا اور فجر یہ پانچوں نمازیں منا میں پڑھے اور رات وہیں منا

وہ اور نہ کوئی رفیق اس کا اور سوا اسکے رفیقوں کے اور فقرا کو کھانا اس کا جائز ہے۔ جو شخص مکے کی طرف ہدی کو بھیجدیوے یعنی کسی کے ہمراہ اور آپ نہ جاوے۔ تو اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ہے یعنی احکام احرام کے اس پر جاری نہیں ہوتے ہیں۔ ہدی کے گلے میں صوف کا ہار ڈالنا سنت ہے ہدی اور قربانی کا گوشت بعد تین دن کے ذخیرہ کرکے رکھنا جائز ہے ہدی کے اونٹ وغیرہ چارپائے پر حاجت کے وقت راہ میں سوار ہونا جائز ہے

**باب** بیان میں سر منڈانے کے اور بال کتروانے کے، جب قربانی سے فارغ ہوئے تو سر منڈائے یا بال کتروائے۔ مگر افضل تمام سر کا منڈانا ہے اور سنت ہے کہ پہلے داہنی طرف سے منڈائے پھر بائیں طرف سے۔ اور اپنے ناخن کٹوائے۔ اور عورت سر نہ منڈائے بلکہ اپنے بال کتروائے جب سر منڈا چکے تو احرام سے حلال ہوجاتا ہے یعنی اس وقت تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں سوائے عورت کے بعد طواف زیارت کے وہ بھی حلال ہوجاتی ہے جب سر منڈا چکے تو بعد اسکے مکے میں آوے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے اور اس میں رمل نہ کرے یعنی نہ دوڑے اور اگر طواف کو رات تک تاخیر کرے تو بھی جائز ہے **ف** اس طواف کو طواف الزیارۃ کہتے ہیں۔ اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اور طواف الصدر بھی کہتے ہیں۔ اور یہ حج کا بڑا رکن اعظم ہے۔ اس کے سوا حج درست نہیں ہے۔ اور بعد طواف کرنے کے زمزم کے نزدیک آوے اور اس کا پانی پیئے پھر منا میں لوٹ جاوے اور سنت ہے کہ نماز ظہر دسویں کی مکہ میں پڑھے۔ پھر بعد اس کے منا کی طرف لوٹ جاوے۔ اور وہاں

منا میں ٹھیرا رہے دنوں میں تشریق کے یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں اور رات
کو بھی منا ہی میں ٹھیرے۔ یہانتک کہ جب گیارہ دن آوے اور آفتاب
ڈھل جاوے تو تینوں پہاڑیوں کو سات سات کنکر مارے۔ پہلے اولی پہاڑی کو پھر وسطی
یعنی درمیانی پہاڑی کو پھر تیسری یعنی عقبہ پہاڑی کو۔ اور ہر کنکر کے پیچھے اللہ اکبر
کہے۔ اور جب پہلی پہاڑی کو کنکر مار لیوے۔ تو سنت ہے اسکے نزدیک چند قدم آگے بڑھکر
نرم زمین میں رو بقبلہ ہو کر بہت دیر تک کھڑا رہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے پھر اسیطرح
سے جب دوسری کو کنکر مار چکے تو اس کے نزدیک بھی کھڑا ہو کر دعا کرے اور جب تیسری کو کنکر
مارے تو اس کے پاس کھڑا نہ ہووے اور نہ دعا کرے۔ پھر بارہویں اور تیرہویں کے دن بھی
اسی طرح بعینہ کرے۔ اگر دو دن کے کنکر ایک دن میں جمع کر کے مار لیوے تو بھی جائز
ہے۔ اور جو شخص کہ بارہویں کو دوپہر سے پیچھے تینوں پہاڑیوں کو کنکریاں مار کر مکہ میں
چلا آوے تو تیرہویں دن کا منا میں رہنا اور کنکریاں مارنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے پس اگر تیرہویں
کنکر نہ مارے تو اسپر کچھ نہیں ہے تشریق کے دنوں میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے کنکر مارنے جائز نہیں
ہیں۔ ایام تشریق کی راتوں میں اگر کوئی زمزم پلانیکے واسطے مکہ میں آوے تو جائز ہے اور زمزم کا پانی
پینا مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص کنکر مارنے سے پہلے ذبح کر لیوے یا ذبح سے پہلے سر منڈا لیوے یا رمی سے
پہلے سر منڈا لیوے یا ان سب سے پہلے طواف کر لیوے یا طواف سے پہلے سعی کر لیوے تو جائز ہے پھر
بعد اس کے سوار ہو کر یا پیادہ طواف وداع کا کرے اور مستحب ہے کہ بعد از طواف وداع
ملتزم میں آوے اور ملتزم اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جو حجر اسود اور دروازہ کے درمیان ہے اور وہاں
کھڑا ہووے اور اپنے منہ اور سینہ کو کعبہ کی دیوار پر رکھے اور اپنے دونوں بازو اور ہتھیلی ہاتھ کو
اس دیوار پر بچھا کر دعا کرے اس لئے کہ جو کوئی اس جگہ میں دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے اور پھر بعد اس کے مستحب ہے کہ صبح کی نماز کعبہ کی برابر پڑھے
اور اس میں سورۂ والطور پڑھے اور اپنے وطن کو جاوے اور جب سفر حج سے پھرے
تو راہ میں جب کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھے تو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے تین بار پھر یہ دعا
پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ
الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ یعنی نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا ہے وہ نہیں کوئی
شریک اس کا واسطے اُسی کے ہے بادشاہی اور سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم پھرنے
والے ہیں یعنی طرف اس کی توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے ہیں سجدہ کرنیوالے ہیں
واسطے رب اپنے کے اس کی تعریف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ اپنا
اور مدد کی بندے اپنے کی اور شکست دی گروہ کفار کو اکیلے۔ حیض والی عورت کو اس
طواف وداع کا ترک کرنا جائز ہے اس کے واسطے طواف زیارۃ کافی ہو جاتا ہے
اور قارن کو بھی فقط ایک ہی طواف افاضہ کافی ہو جاتا ہے پہلی بار طواف قدوم کرنا
اس پر واجب نہیں ہے۔ یہ بیان ہے حج مفرد کا اور یہی ترتیب ہے قارن کی اور متمتع کی
جبکہ اپنے ساتھ ہدی لایا ہو تو اس کا حال بھی یہی ہے۔ جو کہ مذکور ہوا اور جو اپنے
ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو طواف اور سعی کر کے سر منڈائے پھر حلال ہو جاوے۔ اور
مکہ میں بیٹھا رہے پھر افضل یہ ہے کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن آئے۔ تو اس دن حج کے
واسطے نیا احرام باندھے۔ اور اس سے پہلے بھی جائز ہے۔ اور احکام حج کے
بجا لاوے۔ اُسی ترتیب سے جو مذکور ہوئی پھر افعال حج کے بجا لا کر حلال

ہو جاوے و باللہ التوفیق **باب** ہے بیان میں ان چیزوں کے کہ احرام والے کو کرنا انکا حرام ہے
محرم یعنی جس شخص نے احرام باندھا ہوا ہو۔ اس کو احرام کی حالت میں کرتہ اور پگڑی
اور پائجامہ اور بارانی اور موزہ پہننا جائز نہیں ہے مگر جس شخص کو پاپوش میسر نہ ہوں اگر وہ
موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہنے تو جائز ہے۔ زعفران اور ورس سے رنگا ہوا
کپڑا محرم کو پہننا جائز نہیں ہے۔ ف ورس ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے زرد رنگ
کی مشابہ زعفران کے۔ احرام والی عورت کو اپنے منہ کا نقاب سے ڈھانکنا اور دستانے
پہننا جائز نہیں۔ احرام والے کو اگر تہ بند میسر نہ ہووے تو پائجامہ پہننا جائز ہے۔ محرم
کو خوشبو لگانا منع ہے اور خوشبو کا کپڑا پہننا بھی منع ہے۔ احرام والی عورت کو کسنب سے
رنگا ہوا کپڑا اور سیاہ اور گلابی کپڑا اور پائجامہ اور ذیور اور کرتہ اور موزہ اور خز کا پہننا
جائز ہے۔ محرم کو خالص تیل کا بدن میں لگانا جائز ہے۔ محرم کو اپنے سر کا دھونا جائز
ہے احرام کی حالت میں۔ محرم کو احرام کی حالت میں سنگی کچھوانا جائز ہے۔ محرم کو گرمی
کے سبب سے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔ محرم کی آنکھ دکھتی ہو تو اسپر ایلوے وغیرہ کے
ساتھ لیپ کرنا جائز ہے۔ محرم کو احرام کی حالت میں نکاح کرنا اور نکاح کروانا
اور منگنی کا پیغام کرنا تینوں کا جائز نہیں۔ محرم اگر احرام کی حالت میں جوں وغیرہ کے
سبب سے اپنے سر کو منڈوا ڈالے تو جائز ہے مگر اسپر کفارہ لازم ہے یا چھ مسکینوں کو
طعام کھلائے۔ یا ایک جانور ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے۔ حیض
اور نفاس والی عورت کا احرام صحیح ہے۔ اس کے لئے سنت ہے کہ پہلے غسل کرے
اور پھر لنگوٹ کر کے احرام باندھ لیوے۔ حیض والی عورت کو خانہ کعبہ کا
طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس واسطے اور سب افعال حج کے اسکو کرنے جائز ہیں

**باب** ہے بیان میں اس کے کہ محرم شکار سے بچے، محرم کو شکار کرنا اور شکار کرنے کا دوسرے کو حکم کرنا یا کسی کو شکار کی طرف راہ دکھانا یا اشارہ کرنا طرف شکار کی حرام ہے۔ محرم کو شکار کرنے میں کسی کی مدد کرنا جائز نہیں ہے۔ جو جانور بغیر مدد محرم کے شکار کیا جاوے۔ اس کا گوشت کھانا محرم کو جائز ہے۔ جو جانور کہ محرم کیواسطے خاص اسی کی خاطر سے شکار کیا جائے اس کا گوشت کھانا محرم کو جائز نہیں ہے مڈی بھی شکار ہے اور چرغ بھی شکار ہے یعنی محرم کو شکار کرنا اس کا جائز نہیں۔ اگر اس کو شکار کریگا۔ تو اس کے بدلے ایک دنبہ یا ملنڈا دینا آئیگا۔ محرم کو احرام کی حالت میں پانچ چیزوں کا قتل کرنا جائز ہے چوہا اور کوا اور چیل اور بچھو اور کتا کاٹنے والا

**باب** ہے بیان میں رک جانے محرم کے اور فوت ہونے حج کے جو شخص کہ احرام باندھکر چلا حج یا عمرے کا اور بسبب دشمن کے حرم اور عرفات تک پہنچ سکا تو اس کو لازم ہے کہ اُسے رُک جانے کی جگہ میں اپنی قربانی ذبح کرے پھر سر منڈاوے اور حلال ہو جاوے اور آئندہ سال کو حج قضا کرے اگر عمرہ قضا ہوا ہو تو عمرہ قضا کرے اور جو شخص کہ احرام باندھ کر چلے اور بسبب کسی عذر کے وقوف عرفات کے وقت تک نہ پہنچ سکے یعنی ایک دو دن بعد اُس سے پہنچے تو اس کا حکم یہی ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا مروے کے سعی کرے پھر حلال ہووے۔ پھر آئندہ سال کو وہ حج قضا کرے اور ہدی ذبح کرے۔ اگر ہدی نہ ہو تو روزے رکھے جس شخص کا احرام کی حالت میں پاؤں ٹوٹ جاوے یا راہ میں لنگڑا ہو جاوے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کو جائز ہے کہ احرام کو ترک کر دے اور اپنے وطن کو چلا آوے اور آئندہ سال حج قضا کرے مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔

شرط کرے کہ جہاں میں رُک جاؤں یعنی بسبب بیماری وغیرہ کے تو اُسی جگہ میں احرام سے باہر نکل آؤنگا تو یہ شرط جائز ہے یعنی جس مکان میں رُک جائیگا اسی جگہ احرام سے باہر نکل آویگا۔ عرفات میں نانویں ذی الحج کے دن کھڑا ہونا حج کا بڑا رکن ہے پس جس نے پایا وقوف عرفات کا مزدلفہ کی رات میں یعنی دسویں رات ذی حجہ کی پہلے طلوع ہونے صبح صادق کے تو اس نے حج کو پالیا یعنی اس کا حج صحیح ہوگیا۔ اور جس نے اس رات میں وقوف عرفات کا ایک ساعت بھی نہ پایا یعنے اس میں کھڑا نہ ہوا تو اس کا حج صحیح نہیں ہے۔ اور محرم اگر احرام کی حالت میں جائے تو مستحب ہے کہ اس کو بیری کے پتوں میں اُبالے ہوئے پانی کے ساتھ غسل دیا جائے اور اسی احرام کے دونوں کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اور اس کو خوشبوئی نہ لگائی جائے۔ اور اس کا سر نہ ڈھانکا جاوے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن اُسی حالت میں لبیک کہتا ہوا کھڑا ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس طرح احرام باندھے کہ میں احرام باندھتا ہوں مانند احرام فلانے کی مثلاً تو جائز ہے۔ پس اگر فلانے نے احرام حج اور عمرے یا قران کا باندھا تو اس کا احرام بھی ویسا ہی ہوجائیگا۔ جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو وہ فقط طواف کرنے سے حلال نہیں ہوتا ہے۔ جبتک کہ صفا مروہ کے درمیان میں سات بار نہ دوڑے۔ عمرہ کرنیوالے پر سر منڈانا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے ف حج میں کئی چیزیں فرض ہیں اول احرام باندھنا۔ دوسرا عرفات میں کھڑا ہونا نانویں ذی الحجہ کی زوال سے لیکر دسویں کی صبح صادق تک تیسرا طواف افاضہ یعنی طواف زیارت۔ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا بھی فرض ہے ان چیزوں میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو حج صحیح نہیں ہوگا اور مستحب ہے واسطے

حج کرنے والے اور غیر کے بھی کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہووے اور اس کے اندر نماز پڑھے
یعنی خواہ فرض ہوں خواہ نفل۔ اور اس کی سب طرفوں میں تکبیر کہے خانہ کعبہ میں
مشرک کو داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اور ننگے کو خانہ کعبہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے

**باب** ہے بیان میں حرمت مکے کے، مکہ شریف کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے
یعنی حرام کی ہے لوگوں پر ہتک اس کی اور واجب کی ہے ان پر تعظیم اس کی اس دن
سے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اس میں لڑائی حرام ہے
قیامت تک اور اس کا درخت کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے شکار کو بھگانا جائز
نہیں ہے۔ اور اس میں سے کوئی چیز گری ہوئی اٹھانی جائز نہیں ہے کسی کو مگر جو
کہ مشہور کرے اس کو لوگوں میں۔ مکہ میں کسی کا خون کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا
گھاس کاٹنا جائز نہیں ہے مگر اذخر جو ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے۔
اس کا کاٹنا حرم مکہ میں جائز ہے اس لئے کہ وہ وہاں کے لوہاروں اور
سناروں کے کام آتی ہے واسطے لوہے اور چاندی گلانے کے۔ اور گھروں
کے چھتوں میں کام آتی ہے۔ مکے میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں مگر حاجت ہو
تو جائز ہے۔ مکے میں حد اور قصاص کا قائم کرنا جائز نہیں ہے جو شخص حج اور
عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو مکہ میں داخل بغیر احرام کے جائز ہے۔ مکہ
پر چڑھائی کرنا اور حملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حرم مکہ میں غلہ بند رکھنا المحاذ
یعنی غلہ خرید کر اس نیت سے رکھے کہ جب گرانی ہوگی تو بیچوں گا یہ جائز
نہیں ہے۔ مکہ افضل ہے اور بہتر ہے تمام روئے زمین سے۔ مکہ کی تعظیم کرنی
سبب ہے ہلاک ہونے اس امت کا **باب** ہے بیان میں فضیلت حجر اسود کی، حجر اسود بہشت

سے اُتارا گیا ہے جب اترا تھا اُسوقت دُودھ سے بھی سفید تھا۔ بعد اس کے
آدمیوں کے گناہوں کے سبب سے سیاہ ہو گیا ہے۔ حجر اسود کو قیامت کے دن دو آنکھیں
ہونگی انکے ساتھ دیکھے گا اور زبان ہوگی کہ اس کے ساتھ کلام کریگا گواہی
دیگا اس شخص کیواسطے جس نے اس کو چوما ہوگا ساتھ ایمان اور یقین کے حجر اسود
اور مقام یاقوت ہیں یاقوت سے بہشت کے دور کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے
نور ان کا۔ اگر ان کے نور کو دور نہ کرتا تو البتہ روشن کر دیتے اس چیز کو جو ہے
درمیان مشرق اور مغرب کے۔ حجر اسود اور رکن یمانی پر ہاتھ لگانے سے سب گناہ
معاف ہو جاتے ہیں **باب ہے** بیان فضیلت اور حرمت مدینہ میں۔ مدینہ
حرام ہے یعنے حرام ہے ہتک اس کی۔ اور حد اس کی حرم کے درمیان عیر اور ثور
کے ہے۔ کہ یہ دونو پہاڑیاں ہیں۔ دونوں طرف مدینہ مطہرہ کے۔ پس جو شخص کہ اس
میں کوئی بدعت نکالے یا ٹھکانا دیوے کسی بدعتی کو تو اس پر لعنت ہے اللہ
کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی نہ قبول کیا جائیگا اس سے فرض اور نفل۔ حرم مدینہ
کا شکار مارنا جائز نہیں۔ اور اس کا درخت کاٹنا جائز نہیں۔ مدینہ میں رہنا بہتر ہے
جو شخص اس کی سختیوں اور بھوک پر صبر کر کے وہاں ٹھیرا رہیگا تو قیامت کے
دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت کرینگے۔ مدینے مطہرہ
کے میوؤں اور بالوں میں اور شہر میں اللہ تعالےٰ نے برکت رکھی
ہے۔ مکے کی طرح مدینہ بھی حرام ہے۔ حرم مدینے میں کسی کا
خون کرنا جائز نہیں۔ اور حرم مدینے میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں
اور حرم مدینہ کے درختوں کے پتے جھاڑنے جائز نہیں مگر گھاس کیواسطے پتے

کی ہمسائیگی میں ہوگا ف اس حدیث میں بہت کلام طویل ہے بعضے اس کو
ضعیف کہتے ہیں۔ اور بعضے حسن کہتے ہیں۔ مگر زیارت قبر شریف کی مستحب
اور سنت ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں ہے۔ یہانتک کہ شیخ ابن تیمیہ رح وغیرہ
مانعین بھی استحباب سے انکار نہیں کرتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے
درمیان جو جگہ ہے۔ وہ ایک باغ ہے باغوں میں سے بہشت کے یعنی اس میں عبادت
کرنا سبب ہے داخل ہونے بہشت کا۔ حضرت کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا
ثواب زیادہ ہے ہزار نماز پڑھنے سے اس کے سوا دوسری جگہوں میں سوا مسجد مکے
کے۔ اور مسجد الحرام یعنی مکہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے ہزار نماز
پڑھنے سے حضرت کی مسجد میں۔ تین مسجدوں کے سوا یعنی مسجد مکی اور مسجد حضرت کی
اور مسجد بیت المقدس کی سوا دوسری جگہوں کی طرف سفر کرنا اللہ تعالیٰ کیطرف
قربت حاصل کرنے کے لئے جائز نہیں ہے۔ مسجد قبا کی زیارت کرنا اور اس
میں نماز پڑھنا بہت ثواب ہے **باب ہے** بیان میں مسائل نکاح کے۔ ف
نکاح کے معنی ہیں ملنا اور جمع ہونا۔ نکاح کا معنے کبھی جماع کرنے کا آتا ہے
اور کبھی عقد کرنے کا آتا ہے اس لئے کہ ان میں بھی جمع ہونا پایا جاتا ہے اور
فائدے نکاح کے کئی ہیں۔ کم ہونا شہوت کا ہے اور بندوبست گھر کا اور
کثرت اولاد کی ہے۔ اور پیدا ہونا فرزند صالح کا۔ نکاح کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت ہے پس جس نے اس سے منہ پھیرا یعنی اس کی سنت ہونے کا اعتقاد
نہ رکھا پس وہ حضرت کے طریقہ پر نہیں ہے۔ جو شخص اسباب جماع یعنی نفقے
اور مہر کی طاقت رکھتا ہو پس چاہیئے کہ نکاح کرے اس لئے کہ تحقیق نکاح

بہت ڈھکنے والا ہے نظر کو یعنی بیگانی عورت پر پڑنے سے اور بہت نگاہ
رکھنے والا ہے ستر کو یعنی زنا سے اور جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکھے
پس اس کو چاہئے کہ روزے رکھے اس لئے کہ تحقیق روزے رکھنے اس کیلئے
خصی کرنا ہے یعنی روزے کے سبب سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔
خصی ہونا جائز نہیں ہے۔ اور مستحب ہے کہ کواری عورت سے نکاح کرے
اس لئے کہ ان کی کلام شیریں ہوتی ہے۔ اور بہت بچے جنتی ہیں۔ اور تھوڑی چیز
کے ساتھ راضی ہو جاتی ہیں۔ اور اس لئے کہ وہ کمال الفت سے خاوند کے
ساتھ کھیلتی ہے۔ اور اس کو ہنساتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ جوان عورت سے
نکاح کرے۔ جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور اس کو شہوت آجاوے تو اس کے
لئے مستحب ہے، کہ اپنی بیوی کے پاس جاوے اور اس کے ساتھ جماع کرے
اس لئے کہ وہ اس کی شہوت کو رفع کر دیگا۔ اور اس کے دل کی تسکین کر دیگا
اور مستحب ہے، کہ دیندار عورت کو نکاح کرے۔ اور مال اور خوبصورتی اور شرف نسب کا
خیال نہ کرے۔ بہتر اسباب دنیا کا نیک عورت ہے یعنی اس لئے کہ دین کے کاموں
میں اس کی مددگار ہوتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ ایسی عورت نکاح کرے جو اپنی
اولاد پر مہربان ہو چھوٹی عمر میں۔ اور حفاظت کرنے والی ہو اپنے خاوند کے
مال کی دنیا میں عورتوں سے زیادہ تر کوئی فتنہ مردوں پر زیادہ نہیں یعنی یہ مردوں
کے واسطے بڑا فتنہ ہے مضرر دینے والا کہ ان کے سبب سے اکثر آدمی حرام
میں پڑ جاتے ہیں۔ اور قتل اور خون اور دشمنی میں سعی کرتے ہیں پس بسبب عورتوں کے حرام
چیزوں میں مت پڑو جن سے دین کا نقصان ہووے۔ جس عورت کا مہر بہت ہو

بے برکت ہے۔ جب سفر سے آوے تو باہر ٹھیر جاوے تاکہ عورت اپنے بالوں کو کنگھی کر لیوے اور اپنے زیر ناف کے بال لے لیوے۔ جو شخص زنا سے بچنے کے لیے نکاح کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ جس وقت کوئی دیندار کسی کو نکاح کا پیغام کرے یعنی اس کی دختر یا بہن وغیرہ کا نکاح طلب کرے۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح کر دیوے ورنہ دنیا میں بہت فتنہ و فساد ہوگا۔ اور غیر کفو میں نکاح کر دینا جائز ہے۔ جب مرد ایماندار مل جاوے کفو نسبی کا لحاظ نہ کرے۔ بلکہ کفو دینی [illegible] نکاح اس عورت سے کرنا چاہیئے جو خاوند کو بہت دوست رکھے۔ اور بہت بچے جنے۔ نکاح میں جو محبت پیدا ہوتی ہے کسی چیز میں نہیں ہوتی ہے۔ جو کوئی چاہے کہ ملاقات کرے [illegible] سے پاک ہو کر یعنی زنا سے تو چاہیئے کہ نکاح کرے آزاد بیویوں سے اور مستحب ہے کہ نکاح ایسی عورت سے کرے جو بہت بچے جنے۔ جو کوئی نکاح کرنا چاہے تو ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو فرمانبرداری کرے اس کی۔ اور اگر دیکھے طرف اس کی تو خوش کرے اس کو یعنی ہنسی وغیرہ سے اور اگر قسم دے اس کو تو پورا کرے اس کو۔ اور اگر خاوند غائب ہو اس کی خیر خواہی کرے نفس اپنے میں یعنی زنا وغیرہ سے بچے اور خاوند کے مال میں خیر خواہی کرے یعنی اس کو ضائع نہ کرے۔ اور اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے۔ نکاح کرنے سے آدھا دین پورا ہوتا ہے پس چاہیئے کہ باقی آدھے کو پورا کرے۔ جس نکاح میں خرچ کم ہو یعنی مثلاً بیوی کا مہر کم ہووے۔ یا روٹی کپڑا مانگے۔ بلکہ جو دیوے اسی پر راضی ہو جاوے تو ایسے نکاح میں برکت بہت ہوتی ہے۔ باب اس بیان

[illegible] حدیث مشکوٰۃ کے باب [illegible] نکاح کے فصل [illegible] ۱۲ [illegible] حدیث [illegible] ابوہریرہ رضی [illegible] نکاح کے [illegible] فصل میں ہے ۱۲ [illegible] حدیث [illegible] فصل [illegible] ہے ۱۲ [illegible] حدیث انس رضی اللہ عنہ کی [illegible] باب [illegible] فصل [illegible] حدیث مشکوٰۃ [illegible] باب [illegible] نکاح [illegible] فصل [illegible] حدیث [illegible] باب [illegible] فصل [illegible] حدیث [illegible] باب [illegible] فصل [illegible] حدیث [illegible] باب

میں کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو پہلے دیکھ لیوے۔ اور
بیان میں پردے کے) جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو نکاح سے پہلے ایک
نظر سے دیکھنا مستحب ہے۔ ایک عورت کو دوسری عورت سے بدن ننگا کر کے لگانا
حرام ہے۔ اور ایک مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اور عورت کو دوسری
عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اور دو مردوں کا بدن ننگا کر کے آپس میں ایک کپڑے
میں جمع ہونا حرام ہے۔ اور دو عورتیں ننگی ہو کر ایک کپڑے میں جمع نہ ہوویں۔ تاکہ
ایک دوسرے کا بدن دیکھ کر اپنے خاوند سے اس کی صفت بیان نہ کرے مرد اور
عورت کا جمع ہونا ایک مکان میں حرام ہے مگر اپنے خاوند کے ساتھ یا کسی محرم کے
جس کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو۔ بیگانی عورتوں کے پاس جانا حرام ہے
حمو یعنی خاوند کا قرابتی جیسے بھائی وغیرہ مثل موت کی ہے یعنی اپنے بھائی کی
بیوی کے پاس جانا اس کا فتنہ ہے۔ کہ اس کو لوگ سہل جانتے ہیں اور اس سے
بہت خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی عورت کو منگنی کا پیغام کرے تو مستحب ہے
کہ نکاح سے پہلے دیکھ لیوے اس کے منہ اور ہاتھ کو کہ رغبت دیوے اس کی طرف
نکاح کی یعنی اگر خوبصورت ہوگی تو اس کو اس کے نکاح کی طرف زیادہ رغبت پیدا
ہوگی۔ عورت کو پردے میں رہنا چاہیئے۔ جب باہر نکلتی ہے۔ تو شیطان
اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کر دکھاتا ہے۔ یعنی مرد اس
کو دیکھ دیکھ کر کہتے ہیں کہ واہ یہ کیسی خوبصورت عورت ہے۔ اگر
کسی اجنبی عورت پر ناگہاں نظر پڑ جاوے تو اس میں گناہ
نہیں ہے۔ اگر دوبارہ اس کی طرف نظر کرے گا تو گنہگار ہوگا تب

لونڈی شخص اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیوے تو پھر اس لونڈی کے ستر کی حد دیکھنے کہ حرام ہے۔ عورت کے لئے غیر مرد کو دیکھنا حرام ہے اگرچہ اندھا ہو۔ جس عورت کا خاوند غائب ہو یعنی کہیں سفر وغیرہ کو گیا ہوا ہو تو اس کے پاس جانا حرام ہے۔ ہیجڑوں کو اپنے گھر میں آنے دینا جائز نہیں ہے۔ آدمی کو ننگے ہو کر چلنا حرام ہے۔ خاوند کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سامنے اپنا ستر کھولنا جائز ہے۔ جو شخص کسی عورت کا حسن ناگہانی نظر سے دیکھے اور پھر اپنی نظر کو روک رکھے یعنی دوسری بار اس کی طرف نہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایسی عبادت لکھتا ہے جس کی اس کو شیرینی حاصل ہووے۔ جو شخص کسی عورت کی طرف قصداً دیکھے اور وہ عورت بھی اپنے آپکو قصداً دکھاوے تو دونوں پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔ ہر شخص کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں کہ کسی وقت اس سے جدا نہیں ہوتے مگر وقت پائخانہ اور جماع کے یعنی پائخانہ اور جماع کے وقت ننگا ہونا جائز ہے اور کسی وقت آدمی ننگا نہ ہووے۔ بلکہ فرشتوں سے حیا کرے بلکہ اگر تنہا خلوت میں ہو تو جب بھی ننگا نہ ہووے خدا تعالیٰ سے حیا کرے۔

## باب بیان میں ولی کے نکاح میں اور اجازت مانگنے کے عورت سے،

ف ولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو اختیار ہے عورت کے نکاح کا۔ نہیں جائز ہے نکاح کرنا عورت شوہر دیدہ بالغہ کا بغیر اس کے حکم کے۔ اور نہیں جائز نکاح کرنا کواری بالغہ کا بغیر اس کے اذن کے اور اذن اس کا چپ کرنا اس کا ہے۔ ثیب یعنی شوہر دیدہ عورت لائق تر ہے ساتھ نفس اپنے کے ولی اپنے سے۔ اگر باپ اپنے یعنی بالغہ شوہر دیدہ کو بغیر مرضی اس کی کے نکاح کر دیوے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوتا

ہے عورت کو اس نکاح کے توڑنے کا اختیار ہے۔ خواہ رکھے خواہ توڑ
ڈالے۔ نابالغہ عورت کو اگر اس کا باپ بغیر اذن اس کے نکاح کر دیوے تو
جائز ہے کواری عورت اگر انکار کرے تو ولی کو اسپر کچھ اختیار نہیں جو عورت
کہ بغیر اذن ولی اپنے کے نکاح کرے پس نکاح اس کا باطل ہے یعنی وہ نکاح
صحیح اور جائز نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر دخول کرے ایسے نکاح میں تو اسپر مہر کا دینا
لازم آئیگا بسبب فائدہ اٹھانے کے اس کی شرمگاہ سے۔ اور اگر ولی نکاح
کرنے سے منع کرے تو اس کی ولایت باطل ہو جاتی ہے۔ پس بادشاہ اس کا
ولی ہو کر نکاح کر دے۔ اور جس عورت کا دو ولی نکاح کر دیں اس طرح کہ پہلے
ایک ولی نے ایک شخص سے اس کا نکاح کیا پھر بعد اس کے دوسرے نے کسی اور
سے کیا۔ تو وہ عورت واسطے اول کی ہے یعنی جس سے کہ پہلے ولی نے نکاح کر دیا
وہ اس کی بیوی ہو گئی جو عورت کہ نکاح کرے بغیر گواہوں کے وہ زنا کرنیوالی
ہے یعنی وہ نکاح بھی جائز نہیں ہوتا ہے۔ جو غلام کہ نکاح کرے بغیر اذن مالک
اپنے کے پس نکاح اس کا باطل ہے۔ عورت اگر عورت کا نکاح کر دے یعنی ولی
ہو کر تو یہ نکاح جائز نہیں ہے اس لئے کہ عورت کو اپنے عقد کرنے کی یا غیر کے
نکاح کرنیکی ولایت نہیں ہے جس کا لڑکا یا بیٹی بالغ ہو جاوے اور وہ ان کا نکاح
نہ کر دے تو جو زنا وہ کرینگے اس کا گناہ ان کے باپ پر لکھا جاوے گا

**باب** بیان میں ظاہر کرنے نکاح کے اور بیان میں خطبہ نکاح کے اور بیان
میں منگنی اور شرط نکاح کے، نکاح کے وقت اعلان کرنیکے واسطے دف جائز بلکہ
واجب ہے۔ اور زفاف کے وقت گانا جائز ہے اور زفاف اس کو کہتے ہیں جب بعد نکاح

کے عورت کو اپنے گھر میں لایا جاوے۔ فرق درمیان حلال اللہ اور حرام کے اور آواز کرنی یعنی گانا
اور دف بجانا ہے نکاح میں۔ نکاح کے وقت[1] جو شرط قرار پاوے اس کو پورا کرنا واجب ہے
اگر کسی مرد نے کسی شخص کو نکاح کا پیغام کیا ہو یعنی اس کی بیٹی کی نکاح کی درخواست
کی ہو تو اُسپر کسی اور دوسرے آدمی کو نکاح کا پیغام کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ خرام ہے
یہانتک کہ اول نکاح کا پیغام کرنیوالا نکاح کر لیوے یا چھوڑ دیوے اگر وہ خود بخود
ہٹ جاوے یا بیٹی والا اس سے انکار کرے تو اس وقت دوسرے کو پیغام کرنا جائز
ہے۔ عورت کو خاوند سے اپنی سوکن کی طلاق چاہنا جائز نہیں ہے۔ نکاح شغار
یعنی کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ کر دیوے اس شرط پر کہ نکاح
کر دیوے وہ دوسرا اس سے بیٹی اپنی کا اور نہ ہو آپس میں کچھ مہر پس ایسا نکاح باطل ہے
ہرگز جائز نہیں ہوتا ہے۔ نکاح متعہ[2] قیامت تک حرام ہے **ف** نکاح متعہ یہ ہے
کہ نکاح کرے کسی عورت سے اس طرح پر کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں تجھ سے اتنے
دن تک مثلاً مہینے بھر تک بدلے اتنے روپیوں کے پس یہ حرام ہے قیامت تک اور
جو شخص کہ حلالہ کرنے کی شرط کر کے کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے
اور ایسے نکاح کے بعد طلاق دینے سے پہلے خاوند کیواسطے وہ عورت حلال نہیں
ہوتی ہے **باب ہے** بیان میں کیفیت نکاح اور خطبہ کے۔ نکاح اس طور
سے پڑھا جاتا ہے کہ ولی عورت کا خواہ باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا کوئی
قرابتی ہو اپنی بیٹی یا بہن غیرہ سے اگر بالغہ ہو تو اذن لے لیوے
یعنی اُس سے کہے کہ میں فلان مرد کے ساتھ تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں تیری
رضامندی اُسمیں ہے یا کہ نہیں؟ پس اگر وہ حکم دیوے یا چپ کر جاوے۔ تو بھی

[1] اللہ یہ حدیث صحیح بخاری کی صفحہ ۷۷۴ میں ہے ۱۲

[2] یہ حدیث بخاری کی صفحہ ۷۷۴ میں ہے ۱۲

[3] یہ حدیث بخاری کی صفحہ ۷۷۴ میں ہے ۱۲

[4] یہ حدیث صحیح بخاری کی صفحہ ۷۷۴ میں ہے ۱۲

[5] یہ حدیث صحیح بخاری کی صفحہ ۷۷۴ میں ہے ۱۲

[6] یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باب الطلاق ثلاثا کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲ اللھم اغفر لنا ۱۲

جس کی طرف نسبت کیا گیا ہے وہ لڑکا اگر اس نے انکار کیا تھا حالت حیات میں کہ
میرا لڑکا نہیں ہے تو نہیں لاحق ہوگا وہ لڑکا ساتھ اس کے۔ اور نہ وارث ہوگا اس کا
اور اگر اس نے انکار نہیں کیا تھا۔ اور وہ اس کی لونڈی مملوکہ سے تھا تو لاحق ہوگا ساتھ
اس کے اور وارث ہوگا اس کا اس مال میں کہ ابھی نہیں تقسیم ہوا لیکن جو مال کہ اس کے
لاحق کرنے سے پہلے بٹ گیا ہو اس مال کا وہ وارث نہیں ہوگا اور اگر وہ غیر کی
لونڈی سے ہو یا کسی آزاد عورت غیر منکوحہ سے پیدا ہوا ہو یعنی زنا کا ہو وارثوں
کے لاحق کرنے سے وہ لاحق نہیں ہوگا ساتھ اس کے۔ اور نہیں وارث ہوگا اس کا
بلکہ اگر زنا کرنیوالا خود لاحق کرنا چاہے تو جب بھی اس کا وارث نہیں ہو سکیگا۔
اس لئے کہ زنا سے نسبت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور جو غیرت کہ ہو مقام شک و شبہ
میں یعنی جیسے کہ بیوی اس کی یا لونڈی اس کی بیگانوں کے پاس آوے جاوے
یا بیگانے مرد اس کے پاس آویں اور اس کے ساتھ ہنسی کریں تو ایسے مقام میں
غیرت کرنے کو اللہ دوست رکھتا ہے **باب** ہے بیچ بیان واجب ہونے
عدت کے، **ف** عدت کہتے ہیں عورت کے ٹھیرنے کو بعد مرجانے خاوند
کے یا بعد زوال نکاح کے کہ اس میں صحبت یا خلوت واقع ہوئی ہو دنوں مقررہ
تک۔ اگر کسی مرد نے اپنی آزاد بیوی کو طلاق دی ہو پس اگر اس کو حیض آتا ہو
تو تین حیض تک عدت بیٹھے۔ اس کے درمیان کسی سے نکاح نہ کرے اور
اگر اس کو حیض نہ آتا ہو بسبب چھوٹی ہونے اس کے کے اور حیض سے ناامید ہو بسبب بانجھ
ہونے یا بڑھاپے کے تو عدت اسکی تین مہینے ہے اور اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے تو عدت اسکی چار مہینے
اور دس دن ہے یعنی خواہ اس کو حیض آتا ہو خواہ نہ آتا ہو۔ اور خواہ وہ عورت

مدخول بہا ہو خواہ غیر مدخول بہا ہو خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہو۔ اور اگر لونڈی کو
طلاق دے خاوند اور حیض آتا ہو تو عدت اس کی دو حیض ہیں۔ اور اگر لونڈی کو حیض
نہ آتا ہو تو عدت اس کی دو مہینے ہیں۔ اور اگر لونڈی کا خاوند مر جاوے تو عدت اس کی
دو مہینے اور پانچ دن ہیں۔ اور حاملہ عورت کی عدت بچہ جننے تک ہے مطلقاً یعنی
خواہ خاوند نے طلاق دی ہو یا خاوند مر گیا ہو خواہ عورت آزاد ہو خواہ لونڈی ہو
جب بچہ جنے گی اس وقت عدت سے نکل جاویگی اگرچہ ایک ہی دن کے بعد جنے
یا اس سے بھی کم ہو۔ اور یہ سب ان عورتوں کا حکم ہے جن کے ساتھ جماع کر لیا ہو
سوائے اس کے جس کا خاوند مر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص نکاح کے بعد جماع کرنے سے
پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیوے تو اس عورت پر عدت لازم نہیں ہے جب چاہے
اس وقت نکاح کر لیوے۔ اگرچہ بعد ایک ساعت کے ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی
کو طلاق دیوے اور جب اس کی عدت سے دو حیض گذر جاویں اور تیسرے میں داخل ہو
اور اسوقت اس کا خاوند مر جاوے تو اس کی عدت وہی تین حیض ہیں جو گذر چکی ہے
اب دوسری عدت خاوند مر جانے کی اس پر واجب نہیں ہے اور وہ عورت اس کی عدت سے
نکل گئی اب اپنے خاوند کے مال کی وارث نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ زید بن ثابت صحابی کا
قول ہے۔ اور جس عورت کا خاوند گم ہو گیا ہو وہ چار برس اور چار ماہ اور دس دن عدت
گذارے پھر اس کو دوسرے سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور جو عورت کہ طلاق دیجاوے
پھر آیا اس کو ایک حیض یا دو حیض پھر موقوف ہو گیا حیض اس کا پس تحقیق
انتظاری کرے وہ عورت نو مہینے تک پھر اگر ظاہر ہوا اس کو حمل تو
حکم اس کا یہ ہے کہ جب جنے گی عدت اس کی تمام ہو گی۔ اور اگر نہ ظاہر ہوا اس کو حمل تو

عدت بیٹھی بعد نو مہینے کے اور تین مہینے پھر حلال ہوگی یعنی عدت سے نکل جاویگی
اور نہیں جائز ہے مرے خاوند والی عورت کو پہننا رنگین کپڑے کا اندر عدت کے
اور نہیں جائز ہے اس عورت کو سرمہ لگانا عدت میں۔ اور اگر کسی کو سخت ضرورت
پڑ جائے تو جائز ہے کہ رات کے وقت سرمہ لگا لیوے بشرطیکہ دن میں اس کو
آنکھ سے پونچھ ڈالے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو خوشبوئی لگانا عدت
میں مگر جس وقت کہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا خوشبوئی کا جائز
ہے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو کنگھی کرنا خوشبو آلودہ ہونا عدت میں
اور نہیں جائز ہے اس عورت کو کنگھی کرنا ساتھ مہندی کے عدت میں مگر بیری
کے پتوں کو سر میں ڈالے تو جائز ہے اور نہیں جائز ہے۔ مرے خاوند والی عورت
کو لگانا ایسے رنگ کا جس سے چہرہ چمکنے لگے جیسے ایلوا وغیرہ مگر رات کے وقت
لگاوے اور صبح کو دھو ڈالے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو پہننا
ایسے کپڑے کا جو کسنبے یا گیرو سے رنگا ہوا ہو۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو
رنگنا بالوں کا اور ہاتھ پاؤں کا مہندی سے۔ اور نہیں جائز ہے عدت والی عورت
کو پہننا زیور کا اور نہیں جائز ہے اس عورت کو انتقال کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے
مکان کی۔ اور نہیں جائز ہے اس کو نکلنا اپنے گھر سے مگر دن کو اگر کسی کام کیواسطے
نکلے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے نکالنا عدت والی عورت کو اس کے گھر سے مگر بدکاری
کر بیٹھے تو حد مارنے کیواسطے اپنے گھر سے نکالی جاوے اور اگر عدت والی عورت کسی عذر سے
عدت بیٹھنے کیواسطے کسی دوسرے کے گھر میں انتقال کرے تو جائز ہے اور نہ زینت کی
چیزوں کا ترک کرنا اور عدت میں سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے کہ خاوند

مر گیا ہو۔ اور اگر عورت طلاق کی عدت میں ہو تو اسپر یہ سوگ کرنا اور زینت نہ کرنا
واجب نہیں ہے اور نہیں جائز ہے کسی کو نکاح کرنا عدت میں مگر اپنی پہلے خاوند سے
اگر عدت کے اندر نکاح کر لیوے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا
عورت کو عدت میں مگر اشارہ سے کہے تو جائز ہے مثلاً کہے کہ تو بہت خوبصورت
ہے یا بہت مرد تیری خواہش رکھتے ہیں۔ اور جائز ہے عورت کو عدت میں پہننا ایسے
کپڑے کا جو عصب سے رنگا ہوا ہو ف عصب کہتے ہیں ایک قسم کی چادر کو
کہ سوت کو جمع کر کے باندھتے ہیں۔ اور پھر اس کو رنگتے ہیں اور پھر اس کو
بنتے ہیں۔ تو وہ ایسا سرخ ہوتا ہے کہ اس میں سفید خط بھی ہوتے ہیں بسبب اسکے
کہ اس کے سوت کو جو باندھ کر رنگتے ہیں۔ تو جہاں سے بندھا ہوتا ہے وہاں سے
سفید رہتا ہے۔ اور جس عورت نے اپنے خاوند سے خلع کیا ہے اس کی عدت فقط ایک
ہی حیض ہے وہ ایک حیض کے بعد عدت سے نکل جاتی ہے

## باب بیان میں استبراء کے

ف استبراء کہتے ہیں طلب پاکی کرنے رحم لونڈی کو حمل سے جو شخص مالک ہو کسی
لونڈی کا بسبب خریدنے کے یا وصیت کے یا ہبہ کے یا وراثت کے تو حرام ہے اس پر
صحبت کرنی اس لونڈی سے یہانتک کہ استبرا کرے پس اگر لونڈی کو حیض آتا
ہو تو اسکا استبرا حاصل ہوتا ہے ساتھ دیکھنے ایک حیض کے جب ایک حیض آ جاوے
تو وہ لونڈی اپنی عدت سے نکل جاتی ہے اور صحبت کرنی اس سے حلال ہو جاتی ہے اور اگر اس کو
حیض نہ آتا ہو تو عدت اس کی ایک مہینہ ہے یا تین مہینے ہیں دونوں میں سے جو عدت
چاہے گذارے لیکن احتیاط تین مہینے میں ہے۔ اور اگر لونڈی حاملہ ہو تو اس کی عدت
استبراء ساتھ بچہ جننے کے ہے۔ جب جنے گی عدت سے نکل جاویگی اور جو عورتیں کہ بندی

میں پکڑی آویں تو ان کا حکم بھی یہی ہے اگر حاملہ ہو تو عدت اس کی بچہ جننا ہے۔ اور حاملہ نہ
تو عدت اس کی ایک حیض ہے اور جو شخص کہ حاملہ لونڈی کا مالک ہو اور بچہ جننے سے پہلے یعنی
عدت استبراء کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت کرے تو حضرت نے ایسے آدمی کے حق میں ایسی لعنت
کرنے کا قصد کیا ہے جو قسمیں اس کے ساتھ جاوے اس لئے کہ صحبت کریگا لونڈی سے بغیر استبراء کے اور پیدا
ہوگا اس سے فرزند ایسی زمانے میں کہ احتمال رکھے کہ اس کے خاوند سے ہو جیسے کہ چھ مہینے میں جنے پس اگر اقرار
کریگا یہ صحبت کرنیوالا ساتھ نسب اس کی کہ یعنی اس کو اپنے نطفہ سے ٹھیراوے گا تو وارث
ہوگا لڑکا اس کا اس کا پس لازم آویگا وارث کرنا فرزند غیر کا اور یہ حرام ہے پس مستحق ہوگا لعنت
کا۔ اور یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ وہ لڑکا اسی صحبت کرنیوالے کے نطفہ سے ہو پس اگر
اقرار نکریگا اس کی نسب کا تو غلام رہیگا ہمیشہ کے لئے اور لازم آئیگی خدمت یعنی
اپنے فرزند سے اور قطع ہونا نسب کا اور یہ بھی حرام ہے پس ضرور ہے استبراء واسطے
تحقیق حال کے اور پاک کرنے رحم لونڈی کے پس بغیر استبراء کے لونڈی سے صحبت کرنی کسی
شخص کو حلال نہیں جو اللہ کے ساتھ اور دن پچھلے کے ساتھ ایمان رکھتا ہو بلکہ قطعاً
حرام و ناجائز ہے۔ اور جو عورت کہ بندی میں پکڑی آوے اس کا پہلا نکاح ٹوٹ
جاتا ہے۔ پس اس سے صحبت کرنی بغیر نکاح کے حلال ہے۔ بشرطیکہ اس سے
استبراء کر لیوے جیسے کہ بیان اس کا ابھی گذر چکا ہے۔ اور اگر لونڈی کواری ہو تو اس کا
استبراء بھی واجب ہے ایک حیض آنے تک **باب** بیان میں واجب ہونے مہر کے اور
نفقہ میں عدت والی عورت کے) اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت سے
پھر طلاق دیوے اس کو اور حالانکہ نہ مہر مقرر کیا ہو اور نہ اس کے ساتھ جماع کیا ہو
تو اس پر مہر دینا نہیں آتا ہے۔ نہ تمام اور نہ آدھا بلکہ اپنی حیثیت کے موافق

اُس کو کچھ مُتعہ یعنی ایک جوڑا پوشاک دیکر رخصت کرے اگر غنی ہو تو موافق اپنی قدر کے دیوے اور اگر فقیر ہووے تو موافق اپنی قدر کے۔ اگر نکاح کے ساتھ مہر بھی مقرر ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ صحبت بھی کر لی ہو اس کے بعد اگر طلاق دیوی تو مہر پورا دینا لازم ہوگا۔ اور اگر مہر مقرر ہو چکا ہو اور صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیوے تو آدھا مہر دینا لازم آتا ہے اور اگر نکاح کے ساتھ مہر مقرر نہ کیا ہو مگر صحبت کر کے طلاق دیوے۔ تو اس صورت میں مہر مثل دینا آویگا۔ اور مہر مثل اس مہر کو کہتے ہیں جو اس کی بہنوں اور پھپھیوں وغیرہ کا مہر ہو اور جس عورت[1] کو اس کا خاوند طلاق دیوے تو عدت میں اس کا خرچ دینا خاوند پر واجب نہیں ہے خواہ دیوی خواہ نہ دیوے۔ مگر عدت گزرنے تک اس کو رہنے کیواسطے مکان دینا خاوند پر واجب ہے اور طلاق والی عورت اگر حاملہ[2] ہو تو بچہ جننے تک اس کو خرچ دینا خاوند پر واجب اور لازم ہے۔ اور اس کو بچہ جننے تک رہنے کے واسطے مکان دینا بھی خاوند پر واجب ہے اور جس عورت کا خاوند مر جاوے اور وہ عورت حاملہ نہ ہو تو اس کو عدت گذرنے تک خرچ کا دینا خاوند پر لازم نہیں۔ لیکن عدت گذرنے تک اس کو رہنے کے واسطے مکان دینا واجب ہے۔ اور اگر وہ حاملہ ہو تو اس کو خرچ دینا

[1] یہ حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی ہے جو صحیح مسلم جلد ۱ کے صفحہ ۴۸۴ میں ہے

[2] یہ آیت سورۂ طلاق میں ہے یہ آیت بھی سورۂ طلاق میں ہے

واجب ہے۔ باب ہے بیان میں نفقہ کے اور حق لونڈی غلام کے)

ف نفقہ نام ہے اس چیز کا کہ خرچ کی جاوے۔ اور یہاں نفقہ سے مراد عام ہے خواہ واجب ہو خواہ غیر واجب ہو اور مراد لونڈی غلام کے حق سے کھلانا اور پہنانا ان کا ہے اور نہ تکلیف دینی اس کام کی کہ نہ طاقت رکھیں اس کی تین چیزیں ہیں جس شخص میں وہ ہوں آسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرنے اس کی کو اور داخل کریگا

اس کو بہشت میں اپنے وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ نرمی کرنی ساتھ ضعیف کے اور شفقت
کرنی ماں باپ پر۔ اور احسان کرنا طرف اپنے غلام کی۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ
صدقہ کرنا باز رکھتا ہے برے مرنے کو۔ اور احسان کرنا یعنی خلق پر زیادہ کرنا ہے
عمر کو۔ اور واجب ہے نفقہ باپ کا بیٹے پر۔ اور جائز ہے باپ کو تصرف کرنا
بیٹے کے مال میں جس طرح سے چاہے۔ اور اگر باپ بیٹے کے مال میں سے کچھ چرا لیوے
تو جائز ہے۔ اس لئے کہ اولاد باپ کی حلال تر کمائی ہے پس جو اولاد کماوے ہر طرح
سے باپ کے واسطے حلال ہے اور واجب ہے نفقہ بیوی کا خاوند پر۔ اور واجب ہے نفقہ
چھوٹی اولاد کا باپ پر اگر بیوی اپنے خاوند کے مال سے موافق حاجت کے اپنے
واسطے اور اپنی اولاد کیواسطے خرچ کر لیوے بغیر اذن خاوند کے تو جائز ہے
کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جس کا کچھ حق کسی پر ہو اور وہ دیتا نہ ہو تو جائز ہے اس حقدار
کو لے لینا اس کے مال میں سے بقدر حق اپنے کے بغیر اذن اس کے کے۔ اور جس
شخص کو اللہ تعالیٰ کچھ مال دیوے تو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے نفس پر اور اپنی بیوی بچوں
پر خرچ کرے یعنی واجب ہے کہ سب سے پہلے اپنی جان پر اور اپنی بیوی بچوں پر خرچ
کرے۔ اور جس شخص کا خرچ دینا آدمی پر واجب ہے۔ اگر نہ دیوے تو اس سے گنہگار ہوتا
ہے یعنی بیوی بال بچوں وغیرہ کے خرچ نہ دینے سے۔ اور جو شخص کہ فقیر ہو اور کسی
یتیم لڑکے کی پرورش کرتا ہو تو وہ شخص ابن یتیم کے مال میں سے بقدر حاجت اپنی کے
کھا لیوے تو جائز ہے بشرطیکہ اسراف نہ کرے یعنی حاجت سے زیادہ نہ خرچ کرے اور نہ جلدی کرے
یعنی نیچ مال اس کے کے پہلے اس کے کہ محتاج ہو طرف اس کی بخوف اسکے کہ لڑکا بالغ ہوگا تو
مال چھین لیگا مجھ سے اور نہ جمع کرے مال کو اور اگر یتیم کے مال میں اسراف کرے

یا اس کی لینے میں تعدی کرے یا مال کو جمع کرے تو جائز نہیں حرام ہے اور نہیں جائز ہے غنی کو کہ کھاوے
مال یتیم کے لیے اس لئے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا از راہ ظلم کے سوا اس کے نہیں کہ
کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ داخل ہوں گے وہ دوزخ میں
اور جس شخص کے قبضہ اور ملک میں کوئی لونڈی یا غلام ہو تو اس کو اپنے بھائی کے موافق
سمجھے اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کو میرے قبضہ میں کیا ہے تو واسطے امتحان
کے کیا ہے پس جس شخص کے زیردست کوئی غلام ہو تو واجب ہے مالک پر نفقہ اس کا
اور ادا کرنا حق ان کا۔ اور مستحب ہے کہ جو آپ کھائے وہی اس کو کھلاوے اور جو آپ
پہنے وہی اس کو پہناوے۔ اور جب کبھی خادم اس کے واسطے کھانا تیار کرے۔ اور
حالانکہ اٹھائے چھاؤں گرمی اور دھواں اس کا یعنی آگ کی گرمی اور اس کا دھواں
اٹھا کر کھانا تیار کر کے لاوے تو اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا چاہیئے اور
اگر کھانا تھوڑا ہو اور کھانے والے اس کے بہت ہوں تو اس خادم کے ہاتھ پر اس
کھانے سے ایک دو لقمہ رکھ دینے چاہئیں۔ اور نہیں جائز ہے تکلیف دینی غلام کو ساتھ
ایسے کام کے کہ نہ ہو سکے اس سے اور اگر تکلیف دیوے اس کام کی کہ نہیں ہو سکتا ہے
اس سے تو چاہیئے کہ مدد کی جاوے اس کی بیچ اس کام کے۔ اور جو غلام کہ اپنے مالک کی
فرمانبرداری اور اطاعت نہ کرے تو واجب ہے کہ اس کو مالک اس کا بیچ ڈالے۔
اور اس کو عذاب نہ کرے کہ جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ تہمت زنا
کی کرے اپنے غلام کو یا لونڈی کو اور وہ پاک ہووے اس چیز سے
یعنی جھوٹی تہمت دیوے۔ تو مارے جائیں گے قیامت کے دن کوڑے مالک
کو۔ اور جو شخص کہ مارے اپنے غلام کو حد اور نہ کیا اس غلام نے کام حد کا یعنی بے گناہ

۱ آیت قرآن مجید کی سورۂ نساء میں ہے ۱۲

۲ یہ حدیث بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی روایت سے ہے باب انفاق کے بیان میں ہے ۱۲

۳ یہ حدیث بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی روایت سے ہے باب انفاق کے بیان میں ہے ۱۲

۴ یہ حدیث بخاری و مسلم کی ابوہریرہ کی روایت سے ہے باب انفاق کے بیان میں ہے ۱۲